بلّغوا عنّی ولو آیۃ

جلد ۹ | میرا تھوڑا سا کلام بھی شائع کردو | قسط ۹۷/۱

آسان حدیث یا الُّولُؤُ والمرجان

جلد نہم

یعنی جنوری سنہ ۱۹۵۱ء سے دسمبر سنہ ۱۹۵۱ء تک ۱۲ قسطوں کا مجموعہ

از قسط نمبر ۹۷ تا ۱۰۸

مترجمہ

مولانا مولوی محمد شعیب صاحب (حنفی) رکن مجلس العلماء بھوپال

مُدیر مسئول حاجی محمد خاں

یہ مجلد ماہوار رسالہ کی صورت میں بھی شائع ہوتا ہے

قیمت فی رسالہ ۔/۱ | سالانہ چندہ مع محصولڈاک ۱۲/ | قیمت مجلد بغیر محصول ڈاک ۱۲/

ملنے کا پتہ

مہتمم رسالہ آسان حدیث بھوپال

علوی برقی پریس بھوپال

(قیمت فی جلد مجلد ۱۲/ محصولڈاک و رجسٹری ۶/)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آسان حدیث کی نویں جلد

حمد وصلوٰۃ کے بعد خداوند تعالیٰ کا بہت بہت انعام ہے کہ یہ رسالہ اب نویں سال میں قدم رکھ رہا ہے اور تعداد اشاعت تین ہزار ہو رہی ہے۔ اگرچہ اس کی افادیت کو دیکھتے ہوئے یہ تعداد بہت کم ہے، مگر اس لامذہبی کے دور میں یہ بھی غنیمت ہے اور خوشی کی بات تب ہے کہ جو بھی دیکھتا ہے پسند کرتا ہے اور پڑھتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارے مقصد میں کامیاب کرے اور صحاح ستہ کے ترجمہ کے بعد جو اس سال کے اخیر تک انشا اللہ ختم ہو جاویگا۔ آسان فقہ کے حصہ دوم وسوم کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے :۔

ہر شخص اپنے خطوں کا جواب ہر روزہ چاہتا ہے، مگر

یاد رکھو! میں اُسی خط کا جواب ہر روزہ دیتا ہوں جس پر نمبر خریداری درج ہوتا ہے جو آپ کے پتہ کی چٹ پر ہمیشہ اوّل ہی لکھا ہوتا ہے، اور بغیر نمبر کے خطوط کا جواب بعض دفعہ ایک ایک ہفتہ نہیں دیا جاتا چونکہ ۳۰۰۰ ناموں کے رجسٹر میں سے بغیر خریداری نمبر کے نام کا تلاش کرنا بہت ہی تکلیف دہ اور وقت طلب کام ہے اب یہ آپ کا کام ہے کہ جواب فوراً لیں یا ایک ہفتہ بعد۔

۹۱۲ کسی کا نمبر نہیں ہے، یہ نمبر رسالہ کا رجسٹری نمبر ہے

دوسرے درجہ میں جو خط جوابی اور خوشخط اُردو میں ہوتا ہے اس کا جواب دیا جاتا ہے کیا آپ آئندہ نمبر خریداری لکھیں گے ؟۔

خادم حدیث :۔ حاجی محمد خاں۔ مدیر مسئول
رسالہ آسان حدیث۔ بھوپال

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریمؐ

(باب روزہ) ۲۴۴۳/۵۶۲ :- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روزہ ڈھال ہے، تم میں جو روزہ دار ہوا کرے تو اُسے بیہودہ بات چیت اور جاہلانہ فعل نہ کرنا چاہئے، اگر کوئی دوسرا اُس سے لڑنے لگے یا گالی دے تو کہدے کہ (بھائی) میں روزہ دار ہوں، میں روزہ دار ہوں، ابوداؤد۔ **توضیح**:- جس طرح ڈھال کے ذریعہ سے حملہ سے بچاؤ ہوتا ہے اسی طرح روزہ کی وجہ سے مومن آدمی گناہ کے کاموں سے بچ جاتا ہے۔ اس لئے روزہ کی مثال ڈھال کے ساتھ ٹھیک ہوجاتی ہے۔ روزہ رکھنے والے کو اول تو خود ہی خیال رہتا ہے کہ وہ کوئی ایسا فعل نہ کرے کہ اُس کا روزہ خراب ہو، لیکن بعض وقت ایسا ہوسکتا ہے کہ کوئی دوسرا شخص اُس سے لڑائی جھگڑا کرنے لگے تو ایسی صورت میں اُسے کیا کرنا چاہئے، جھگڑے اور گالی کا جواب اُسی طرح دیدے یا کیا کرے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اب بھی اُسے باز رہنا چاہئے اور یہ کہدینا چاہئے کہ میں روزہ دار ہوں یعنی تمھاری طرح گالی گلوچ کرکے میں اپنا روزہ خراب کرنا نہیں چاہتا ہوں ؞

(باب روزہ) ۲۴۴۴/۵۶۴ :- اعمش رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے ساتھیوں

(یعنی صحابہ) میں سے کسی کو ایسا نہیں دیکھا جو روزہ دار کے سرمہ لگانے کو بُرا سمجھتا ہو اور ابراہیم تو روزہ دار کو ایلوے کا سرمہ لگانے کی بھی اجازت دیدیتے تھے۔ ابوداؤد۔ **توضیح**:۔ اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ روزہ کی حالت میں آنکھ میں سرمہ یا دوا لگانے سے روزہ میں کوئی خرابی نہیں ہوتی ہے ؛

(روزہ کی حالت میں بوس و کنار اور مباشرت)

۲۴۴۵/۵۶۶:۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روزہ کی حالت میں مباشرت کا (یعنی عورت کے جسم سے لپٹنے کا) مسئلہ پوچھا تو آپ نے اُس کے لئے اس بات کی اجازت دیدی، پھر ایک اور آدمی آیا اور اُس نے بھی یہی مسئلہ پوچھا تو اُس کو اس فعل سے منع فرمایا۔ یہ آدمی جوان تھا اور پہلا بوڑھا تھا۔ ابوداؤد۔ **توضیح**:۔ اس حدیث سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ روزہ کی حالت میں عورت سے لپٹنا، بوس و کنار کرنا ایسے شخص کے لئے منع ہے جس میں جذبات شہوت زیادہ ہوں اور وہ اپنے نفس کو اپنے قبضہ میں نہ رکھ سکتا ہو۔ اور ایسے شخص کے لئے جائز ہے جو اپنے جذبات کو اشتعال سے روک کر اپنے قبضہ میں رکھ سکتا ہو، کیونکہ ایسے شخص کے حق میں یہ خطرہ نہیں رہتا ہے کہ وہ اپنی شہوت سے مغلوب ہوکر روزہ فاسد کر بیٹھیگا ؛

۲۴۴۶/۵۶۹ :- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ میں نے بھول کر روزہ کی حالت میں کھا بھی لیا اور پی بھی لیا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ ہی نے تجھے کھلا دیا اور پلا بھی دیا (یعنی روزہ نہیں ٹوٹا) ابوداؤد ؎

۲۴۴۷/۵۶۹ :- عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ میں مسلسل اور لگاتار روزے رکھا کرتا ہوں تو کیا سفر میں بھی روزہ رکھ لیا کروں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تیرا۔۔۔

توضیح :- مطلب یہ ہے کہ مسافر کو روزہ رکھنے اور نہ رکھنے دونوں باتوں کا اختیار ہے۔ لہٰذا اگر سفر میں مشقت اور تعب و تکان در پیش ہو تو روزہ نہ رکھنا بہتر ہے۔ بعد رمضان قضا کر لی جاوے اور اگر سفر میں مشقت وغیرہ نہ ہو اور روزہ رکھنے میں کوئی تکلیف نہ ہو تو پھر روزہ رکھنا افضل ہے ؎

۲۴۴۸/۵۶۹ :- حمزہ اسلمی رضی نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں جانوروں والا آدمی ہوں اور انھیں کرایہ پر چلاتا ہوں۔ سفر میں رمضان کا مہینہ بھی آجاتا ہے، میں جوان ہوں اور قوی ہوں روزہ رکھنا مجھ اس کے بہ نسبت آسان ہے کہ اپنے اوپر روزہ کو قرض رکھوں، کیا میں روزہ رکھ لیا کروں اس میں زیادہ ثواب ہو گا

(روزہ میں بھول کر کھانا پینا)

(روزہ ۔ سفر)

(روزہ ۔ سفر)

یا افطار کیا کروں۔ آپ نے فرمایا کہ اے حمزہ جیسا تمھارا دل چاہے کر لیا کرو۔ ابو داؤد ؛

۲۴۴۹:۔ انس بن مالک رضؓ جو کہ بنی عبد اللہ کے قبیلہ کے ہیں (یعنی نبی علیہ السلام کے خادم انس رضؓ کے علاوہ انس رضؓ) نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار لوٹنے کے لئے آئے ہوئے تھے، میں بھی جا پہنچا، آپ اس وقت کھانا کھا رہے تھے فرمایا تو بھی ہمارے کھانے میں سے کھا، میں نے کہا میں تو روزہ دار ہوں، فرمایا کہ اچھا بیٹھ جا، میں تجھ سے نماز اور روزہ کا مسئلہ بیان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آدھی نماز اور روزہ مسافر پر سے ہٹا دیا ہے اور دودھ پلانیوالی اور حمل والی عورت سے (بھی روزہ ہٹا دیا ہے) انس رضؓ کہتے ہیں کہ پھر مجھے اس کا افسوس رہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کیوں نہ کھایا۔ روزہ تو نفلی تھا، اس کی قضا رکھ سکتا تھا، لیکن ساتھ کھانا کھانے کی سعادت حاصل ہونا پھر مشکل ہو گیا۔

(مسافر، دودھ پلانے والی اور حاملہ کا روزہ رکھنا)

توضیح :۔ اس حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ مسافر اور دودھ پلانے والی یا اس کے بچہ کو یا حمل والی یا اس کے حمل کو اگر روزہ کی وجہ سے ضرر پہنچتا ہو تو نہ رکھیں بعد میں ان روزوں کی قضا رکھیں۔

(شہیدوں کی فضیلت)

<u>۲۴۵۰</u>
۶۰۳ :۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تمہارے جو بھائی جنگ احد میں شہید ہوئے تھے اللہ تعالیٰ نے اُن کی روحوں کو سبز چڑیوں کے پیٹ میں رکھدیا تھا جو بہشت کی نہروں پر پھرا کرتی تھیں وہاں کے میوے کھاتی تھیں سونے کے اُن قندیلوں میں بسیرا کرتی تھیں جو عرش کے سائے میں لٹکے ہوئے ہیں۔ پھر جب اُن روحوں نے اپنے کھانے پینے اور رہائش میں خوشیاں پائیں تو کہنے لگیں کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ کوئی ہمارے بھائیوں کو یہ پیام پہنچا دے کہ ہم جنّت میں زندہ ہیں اور ہم کو نعمتیں نصیب ہیں۔ تاکہ وہ بھی جہاد سے بے رغبتی نہ کریں اور لڑائی کے وقت سستی نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ تمہاری طرف کا یہ پیغام میں اُن کو پہنچاؤں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی کے یہ پیام قرآنی آیت کی صورت میں نازل فرما دیا کہ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا آخر آیت تک۔ ابو داؤد ؎

توضیح :۔ آیت مندرجۂ بالا کا ترجمہ یہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو چکے ہیں اُنھیں مردہ نہ سمجھو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زندہ ہیں، جنّت کی نعمتیں اُن کو حاصل ہیں، ہر طرح سے اُن نعمتوں میں خوش و خرّم ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اُن کو عطا فرمائیں۔

اور وہ اُن لوگوں کو جو ابھی اُن کے پاس شہید ہو کر نہیں پہنچے ہیں یہ
پیام پہنچانا چاہتے ہیں اُن نئے آنیوالوں کے لئے بھی کوئی خوف
اور غم کی بات نہیں ہے ؛

۲۴۵۱ :- عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دن نبی
۶۱۳
صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری پر مجھے بھی اپنے ساتھ بٹھالیا تھا
اور مجھ سے ایک بات بھی آہستہ کہکر فرمایا تھا کہ اس کا کسی سے
ذکر نہ کرنا - آپ کا معمول تھا کہ پیشاب پاخانہ جانے کے وقت
آپ ایسی آڑ کی جگہ زیادہ پسند فرماتے تھے، جو زیادہ اونچی ہو
یا کھجور کے درختوں کا جھنڈ یا جھاڑی ہو - چنانچہ آپ ایک انصاری
کے کھجور کے باغ میں تشریف لے گئے تو دوسری طرف سے ایک
اونٹ سامنے آگیا اور رونے کی آواز نکالنے لگا، اُس کے آنسو
بھی بہ رہے تھے - آپ نے اُس کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرا
تو وہ چپ ہو گیا - آپ نے اُس کے مالک کو دریافت کیا تو ایک
انصاری آدمی نے عرض کیا کہ یہ میرا اونٹ ہے تو فرمایا کہ تو اس
جانور کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا نہیں ہے - اللہ ہی نے تو
تجھ اس کا مالک بنایا ہے تو اس کو مارتا اور تھکاتا ہے اس نے مجھ سے
تیری شکایت کی ہے - ابوداؤد - **توضیح** :- اس حدیث شریف سے

حضورؐ کا معجزہ ثابت ہوتا ہے کہ جانوروں نے بھی آپ سے کلام کیا اور انصاف کرایا۔ نیز اس حدیث سے یہ نصیحت بھی نکلتی ہے کہ جانور کو بلا ضرورت مارنا نہ چاہیئے، نیز اُس سے اتنا کام نہ لینا چاہیئے کہ جو اُس کی برداشت سے باہر ہو اور اُسے تھکا ڈالے۔

۲۲۵۲ ؎ ۵۷۲ :- سلمہ رضی اللہ عنہ (جو کہ مرد کا نام ہے) نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کے پاس ایسی سواری ہو کہ (آسانی سے (بلا مشقت) منزل مقصود کو پہنچا وے اور روز پیٹ بھر کر کھانا ملتا ہو تو اُسے چاہیئے کہ جہاں بھی رمضان کا مہینہ آجائے وہیں روزہ رکھے۔ ابوداؤد۔ توضیح :- اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جس مسافر کو مشقت در پیش نہ ہو اُس کے لئے بہتر بات یہ ہے کہ رمضان میں بحالت سفر روزہ رکھے اگرچہ افطار رکھنا بھی اُس کے لئے جائز رہے گا۔

۲۲۵۳ ؎ ۵۷۹ :- اسامہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام نے بیان کیا کہ وہ اسامہ کے ہمراہ ان کا اونٹ تلاش کرنے وادی القریٰ کی طرف گئے تھے۔ اُن (اسامہ) کا معمول تھا کہ وہ پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھا کرتے تھے، تو اُن کے مولا نے کہا کہ آپ اس قدر بوڑھے اور ضعیف ہونے کے باوجود پیر اور جمعرات کا روزہ کیوں رکھا کرتے ہیں

تو کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی پیر اور جمعرات کو روزہ رکھا کرتے تھے اور آپ سے اس کے بارہ میں پوچھا گیا تو فرمایا تھا کہ ان دنوں میں بندوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ ابوداؤد ؛

۲۴۵۴ ؛۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے فجر شروع ہونے سے پہلے پہلے روزہ کی نیت نہ کی ہو اس کا روزہ درست نہیں ہے۔ ابوداؤد۔ توضیح :۔ اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ روزہ کی نیت صبح صادق سے پہلے کر لینا چاہئے، لیکن یہ حکم نذر غیر معین اور قضا و کفارہ کے روزوں کا ہے۔ کیونکہ دوسری حدیثوں سے رمضان کے ادا روزہ اور نفل روزہ کی نیت درست ہونا صبح ہونے کے بعد بھی ثابت ہے ؛

۵۸۳ (روزہ کی نیت)

۲۴۵۵ ؛۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب میرے یہاں تشریف لاتے تو دریافت فرماتے کہ کھانے کی کوئی چیز تمھارے پاس ہے پھر جب ہم کہتے کہ نہیں تو فرما دیتے کہ میں روزہ دار ہوں۔ ابوداؤد۔ توضیح :۔ حدیث شریف کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ کا سوال کرنے کے وقت روزہ کا ارادہ نہ ہوتا تھا اسی وجہ سے کھانے کے متعلق دریافت فرماتے تھے اور جب یہ جواب مل جاتا کہ کھانے کی کوئی چیز موجود

۵۸۳ (روزہ کی نیت)

نہیں ہے تو آپ اُسی وقت سے روزہ کی نیت کر لیتے تھے۔ معلوم ہوا کہ نفل روزہ کی نیت دن میں بھی ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ صبح صادق سے اُس وقت تک کچھ کھایا پیا بھی نہ ہو اور کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزہ توڑ دیتا ہے ؞

٢٤٥٦/٥٨٤: ۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میرا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کا (نفلی) روزہ تھا، اُسی حالت میں ہم دونوں کے واسطے کچھ ہدیہ آگیا ہم دونوں نے اُسے کھا لیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے تو ہم نے یہ واقعہ بیان کر دیا تو فرمایا کہ کچھ حرج نہیں تم دونوں اس روزہ کے عوض ایک ایک روزہ رکھ لینا۔ ابو داؤد۔ توضیح :۔ اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ نفل روزہ توڑنے پر بھی اُس کی قضا رکھنا چاہئے۔ ان دونوں کا یہ روزہ نفلی ہی تھا اور اس کا قرینہ یہ ہے کہ اگر فرض روزہ ہوتا تو کفارہ کا بھی حکم دیا جاتا ؞

(روزہ نفل روزہ توڑنے پر قضا)

٢٤٥٧/٥٨٥: ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی کھانے پر بلایا جائے، یعنی دعوت کی جائے اُسے قبول کرنا چاہئے، اگر روزہ دار نہ ہو تو کھانا بھی چاہئے اور اگر روزہ دار ہو تو دعوت کرنیوالے کے لئے نیک دعا کرے ۔ مسلم ؞

(دعوت، روزہ میں دعوت)

توضیح :۔ اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ دعوتی شخص پر دعوت کرنیوالے کا حق پیدا ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ اگر دعوتی شخص روزہ دار ہو تب بھی اُس پر حق عائد ہو جائیگا۔ اور کھانا نہ کھانے کی تلافی اس طرح پر اُسے کرنا چاہیئے کہ اُس کے حق میں نیک دعا کرے۔ اس سے یہ مسئلہ نکل آتا ہے کہ اگر کھانا کھانے میں واقعی میں کوئی عذر ہو تو نہ کھانا درست ہے (مثلاً دعوتی شخص بیمار ہو۔ یا بیمار نہ ہو لیکن جو کھانا دعوت میں تیار کیا گیا ہو اُس سے نقصان یا زیادتی تکلیف یا مرض کا اندیشہ ہو، یا دعوتی مقام میں شرع کی ممنوع چیزیں ناچ گانا باجا وغیرہ ہوں جن سے کہ شرعاً دور رہنا ضروری ہے) تو ایسی دعوت قبول کرنے میں حرج نہ ہو گا، بلکہ قبول کرنا ہی نہیں چاہیئے ::

$\frac{۲۴۵۸}{۵۸۶}$:۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف کیا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی، پھر آپ کے بعد آپ کی بیبیوں نے اعتکاف کیا۔ ابوداؤد۔ (اعتکاف ۱) توضیح :۔ اس حدیث شریف سے ثابت ہے کہ رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف کرنا سنت ہے، اور حضور نبی علیہ السلام کا یہ معمول آپ کی وفات تک جاری رہا ہے ::

۲۴۵۹ :۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
۵۸۷ (اعتکاف)
ہر سال رمضان میں دس روز کا اعتکاف کیا کرتے تھے، لیکن جس سال آپ کی وفات ہوئی اس سال آپ نے بیس روز کا اعتکاف کیا تھا۔ ابوداؤد ؛

۲۴۶۰ :۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ
۵۸۷ (اعتکاف)
وسلم اعتکاف کیا کرتے تھے تو اس زمانہ میں آپ مسجد میں سے اپنا سر مبارک میرے قریب کر دیتے تھے اور میں کنگھی کر دیا کرتی تھی۔ اور گھر میں تو آپ بغیر حاجت انسانی کے داخل ہی نہیں ہوتے تھے۔ ابوداؤد ؛

۲۴۶۱ :۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
۵۸۸ (اعتکاف)
کا اعتکاف کی حالت میں اگر بیمار آدمی کی طرف سے گذر ہوتا تھا تو آپ بدستور چلتے رہتے تھے اس کا حال نہ پوچھتے تھے۔ ابن عیسیٰ کی روایت میں یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا، آپ اعتکاف کی حالت میں بیمار پرسی کیا کرتے تھے۔ ابوداؤد ۔

توضیح :۔ دونوں روایتوں کے مطلب کا اختلاف اس طرح رفع ہو جاتا ہے کہ اگر راستہ میں کسی مریض کا مکان ملجاتا تو اس کو پوچھنے کے لئے اس کے مکان میں نہ جاتے تھے یا راستہ میں اگر

کسی مریض سے ملاقات ہو جاتی تھی تو اُس کے پاس ٹھہر کر اُس کی مزاج پُرسی نہ کرتے بلکہ اپنی رفتار پر جاری رہتے ہوئے اُس کا حال پوچھ لیتے تھے :۔

۲۴۶۲/۵۸۸ :۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اعتکاف کرنیوالے کے لئے سنّت یہ ہے کہ نہ تو بیمار پُرسی کے لئے مسجد سے جاوے نہ جنازہ کی شرکت میں اور نہ عورت کو چھوے اور نہ اُس سے مباشرت کرے اور سوائے حاجت ضروری کے اور کسی غرض کے لئے باہر نہ نکلے۔ اور اعتکاف بلا روزہ کے نہیں ہے۔ اور اعتکاف جمعہ والی مسجد کے سوا مناسب نہیں ہے :۔ (اعتکاف)

۲۴۶۳/۵۸۸ :۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جاہلیت (دکفر) کے زمانہ میں کعبہ کے پاس ایک دن یا ایک رات اعتکاف کرنے کی نذر مانی تھی، اُنھوں نے مسلمان ہونے کے بعد اس کے متعلق نبی صلعم سے مسئلہ پوچھا، تو آپ نے فرمایا کہ اعتکاف کرو اور روزہ بھی رکھو، ابوداؤد؛ توضیح :۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حالت کفر میں مانی ہوئی نذر جس میں کہ کوئی بات خلاف شرع نہ ہو، مسلمان ہو جانے کے باوجود پوری کرنی چاہئے :۔ (اعتکاف)

۲۴۶۴/۵۸۹ :۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (اعتکاف)

جنگل میں ان بہاؤں یعنی پہاڑ پر جو پانی کے بہاؤ بنے ہوئے ہیں
اس طرف چلے جایا کرتے تھے (تاکہ تنہائی میں یادِ الٰہی کیا کریں)
ایک بار آپ نے جنگل کیطرف جانیکا ارادہ کیا تو میرے واسطے بھی
ایک اونٹ کا پٹھا جس کو ابھی تک سواری کے کام میں نہیں لیا گیا
تھا بھیجدیا اور فرمایا کہ اے عائشہ نرمی کر، جہاں نرمی ہوتی ہے
وہاں خوبی پیدا ہو جاتی ہے اور جس میں سے نرمی نکل جائے وہ
عیب دار رہجاتا ہے۔ ابو داؤد ؛

(نماز، روزہ اور اعمال صالح کا درجہ)

$\frac{۲۴۶۶}{۶۰۵}$:- عبید بن خالد سلمی نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
دو آدمیوں کے درمیان میں بھائی چارہ کرا دیا تھا، اُن میں سے
ایک (راہِ خدا) میں قتل کر دیا گیا اور دوسرا بھی اُس سے ایک ہفتہ
یا کچھ اتنے ہی عرصہ میں مر گیا۔ ہم نے اس کی نماز پڑھی تھی۔ نبی صلعم
نے فرمایا کہ تم نے کیا کہا (یعنی کیا دعا پڑھی) ہم نے کہا کہ ہم نے یہ
دعا مانگی تھی اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ وَالْحِقْہُ بِصَاحِبِہٖ (اے اللہ اُس کو بخشدے
اور اُس کو اُس کے ساتھی سے ملا دے۔) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اُس کی وہ نمازیں کہاں گئیں جو اُس نے اپنے ساتھی کے
قتل کے بعد پڑھی ہیں اور وہ روزے جو اُس نے اُس کے روزوں
کے بعد میں رکھے اور اُس کے وہ اعمال جو اُس کے اعمال کے بعد

اُس نے کئے۔ ان دونوں میں یقیناً اتنا فرق ہے، جتنا آسمان اور زمین (ایک کا مرتبہ زیادہ دوسرے کا کم ہے) ابوداؤد۔

تمت بالخیر

رجسٹرڈ نمبر این، ۹۱۲
جنوری ۱۹۲۳ء سے یہ رسالہ ہر ماہ انگریزی کی ۱۲ تاریخ کو

بلغوا عنی ولو آیۃ

جلد ۹ نمبر ۲

میرا تھوڑا سا کلام بھی شائع کردو

آسمان حدیث یا انمول موتی

قسط ۹۸

ماہ فروری ۱۹۵۱ء مطابق جمادی الاول ۱۳۷۰ھ

مترجمہ
جناب مولانا مولوی حافظ محمد شعیب صاحب (حنفی) رکن مجلس العلماء بھوپال

مدیر مسئول حاجی محمد خاں منشی فاضل

ترسیل زر و خط و کتابت کا پتہ
حاجی محمد خاں مہتمم رسالہ آسمان حدیث ابراہیم پورہ بھوپال
پچیس متفرق رسالے ایک روپیہ ❊ پچاس متفرق رسالے (ے۱عہ) علاوہ محصولڈاک
قیمت مقامی (ے) ❊ سالانہ (۱۲ر) مع محصولڈاک
(معاونین کے لئے دس مثل روپے)

تعداد ۳۰۰۰

اختر حسین نے علوی برقی پریس بھوپال میں چھاپا

کیا آپ خط کا جواب فوراً چاہتے ہیں! تو جوابی خط بھیجو!

چندہ ختم ہونے پر فوراً زر چندہ روانہ کیجئے وی پی کی اطلاع کا انتظار نہ کیجئے!

آپکا خریداری نمبر ———

مجبوراً

لکھتا ہوں کہ آئندہ جس خط پر نمبر خریداری نہیں ہوگا، اس کا جواب ہرگز نہیں دیا جائیگا۔

جو ہمیشہ آپ کی پتہ کی چیٹ پر لکھا ہوتا ہے اگر اس جگہ کراس ہے تو آپ کا چندہ ختم ہو گیا یا تو ذریعہ منی آرڈر روانہ کریں، یا وی پی کی اجازت دیں ورنہ نام کاٹ دونگا

پاکستانی بہن بھائی — اس پتہ پر — چندہ روانہ کریں

محمد مظہر الدین خاں

اکاؤنٹنٹ دفتر ریجنل کول کنٹرول۔کوئٹہ۔بلوچستان

خادم حدیث :- حاجی محمد خاں ہاشم ابراہیم پورہ بھوپال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۲۴۶۷/۶۰۰ :- اسلم ابو عمران رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم مدینہ سے قسطنطنیہ بغرض جہاد گئے تھے۔ مسلمانوں کی جماعت کے سردار عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید تھے۔ رومی لوگ شہر کی دیوار سے پیٹھ لگائے (منتظر) کھڑے تھے (یعنی ہمارے حملہ یا ہمارے وہاں پہنچنے یا ہم پر جوابی حملہ کے لئے وقت کے منتظر تھے) اتنے میں (ہم میں سے) ایک شخص نے دشمن پر ہتھیار اٹھانا چاہا تو لوگوں نے کہا کہ ہائیں ہائیں لا الہ الا اللہ اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ اس وقت ابو ایوب رضی نے کہا کہ یہ آیت تو ہماری قوم انصار کی شان میں اتری ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو مدد دی اور اسلام کو غالب کر دیا تو ہم نے کہا کہ (اب جہاد کی کیا ضرورت ہے) اپنے مالوں (اونٹوں باغوں) میں رہیں ان کی (دیکھ بھال) کریں تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ (خرچ کرو اللہ کی راہ میں اور اپنی جانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو) تو اپنی جانوں کا ہلاکت میں ڈالنا یہ ہے کہ ہم اپنے مالوں میں مصروف رہیں ان کی فکر کریں اور

جہاد چھوڑ بیٹھیں (نہ یہ کہ جہاد کرنا ہلاکت ہے) ابو عمران نے کہا کہ پھر ابو ایوب مرتے دم تک جہاد کرتے رہے یہانتک کہ قسطنطنیہ میں دفن ہو گئے۔ ابوداؤد ؛

۲۴۶۸/۶۰۷ :۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی یمن سے ہجرت کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تھا تو آپ نے اُس سے پوچھا کیا یمن میں کوئی تیرا ہے کہا کہ ماں باپ ہیں، فرمایا کہ کیا اُن دونوں نے تجھ کو اجازت دیدی ہے، اُس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تو ان کے پاس واپس جا اور اُن سے اجازت مانگ۔ اگر وہ تجھے اجازت دیدیں تو تو جہاد کر ورنہ تو اُن کے ساتھ نیکی کر یعنی خدمت کر۔ ابوداؤد ؛

۲۴۶۹/۶۱۱ :۔ عتبہ بن عبد السلمی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ گھوڑوں کی پیشانیوں کے بال نہ کاٹو اور نہ ایالیں اور نہ دُمیں۔ اس لئے کہ اُن کی دُمیں اُن کی چوریاں ہیں اُن سے مکھیاں اُڑاتے ہیں اور ایالوں سے اُن میں گرمی آتی ہے اور اُن کے پیشانی کے بالوں میں بھلائی بندھی ہوئی ہے یعنی برکت اور خوبصورتی ہے۔ ابوداؤد ؛

۲۴۷۰/۶۱۴ :۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمارا طریقہ

یہ تھا کہ جب ہم کسی منزل پر اُترتے تھے تو اُس وقت تک نماز نہیں پڑھتے تھے جبتک کہ اونٹوں پر سے کجاوے نہ اُتار لیتے (تاکہ اونٹوں کو تکلیف نہ ہو) ابو داؤد ؂

۲۴۷۱/۶۱۶ :۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب میرا بھائی پیدا ہؤا تو میں اُس کو تحنیک کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا تھا اُس وقت آپ بکریوں کے کونڈھ میں تھے (اور) اُن کے کانوں میں داغ لگا رہے تھے ۔ ابو داؤد ۔ توضیح :۔ کوئی چیز چبا کر پہلی بار بچہ کو چٹانا اُس کو تحنیک کہتے ہیں ۔ اُس بچہ کو آپ نے کھجور چبا کر چٹا دی تھی ۔ اس حدیث سے بوقت ضرورت جانوروں کو داغنے کی اجازت ثابت ہوتی ہے ؂

(جانوروں کو داغنا)

۲۴۷۲/۶۱۸ :۔ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ سے میرے رضاعی باپ نے جو بنی مرہ بن عوف میں سے تھا اور وہ غزوہ موتہ میں شریک تھے کہا کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں (یعنی جعفر بن ابی طالب کو اب بھی دیکھ رہا ہوں) کہ جعفر بن ابی طالب اپنے اشقر گھوڑے سے کود پڑے اور اُس کی کونچیں کاٹ کر لڑائی میں شریک ہو گئے یہاں تک کہ لڑتے لڑتے آخر کار شہید ہو گئے ۔ توضیح :۔ کونچیں کاٹنا اس غرض سے ہوتا ہے

(جانور کی کونچیں کاٹنا)

جانور چلنے کے قابل نہ رہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جب یہ خوف ہو کہ اپنا سامان دشمن کے کام آسکیگا اور وہ تباہی کے لئے استعمال کریگا یا جنگ میں اپنی کمزوری کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں سامان کو تلف کیا جاسکتا ہے۔

۲۴۷۳ / ۶۳۰ :۔ عقبہ بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (کسی جگہ) ایک چھوٹا لشکر بھیجا تھا اس لشکر کے ایک آدمی کو میں نے تلوار دیدی تھی۔ جب وہ واپس آیا تو اس نے کہا کہ کاش تم بھی دیکھتے کہ ہم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی ملامت کی تھی (فرمایا) کہ جبکہ میں نے ایک آدمی کو بھیجا تھا اور اس نے میرے حکم کے مطابق کام نہ کیا تھا تو کیا تم لوگ اس سے عاجز تھے کہ اس کی جگہ دوسرا ایسا آدمی مقرر کر لیتے جو میرے حکم کی تعمیل کرتا۔ ابوداؤد ؛

توضیح :۔ اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ جب کہ کوئی حاکم اپنے حاکم بالا کے حکم کی خلاف ورزی کرے تو وہ معزولی کے قابل ہوجاتا ہے ؛

۲۴۷۴ / ۶۳۲ :۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے وقت حملہ کیا کرتے تھے (اور صبح کی اذاں کیوقت

اذاں کی آواز سننے کی کوشش کرتے تھے پس اگر (حملہ کے مقام والوں کی طرف سے) اذان سُن پاتے تھے تو حملہ سے رُک جاتے تھے ورنہ حملہ کر دیتے تھے۔ ابو داؤد ⁂ توضیح۔ اذاں کی آواز سے معلوم ہو جاتا تھا کہ وہاں مسلمان ہیں۔ اور آواز نہ آنے سے یہ معلوم ہو جاتا تھا کہ وہاں مسلمان نہیں ہیں

۲۴۷۵/۴۳۴ :۔ ابن عصام مزنی نے اپنے باپ کی روایت سے بیان کیا کہ انھوں نے کہا کہ ہم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر میں بھیجا تھا۔ تو یہ حکم دیا تھا کہ جب تم کوئی مسجد دیکھو یا مؤذن کی اذاں سنو تو کسی کو قتل نہ کرو۔ ⁂

(جنگ میں احتیاط)

۲۴۷۶/۴۳۵ :۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب آیت اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ ۚ نازل ہوئی تو مسلمانوں پر اس سے دشواری پیدا ہو گئی کیونکہ اللہ کا حکم یہ ہو گیا کہ دس کے مقابلہ سے ایک آدمی کو بھاگنا نہ چاہیے۔ پھر اس میں تخفیف آ گئی اور ارشاد ہوا کہ اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِیْكُمْ ضُعْفًا ۚ فَاِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ یَّغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ ۚ راوی کہتے ہیں کہ جب اللہ نے تعداد میں تخفیف کر دی تو

(نفری تعداد کا معیار)

اسی قدر صبر میں بھی کمی کر دی۔ ابو داؤد۔ توضیح:۔ آیت اوّل کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر تم میں سے صبر کرنے والے بیس آدمی ہوں تو دو سو پر غالب ہوں دوسری آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اب اللہ نے تم پر تخفیف کر دی اور جانا کہ تم میں ضعف ہے اگر تم میں سے ایک سو صبر کرنے والے ہوں تو دو سو پر غالب ہوں اور اگر ہزار ہوں تو دو ہزار پر غالب ہوں گے۔

۲۴۷۷/۲۴۶-۔ ایاس بن سلمہؓ نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے باپ (سلمہؓ) نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (قبیلہ) ہوازن سے جہاد کیا تھا۔ ایک دن ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کا کھانا کھا رہے تھے اور (ہماری حالت یہ تھی کہ) اکثر لوگ تو ہم میں سے پیدل تھے اور کچھ ہم میں کمزور لوگ بھی تھے۔ ناگاہ ایک شخص آیا جو سرخ اونٹ پر سوار تھا۔ اس نے اونٹ کی پشت سے ایک رسی نکال کر اس سے اونٹ کو باندھا پھر ہمارے ساتھ کھانے میں شریک ہو گیا اور جب اس نے ہماری کمزوری اور سواریوں کی کمی کو سمجھ لیا تو بھاگ کر اپنے اونٹ کے پاس پہونچا اسے کھولا اور اسے بٹھا کر اس پر سوار ہو کر تیز رفتاری کے ساتھ روانہ

ہوگیا (اُس وقت ہم سمجھے کہ یہ جاسوس) ہے تو اُس کے پیچھے قبیلہ اسلم کا ایک شخص خاکی اونٹنی پر سوار ہوکر روانہ ہوا یہی اونٹنی ہماری سواریوں میں بہتر تھی۔ اور میں پیدل دوڑتا ہوا جار ہا تھا جب میں اُس کے قریب پہونچا تو (دیکھا کہ اسلمی آدمی کی) اونٹنی کا سر (جاسوس کے) اونٹ کے پٹھے پر تھا اور میں بھی اونٹ کے پٹھے تک پہونچ چکا تھا۔ پھر میں نے ذرا اور آگے بڑھ کر اونٹ کی نکیل پکڑ کر اس کو بٹھا لیا اونٹ نے اپنا گھٹنا زمین پر ٹیکا ہی تھا کہ میں نے میان سے تلوار نکا لکر اُس کے سر پر وار کر دیا اور وہ کٹ گیا پھر میں اس کا اونٹ مع سامان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہانک لایا۔ آپ نے مجمع میں سے میری طرف متوجہ ہوکر پوچھا کہ اس آدمی کو کس نے مارا لوگوں نے کہا کہ سلمہ بن الاکوع نے۔ آپ نے فرمایا کہ (بس تو) اُس کا سب سامان بھی اسی (سلمہ) کو ملیگا۔ ابو داؤد ؛

$\frac{۲۴۷۸}{۶۴۳}$:- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (جنگ کے لئے) دس آدمیوں کو بھیجا تھا اور اُن پر عاصم بن ثابت کو حاکم مقرر کیا تھا۔ ان لوگوں سے

(غزوۂ بنی لحیان، بیر رجیع)

مقابلہ کے لئے ہزیل کے سو آدمی نکل کھڑے ہوئے جب
عاصم نے ان کو دیکھا تو ان لوگوں نے ایک ٹیلہ کی پناہ پکڑلی
(لیکن کافروں نے انکو گھیر لیا) اور کفار نے کہا کہ تم لوگ اتر
آؤ اور اطاعت قبول کر لو تمھارے لئے عہد اور اطمینان ہو
کہ ہم تم میں سے کسی کو قتل نہ کریں گے تو عاصم رض نے کہا کہ مجھ
تو کافر کی امان میں اترنا پسند نہیں ہے۔ اس کے جواب
میں کافروں نے ان کو تیروں سے مارنا شروع کردیا کہ
یہاں تک کہ کفار نے سات آدمیوں کو مار ڈالا ان میں
عاصم بھی تھے۔ اور تین آدمی۔ خبیب۔ زید بن دثنہ اور
ایک اور آدمی کافروں کے عہد و اقرار کا اعتبار کرکے
انکی امان میں اتر آئے۔ جب یہ لوگ کفار کے قبضہ میں
آگئے تو انھوں نے ان تینوں کو کمانوں کے چلوں سے
باندھ دیا اس پر ان میں سے تیسرے آدمی نے (جن کا نام
طارق بن عبداللہ تھا) کہا کہ یہ (برتاؤ) تمہاری پہلی
بدعہدی ہے۔ (آئندہ نہ معلوم کیا کروگے؟) خدا کی قسم
میں تو تمہارے ساتھ نہ جاؤں گا۔ (بلکہ) مجھے اپنے رفیقوں
کا ساتھی ہوجانا (یعنی شہید ہوجانا) بہتر معلوم ہوتا ہے۔ کافروں نے

انھیں گھسیٹا انھوں نے انکار کیا تو اُن کو بھی مار ڈالا اب خبیب کا نمبر آیا جب اُن کے قتل کا ارادہ کیا تو انھوں نے زیر ناف کے بال مونڈنے کے لئے عاریتاً استرہ مانگا پھر جب انھیں مارنیکو لے چلے تو انھوں نے کہا کہ مجھے دو رکعت نماز کے لئے مہلت دیدو۔ پھر کہا کہ خدا کی قسم اگر تمھیں یہ گمان نہ ہوتا کہ میں مارے جانیکے خوف سے نماز پڑھتا ہوں تو زیادہ رکعتیں پڑھتا۔ ابو داؤد۔ توضیح :۔ پھر عقبہ بن حارث نے خبیب رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا تھا اس سے پہلے طارق بن عبداللہ شہید ہو چکے تھے زید بن دثنہ کا کچھ حال حدیث میں مذکور نہیں ہے کہ وہ بھی شہید ہو گئے تھے یا بچ گئے تھے

$\frac{۲۴۷۹}{۶۴۴}$:۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ اُحد کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام تیر اندازوں کا افسر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو مقرر فرما دیا تھا۔ جو کہ پچاس آدمی تھے۔ اور ہدایت فرما دی تھی کہ اگر تم دیکھو کہ پرندے ہم کو اُچک لئے جا رہے ہیں (یعنی ہم لوگ مارے جائیں اور پرندے ہماری بوٹیاں نوچ رہے ہوں) جب بھی تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا۔ جب تک کہ تم کو بلایا نہ جائے

اور اگر تم یہ دیکھو کہ ہم نے کفار کو شکست دیدی ہے۔ اور
روند ڈالا ہے جب بھی تم اپنی جگہ سے بغیر بلائے ہوئے نہ
ہٹنا (کیونکہ وہ موقع ایسا تھا کہ اگر اس کو چھوڑ دیا جائے تو
شکست خوردہ لشکر پیچھے سے حملہ کرسکتا تھا) راوی کا
بیان ہے کہ اللہ نے کافروں کو شکست دیدی اور میں نے
کفار کی عورتوں کو پہاڑ پر تیزی سے چڑھتے دیکھا (وہ بھاگ
رہی تھیں) عبداللہ بن جبیر کے ساتھیوں نے کہا کہ دیکھتے
کیا ہو چلو مال غنیمت جمع کرو۔ تمہارے ساتھی غالب ہو گئے
ہیں۔ عبداللہ بن جبیر نے کہا کہ کیا تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کا حکم بھول گئے (کہ بغیر میرے بلائے ہوئے ہرگز یہاں سے
نہ ہٹنا) انھوں نے کہا کہ خدا کی قسم ہم تو جائیں گے اور
مال غنیمت لیں گے چنانچہ وہ گئے اللہ نے ان کے مونہہ
پھیر دیئے۔ اور ان کو شکست ہوگئی (دو وجہوں سے ایک
تو نبی ؐ کی نافرمانی دوسرے دنیا کی طمع سے) حالانکہ اگر
جلدی نہ کرتے مال غنیمت تو جب بھی مل ہی جاتا۔ ابوداؤد

$\frac{۲۴۸۰}{۶۴۵}$:۔ ابن ابی اسید رضی اللہ عنہ نے اپنے دادا کے
حوالے سے بیان کیا کہ جنگ بدر کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا تھا کہ جب کفار تم سے قریب (تیر کی زد) میں ہوں تو اُن پر تیر سے حملہ کرو اور تلوار نہ کھینچو جب تک کہ وہ تلوار کی زد پر نہ آجائیں۔ ابوداؤد ؎

۲۴۸۱/۶۴۶ :۔ علی رضی اللہ عنہ نے (ایک جنگ کا واقعہ) بیان کیا کہ (لڑائی کے لئے کفار کے گروہ میں سے) عتبہ آگے بڑھا اور اُس کے پیچھے اُسکا بیٹا اور بھائی بھی آگئے تھے پھر اُس نے آواز لگائی کہ کون ہے جو میدان میں مقابلہ کو آنا چاہتا ہے۔ تو اُس کے جواب میں کسی انصاری نوجوان نے اپنے کو پیش کیا۔ عتبہ نے پوچھا تم کن لوگوں میں سے ہو۔ انصاری نے اپنا پتہ نشان بتلایا تو کہنے لگا کہ ہم کو تمھاری ضرورت نہیں (یعنی ہم تمکو اپنے مقابلہ کے قابل نہیں سمجھتے) ہم تو اپنے چچا کی اولاد سے مقابلہ کے خواہشمند ہیں۔ تب آپ نے حکم دیا کہ حمزہ تم مقابلہ کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اور اے علیؓ تم بھی کھڑے ہو جاؤ۔ اے عبیدہ بن الحارث تم بھی کھڑے ہو جاؤ۔ چنانچہ حمزہؓ عتبہ سے لڑنے لگے (اور اس کو مار لیا) اور میں (علی) شیبہ سے لڑنے لگا (میں نے بھی اُسے مار لیا) عبیدہ اور ولید کی لڑائی

ہوئی تو دونوں نے ایک دوسرے کو زخمی کیا پھر ہم لوگ بھی ولید پر جھک پڑے اور اُسے مار ڈالا اور عبیدہ کو (وہاں سے) اٹھالائے۔ ابوداؤد ؛

۲۴۸۲۔ یزید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عتبہ بن عبد سلمٰی سے کہا کہ اے ابوالولید میں قربانی کے لئے جانور تلاش کرنے گیا تھا تو مجھے کوئی جانور پسند نہیں آیا سوائے ایک بکرے کے جس کا ایک دانت گر گیا ہے۔ اس لئے میں نے اُسے بھی پسند نہ کیا۔ اب تم کیا کہتے ہو۔ انھوں نے کہا کہ تم اُس (بکرے) کو میرے لئے کیوں نہ لیتے آئے۔ میں نے کہا کہ سبحان اللہ تمھارے لئے تو درست ہے اور میرے لئے نہیں اُنھوں نے کہا کہ (یہ اس لئے ہے کہ) تمھیں شک ہے اور مجھے نہیں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ان جانوروں کے علاوہ اور کسی جانور کی قربانی سے منع نہیں فرمایا ہے۔ مصفرہ (جس کا کان اتنا کٹا ہوا ہو کہ کان کا سوراخ کھل جائے) مستاصلہ (جسکا سینگ جڑ سے اُکھڑ گیا ہو) بخقاء (وہ جانور جس کی آنکھ تو قائم ہو لیکن اس کی بینائی جاتی رہی ہو)

مشیعہ (ایسی دبلی لاغر بکری جو اور بکریوں کے ساتھ ساتھ نہ چل سکتی ہو پیچھے رہ جاتی ہو) کسرا (جس کا کوئی ہاتھ پاؤں ٹوٹ گیا ہو) ابوداؤد۔ توضیح :- اس حدیث شریف میں اُن عیوب کو بتلایا گیا ہے جن کی وجہ سے قربانی درست نہیں ہوتی ہے فقہاء نے کان دم آنکھ چکتی کے متعلق بتلایا ہے کہ ان میں سے کسی چیز میں نقص ہونے کی صورت میں اگر وہ نقص تہائی عضو سے زیادہ نہ ہوا ہو تب بھی اس کی قربانی درست ہے۔ اور جس جانور کے تمام دانت گرجائیں یا جس جانور کے کان پیدائشی بالکل نہ ہوں۔ یا تھن یا ان کے سرے کٹے ہوئے ہوں تو ایسے جانور کی قربانی بھی درست نہ ہوگی ۔۔

۲۴۸۳ / ۶۹۹ :- علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم قربانی کی آنکھ اور کان کو خوب اچھی طرح دیکھ لیا کریں ۔ (یعنی اِن چیزوں کا بے عیب ہونا دیکھ لیا کریں) اور کانے جانور کی قربانی نہ کریں اور اس جانور کی بھی قربانی نہ کریں جس کا کان اگلی طرف سے کٹا ہو یا پچھلی طرف سے یا جس کے کان گول پھٹے ہوں یا لمبائی

میں چرے ہوئے ہوں۔ ابو اسحاق سے زہیر نے پوچھا کہ کیا عضباء کا بھی آپ نے ذکر کیا تھا اُنھوں نے کہا کہ نہیں (عضباء وہ ہے جس کے کان کٹے ہوئے۔ اور سینگ ٹوٹے ہوئے ہوں۔ ابو داؤد۔ **توضیح**:۔ اس حدیث سے اگرچہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ ذرا سا بھی اگر نقص ہو تو قربانی درست نہیں ہے۔ لیکن دوسری روایات کے پیش نظر مذہب حنفی میں تہائی کے اندر اندر نقص قابل نظر اندازی ہے

۲۴۸۴
۷۰۶
:۔ ام کرز رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ پرندوں کو اُن کے گھونسلوں میں رہنے دیا کرو (یعنی انھیں گھونسلوں سے اڑا کر تکلیف نہ دیا کرو) اور یہ بھی فرمایا تھا کہ عقیقہ میں لڑکے کی طرف سے دو بکریاں ہیں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔ اور تمھیں اس میں کچھ ضرر نہیں کہ وہ بکریاں نر ہوں یا مادہ ابو داؤد۔ **توضیح**:۔ بعض دوسری روایت میں ایسا بھی آیا ہے کہ لڑکے اور لڑکی دونوں کی طرف سے ایک

رجسٹرڈ نمبر این ۹۱۲
REGD. No. N.912.

جنوری ۱۹۴۳ء سے یہ رسالہ ہر ماہ انگریزی کی ۱۲ تاریخ کو شائع ہوتا ہے!

بَلِّغُوا عَنِّی وَلَو آیَۃً

جلد ۹ — نمبر ۳

میرا کتنو را سا کلام بھی شائع کردو

آسان حدیث اول ثانی

قسط ۹۹

ماہ مارچ ۱۹۵۱ء مطابق جمادی الثانی ۱۳۷۰ھ

مترجمہ

جناب مولانا مولوی حافظ محمد شعیب صاحب (حنفی) رکن مجلس العلماء بھوپال

مدیر مسئول حاجی محمد خاں منشی فاضل

ترسیل زر و خط و کتابت کا پتہ

حاجی محمد خاں مہتمم رسالہ آسان حدیث ابراہیم پورہ بھوپال

پچیس متفرق رسالے ایک روپیہ ÷ پچاس متفرق رسالے (عہ) علاوہ محصولڈاک

دستی مقامی (عہ) ÷ سالانہ (۱۲) مع محصولڈاک

(معاونین کے لئے دس روپے)

تعداد (وسط ہند میں سب سے زیادہ چھپنے والا مذہبی رسالہ) (۳۰۰۰)

اگر آپ خط کا جواب فوراً چاہتے ہیں تو جوابی خط بھیجئے!

چندہ ختم ہونے کی اطلاع ملتے ہی منی آرڈر روانہ فرمائیے ورنہ وی پی ارسال ہوگا!

÷ اختر حسین دہلوی برقی پریس بھوپال میں چھاپا ÷

خدا تعالیٰ کا شکر ہے

کہ میری فرودی کی اطلاع پر اس مرتبہ اکثر اصحاب نے نمبر خریداری لکھا ہے
مگر اب بھی ۲۵ فیصدی اصحاب نے توجہ نہیں فرمائی اور مجھے ان کا نام
و نمبر نکالنے میں بہت دقت ہوئی، براہ کرم وہ توجہ فرمادیں، میرا بہت
وقت بچ جائیگا جو اور کسی مفید کام میں خرچ ہوگا اور ان کو فوراً ہمروزہ
جواب ملیگا ۔ خدا کا شکر ہے کہ ۱۷ ماہ کے طویل انتظار کے بعد
اب غالباً چند روز میں پاکستان سے منی آرڈر و وی، پی کا سلسلہ جاری
ہوجائیگا، اور جن [illegible] اصحاب نے ان مشکلات
کی وجہ سے آرڈر نہیں دیا تھا، اب وہ
بلا تامل وی، پی سے کتابیں منگا سکیں گے،
اور بقایا رقوم کا منی آرڈر کر سکیں گے ۔

مجربات سلف

ہم نے اس ماہ میں تفصیلی تعارف کا وعدہ کیا تھا، مگر افسوس کہ وہ مصنف صاحب کے پاس
صرف سات جلدیں باقی ہیں جو میں لے آیا اگر کوئی صاحب جلد فرمائش کرینگے
تو روانہ کردوں گا ۔ اب فرمائش کے بعد بھی کتاب روانہ نہ ہو تو سمجھ لینا چاہیے
کہ دوسرے ایڈیشن کی تیاری پر کتاب روانہ ہوگی، عملیات کے شوقینوں کے واسطے
نایاب ذخیرہ ہے، ہدیہ عہ مجلد محصولڈاک ۶/ علیحدہ ۔

محمد خاں مدیر
رسالہ آسان حدیث

۱۲ مارچ سنہ ۱۹۵۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۴۸۵/۶۰۵:۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب نجاشی (بادشاہ حبش) مرگیا تو ہم سے لوگ کہا کرتے تھے کہ اس کی قبر پر ہمیشہ ایک نور برستا ہے۔ ابوداؤد۔ توضیح:۔ اس روایت سے امید ہوسکتی ہے کہ شاہ حبش شاید شہید مرا ہوگا۔

۲۴۸۶/۶۰۶:۔ یعلی بن منیہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جہاد میں نکلنے کا اعلان کیا تھا (میرا یہ حال تھا کہ) میں بہت بوڑھا تھا، میرے پاس کوئی خادم بھی نہ تھا جو میری خدمت کرے۔ تو میں نے ایک کوشش کی کہ مجھے کوئی مزدور ہی دیا جائے اور میں نے مال غنیمت کا حصہ اس کے لئے چھوڑنا گوارہ کیا۔ چنانچہ مجھے ایک مزدور میسر آگیا، لیکن جب کوچ کا وقت آیا تو اس نے میرے پاس آکر کہا کہ میں نہیں جانتا کہ حصے کتنے ہونگے اور میرے حصہ میں کیا آئے، اس لئے تم تو میری مزدوری معین اور مقرر کردو۔ حصے ہوں یا نہ ہوں (مال غنیمت ملے یا نہ ملے) تب میں نے اس کا حق الخدمت تین دینار مقرر کردیا تھا۔ پھر جب مال غنیمت آیا تو میں نے چاہا کہ اس کا حصہ دیدوں، لیکن مجھے یاد آیا کہ

اُس کے تو تین دینار مقرر ہوئے تھے، اب میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اُس کا تمام قصہ کہا تو فرمایا کہ اُس کے لئے تو اس جہاد کا بدلہ دنیا اور آخرت میں وہی تین دینار ہیں جو طے ہو چکے ہیں۔ ابوداؤد۔

۲۴۸۷ ۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ یا رسول اللہ میں جہاد کروں، فرمایا کیا تیرے ماں باپ ہیں، عرض کیا ہاں۔ تو فرمایا بس تو اُن ہی میں جہاد کر۔ ابوداؤد۔ توضیح :۔ حدیث بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ماں باپ کسی شرعی وجہ کی بناء پر راضی نہ ہوں یا اُن کی خدمت کی ضرورت ہو تو وہ جہاد پر مقدم ہو جاتی ہے۔

۲۴۸۸ ۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پیٹ کے بچہ کے (کھانے یا نہ کھانے کے) بارے میں مسئلہ پوچھا تھا تو فرمایا کہ اگر چاہو تو کھا لو اور مسدد نے کہا تھا کہ یا رسول اللہ ہم اونٹنی نحر کرتے ہیں اور گائے و بکری کو ذبح کرتے ہیں، اُن میں سے کسی کے پیٹ میں سے بچہ برآمد ہوتا ہے، ہم اُس کو کھائیں یا پھینک دیں، فرمایا تم چاہو تو کھا لو، اُس کی ماں کا ذبح اُس کا بھی ذبح ہے۔ ابوداؤد۔

توضیح :۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ ذبح کئے ہوئے جانور کے پیٹ سے جو بچہ نکلے اُس کو کھایا جا سکتا ہے۔ امام ابوحنیفہ رح کا مسلک یہ ہے کہ اگر وہ زندہ نکلے تو اُسے ذبح کر کے کھایا جا سکتا ہے (کیونکہ جب ماں کی جان نکل چکی ہے اور وہ زندہ ہے تو اب وہ اُسی ذبح کے تحت میں حقیقتاً شمار نہیں ہو سکتا ہے) اور اگر مردہ بچہ برآمد ہو تو بعض ائمہ کے نزدیک اُس کا کھانا جائز ہے، لیکن امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک اُس کا کھانا جائز نہیں ہے۔ (نہ معلوم وہ مرا ہوا بچہ ماں کے ذبح سے پہلے مرا ہے یا بعد میں، اگر ماں سے پہلے مر چکا ہے تو ماں کا ذبح کیا جانا اُس کا ذبح کیا جانا شمار نہ ہو سکیگا)۔

۲۲۸۹ :۔ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تو نے (شکاری) تیر چلانے کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ لیا ہو (اور شکار زخمی ہو کر نکل گیا ہو) اور پھر تو اُس کو دوسرے دن پالے اور اُس کی حالت ایسی ہو کہ وہ پانی میں بھی پڑا ہوا نہ ہو اور تیرے تیر کے علاوہ اور کوئی زخم بھی اُس پر نہ ہو تو اُسے کھالے

(یعنی کھا سکتا ہے) اور جب تیرے (تعلیم یافتہ) کتوں کے ساتھ (شکار مارنے میں) اور کتے بھی شریک ہو گئے ہوں تو اُس شکار کو نہ کھا۔ کیونکہ تو نہیں جان سکیگا (کہ کس کتے نے مارا ہے) شاید ایسے کتے نے شکار مارا ہو جو تیرے کتوں میں سے نہ ہو۔ ابوداؤد۔

۲۴۹۰ :۔ ابو ثعلبہ خشنی کہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں سکھائے ہوئے کتے سے بھی شکار کرتا ہوں اور بلا سکھے ہوئے کتے سے بھی تو فرمایا کہ سکھائے ہوئے کتے کو شکار پر چھوڑنے کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو اور (اُس کا کیا ہوا شکار) کھا لیا کرو اور بلا سکھائے ہوئے کتے کے شکار کو اگر تو ذبح کرنے کا موقع پالے (اور بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کرے) تو اُس کو بھی کھا لیا کر۔ (یعنی غیر سکھائے ہوئے کتے کا مارا ہوا شکار اگر بلا ذبح کئے ہوئے مر جائے تو اُس کا کھانا درست نہیں ہے۔) ابوداؤد۔

۲۴۹۱ :۔ ابو واقد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زندہ جانور کے جسم میں سے جو چیز کاٹ لی جائے وہ مردار ہے۔ ابوداؤد۔ توضیح :۔ مطلب یہ ہے کہ حلال جانور جو کہ زندہ ہو اگر اُس کے جسم میں سے گوشت کا ٹکڑا کاٹ لیا جائے تو وہ گوشت مردار ہو گا۔ مثلاً

شکار پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ اُس کی ٹانگ کٹ کر گر گئی اور وہ جانور لنگڑا ہو کر بھاگ جائے تو اُس ٹانگ کا گوشت کھانا درست نہ ہوگا ؛

۲۴۹۲ :- ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی کا اپنی زندگی میں (جبکہ وہ تندرست ہے) ایک درہم خیرات کرنا اُس سے بہتر ہے جبکہ وہ اپنی موت کے وقت سو درہم خیرات کرے (کیونکہ اُس وقت تو اُس کو ہر چیز ہی سے بے تعلقی اور لاپروا ہی ہو جاتی ہے -) ابوداؤد ؛

۲۴۹۳ :- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مرد اور عورت ساٹھ سال تک اللہ کی عبادت کرتے رہتے ہیں پھر اُن کی موت آتی ہے تو وہ وصیت کر کے نقصان پہنچا دیتے ہیں تو اُن کے لئے جہنم واجب ہو جاتا ہے ، راوی کہتے ہیں کہ اس روایت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آیت من بعد وصیۃ یوصی بھا او دین - ذالک الفوز العظیم تک پڑھی تھی - ابوداؤد - توضیح :- مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو آدمی ساٹھ برس یعنی تقریبًا

تمام عمر اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اللہ کی اطاعت میں گذار سے
اُس کی نجات کی بہت کچھ توقع ہوسکتی ہے، لیکن وہ چونکہ وصیت
کرکے وارثوں کو محروم یا اُن کے حقوق میں کمی کر دیتا ہے اور
یہ ظلم ہے، اس کے سبب سے وہ دوزخ کا مستوجب ہو جاتا
ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ظلم اس وصیت کی صورت
میں ہوتا ہے جس سے ورثہ کی حق تلفی ہوتی ہو اور یہ بات
تسلیم شدہ ہے ثابت ہے کہ ایک تہائی مال کے اندر وصیت کرنے
سے ورثہ کی حق تلفی نہیں ہوتی ہے۔ کیونکہ شرع نے یہ حق دیا ہے
کہ ہر شخص اپنا تہائی مال وصیت میں صرف کرسکتا ہے۔
آیت مندرجہ حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ (ورثہ اُس شرح کے
مطابق حصہ پانے کے مستحق ہونگے جو اوپر کی آیات میں
مذکور ہے۔) اجراء وصیت اور اداۓ قرض کے بعد بشرطیکہ
وصیت میں ضرر رسانی نہ ہو۔ یہ اللہ کی طرف کا حکم ہے اور
اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا اور علم والا ہے ؂

۲۲۹۴ ۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک عورت نے کہا کہ
یارسول اللہ میری ماں ناگہاں مرگئی، اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ خیرات
اور (اللہ واسطے) ضرور دیتی۔ اب اگر میں اُس کی طرف سے

(۹۱۷ / بخاری ... ابو داؤد)

خیرات کر دوں تو کیا اُس کو ثواب ہو گا، فرمایا: ہاں، تو خیرات کر، ابو داؤد ؛

۲۴۹۵ :- عبد اللہ ابن عمر بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علم (دین) تین ہیں اور اُن کے سوا فضول ہیں۔ ایک آیت محکم (یعنی جو آیت منسوخ نہ ہو) دوسرا سنت قائمہ (یعنی حدیث جو صحیح اور درست ہو)۔ تیسرا فرائض کا ہر مسئلہ جس سے تقسیم ترکہ کی انصاف سے ہو سکے۔ ابو داؤد ؛

۲۴۹۶ :- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پیدا ہونیوالا جو بچہ روئے وہ وارث ہو گا۔ ابو داؤد۔ توضیح :- بعض وقت ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ بچہ پیدا ہو کر مر جاتا ہے اور یہ شبہ ہوتا ہے کہ آیا وہ مرا ہوا ہی پیدا ہوا تھا یا پیدا ہونے کے بعد مرا ہے دونوں صورتوں کے احکام غسل۔ کفن نماز جنازہ وغیرہ کے بارے میں جدا جدا ہیں۔ اسی طرح اُس کے وارث قرار پانے اور نہ پانے کے بھی احکام جدا جدا ہیں کہ اگر وہ یقیناً مرا ہوا ہی پیدا ہو تو وارث نہ ہو گا اور زندہ پیدا ہو کر مر گیا ہو تو وارث ہو گا۔

خواہ فوراً ہی مرگیا ہو، اس لئے اس فیصلہ کا طریقہ حدیث شریف مندرجۂ بالا میں بتلا دیا گیا ہے کہ مشتبہ حالت میں بچہ کا رونا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ زندہ پیدا ہؤا تھا۔

۲۴۹۷۔ کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک اسلامی لشکر مع اپنے امیر کے ملک فارس میں متعین تھا، حضرت عمر رضؓ کا معمول تھا کہ ہر سال لشکروں کی تبدیلی کر دیا کرتے تھے، (یعنی جو دشمن کے ملک میں ہوتا اُسے بلا لیتے تھے اور اُس کے بجائے دوسرا لشکر وہاں بھیجدیا کرتے تھے تاکہ وہ پریشان نہ ہو جائیں) ایک سال ایسا ہؤا کہ عمر رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کے کاموں میں بہت مشغولی رہی (اور لشکر کا تبادلہ نہیں کیا اسلئے) جب میعاد پوری ہو گئی تو وہاں کے لشکر والے خود ہی واپس آ گئے، اُن پر یہ بات سخت گذری تھی اور صحابہ نے اُنھیں ڈرایا تو اُنھوں نے کہا کہ اے عمرؓ تم ہم سے غافل ہو گئے اور تم نے ہمارے واسطے اُس قاعدہ کو چھوڑ دیا جس کا نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حکم دیا تھا کہ ایک کے بعد دوسرا لشکر بھیجنا تاکہ پہلا واپس آ جائے)

ابوداؤد۔

۲۴۹۸:۔ زہری اور عبد اللہ بن ابی بکر اور محمد بن مسلمہ کی بعض اولاد نے بیان کیا کہ (جب خیبر فتح ہو گیا تو) خیبر کے بقیہ لوگ قلعہ بند ہو کر بیٹھ گئے تھے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے استدعا کی تھی کہ ہم کو جانوں کی امان دیدیجائے اور یہاں سے جانے کی اجازت دیدیجائے آپ نے یہ استدعا منظور فرمالی تھی۔ یہ خبر فدک والوں کو بھی پہنچی۔ (وہ بھی منطقات خیبر میں سے ایک قلعہ تھا) وہ لوگ بھی اسی شرط پر نکل کھڑے ہوئے۔ یہ فدک کا مقام خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شمار کیا جاتا تھا اس لئے کہ اس پر گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے گئے تھے (یعنی بغیر جنگ کے حاصل ہوا تھا) اگر جنگ سے حاصل ہوتا تو اس میں سب مسلمانوں کا حق ہوتا۔ ابوداؤد ؞

۲۴۹۹:۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان جس سال مکہ فتح ہوا تھا اس وقت عباس بن عبد المطلب ابوسفیان بن حرب کو ساتھ لیکر حاضر ہوئے (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں) اور وہ مقام مرالظہران میں (جو مکہ کے قریب نے ایک جگہ ہے) مسلمان ہو چکے تھے۔ اس وقت حضرت عباس

(۲۴۳ ...) (جلد ۲ ...)

اور جو بات تم بُری سمجھو گے ہم بھی اُس کو بُرا سمجھیں گے میں نے کہا ہاں، چنانچہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور میں نے آپ کا حکم پسند کر لیا اور میری قوم کے لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔ راوی نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک بن ارہ کو تمام یمن والوں کے پاس اسلام کا پیام پہنچانے کے لئے بھیجا تھا وہاں ایک شخص جس کا نام عک ذو خیوان تھا، مسلمان ہو گیا۔ لوگوں نے اُس سے کہا کہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر اپنی بستی کے لئے امان حاصل کر لے (تاکہ آئندہ کوئی تجھ پر اور تیری بستی والوں پر زیادتی نہ کرے) چنانچہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ نے اُس کو امان کے متعلق ایک تحریر لکھ دی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں جو رحم کرنیوالا نہایت مہربان ہے (یہ تحریر) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے جو کہ اللہ کے رسول ہیں۔ عک ذی خیوان کو لکھا جاتا ہے کہ اگر وہ سچا ہے تو اُس کو اُس کی زمین اور مالوں اور غلاموں میں امان ہے اور وہ اللہ اور اُس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری میں ہے۔ یہ پروانہ خالد بن سعید بن عاص نے لکھا تھا۔ ابوداؤد؛

۲۵۰۲:- ابیض بن حمال رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صدقہ کے بارے میں گفتگو کی تھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اے سبا کے بھائی صدقہ دینا تو ضروری ہے۔ ابیض بن حمال نے کہا کہ ہماری کاشت تو صرف کپاس اور روئی کی ہے اور سبا والے اب الگ الگ بھی جا بسے ہیں (یعنی شہر کی آبادی جیسی کہ ملقیس کے زمانہ میں تھی، اب ویسی نہیں رہی ہے) البتہ کچھ لوگ مارب میں رہ گئے ہیں (مارب ایک شہر کا نام تھا) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے سالانہ ستر جوڑے کپڑے معافر کے کپڑوں میں سے دینے ٹھہرا لیے تھے (معافر یمن کا ایک موضع تھا جہاں کپڑے بنتے تھے) یہ معاہدہ اُن لوگوں سے ہوا تھا جو مارب مقام میں آباد تھے۔ چنانچہ یہ لوگ ہمیشہ اُن مقررہ جوڑوں کو ادا کرتے رہے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی۔ آپ کی وفات کے بعد عامل لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ عہد جو ابیض سے ہوا تھا توڑ دیا۔ یعنی ستر جوڑے سالانہ لینے کا عہد جب اس کی خبر ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو انھوں نے ستر جوڑوں سالانہ کا معمول پھر بحال کر دیا۔ پھر جب اُن کی بھی وفات ہو گئی تو وہ

([illegible] الخراج ابوداؤد)

عہد پھر ٹوٹ گیا۔ اور جس طرح اوروں سے صدقہ لیا جاتا تھا اسی طرح ان لوگوں سے بھی لیا جانے لگا۔ ابوداؤد۔ توضیح:۔ سبا یمن کے ایک شہر کا نام تھا، جوڑہ حلہ کا ترجمہ ہے، یعنی جوڑہ سے مراد ایک چادر اور ایک تہبند ہے:۔

۲۵۰۳/۹۰۰ :۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک روز وہ وقت آجائے گا کہ عراق اپنے پیمانوں اور روپیوں کو روک دے گا۔ (یعنی وہاں کے لوگ اس سے محروم ہونگے اور تم اس پر قابض ہو جاؤ گے) اور شام بھی اپنے مُدوں (پیمانوں) اور اشرفیوں کو روک دیگا اور مصر بھی ایسا ہی کریگا (یعنی یہ دولت بھی تمہارے قبضہ میں آجائیگی) پھر تم (یعنی اس کے بعد) ویسے ہی ہو جاؤ گے جیسے پہلے تھے۔ (یعنی کفار پھر تم سے سب دولت چھین لیں گے) اس مضمون کو زہیر نے تین بار کہا کہ اس بات پر ابوہریرہ رضؓ کا گوشت اور خون گواہ ہیں۔ ابوداؤد:۔

:۔ تمت بالخیر :۔

Regd. No. N.912.

رجسٹرڈ نمبر این ۹۱۲

جنوری ۱۹۴۳ء سے یہ رسالہ ہر ماہ انگریزی کی ۱۲ تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔

بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً

جلد ۹ — نمبر ۴

میرا تھوڑا سا کلام بھی شائع کر دو۔

آسان حدیث یا الٔ مو طا مترجم
(بہشتی لؤلؤ)

قسط ۱۰۰

ماہ اپریل ۱۹۵۱ء مطابق رجب المرجب ۱۳۷۰ھ

مترجمہ

جناب مولانا مولوی حافظ محمد شعیب صاحب حنفی، رکن مجلس العلماء بھوپال

مدیر مسئول حاجی محمد خاں منشی فاضل

ترسیل زر و خط و کتابت کا پتہ

حاجی محمد خاں مہتمم رسالہ آسان حدیث ابراہیم پورہ بھوپال

متفرق پچیس رسالے ایک روپیہ ❖ متفرق پچاس رسالے (عہ) علاوہ محصول ڈاک

دستی — مقامی (ع) ❖ سالانہ — (۱۲) مع محصول ڈاک

(معاونین کے لئے دس عدد روپے)

تعداد (وسط ہند کا سب سے زیادہ چھپنے والا مذہبی رسالہ) ۳۰۰۰

اختر حسین نے علوی برقی پریس بھوپال میں چھاپا

کیا آپ خط کا جواب فوراً چاہتے ہیں؟ تو جوابی خط بھیجئے!

چندہ بھیجتے وقت منی آرڈر کوپن پر اپنا نمبر خریداری ضرور لکھ دیا کیجئے۔

آپکا خریداری نمبر ——

:: حمد و صلوٰۃ کے بعد معلوم ہو کہ ::

آسمانِ فقہ جلد اوّل ۵۰۰ صرف تین ماہ میں پورا نکل چکا۔ اب دوسرا ایڈیشن بعد ترمیم و اضافہ زیرِ طبع ہے اور انشاء اللہ اس ماہ کے اخیر تک تیار ہو جاویگا۔ جن اصحاب کی فرمائشیں ہیں وہ محفوظ ہیں، تیاری پر روانہ ہونگی۔ رسالہ ہر ماہ ضرور روانہ کیا جاتا ہے۔ نہ ملے تو اس مہینے کے اگر اس جگہ کراس ہے تو آپ کا چندہ ختم ہو گیا جلد روانہ فرمایئے آخر تک لکھدو دوسرا روانہ کردونگا یہ کبھی نہیں ہوتا کہ کسی کو روانہ کیا جائے اور کسی کو نہیں تین ماہ تک چندہ ختم ہونے پر یاددہانی کی جاتی ہے اور پھر بھی چندہ نہ آئے تو نام کاٹ دیا جاتا ہے۔ اگر کسی وجہ سے آپ فوراً چندہ روانہ نہ کر سکیں تو لکھدیں رسالہ بند نہیں کیا جائیگا۔

مجھے بہت افسوس ہے کہ پاکستانی بہن بھائی چندہ روانہ کرنے میں بہت دیر کرتے ہیں اور برابر نام کاٹے جا رہے ہیں۔ ۱۲ر سالانہ چندہ کچھ زیادہ نہیں محض سستی اور عدم توجہی، عدم ارسال چندہ کا سبب ہے آپ کو یہ معلوم ہے کہ ۱۲ر اگرچہ آپ کے نزدیک حقیر ہیں مگر رسالہ کی زندگی اسی ۱۲ر پر منحصر ہے۔ پس ارسالِ چندہ میں تساہل نہ فرمائیں۔ مہربانی ہوگی۔

خادم حدیث:
حاجی محمد خاں
ابراہیم پورہ بھوپال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

۲۵۰۴ :- صحابہ کی اولاد نے اپنے آباء کے حوالہ سے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ یاد رکھو کہ جو کوئی معاہدہ والے (یعنی ایسے غیر مسلم پر جو مسلمانوں کی امن و حفاظت میں رہتا ہو) ظلم کریگا یا اس کے حق میں کمی کرے گا یا طاقت سے زیادہ اس کو مشقت میں ڈالیگا یا اس کی کوئی چیز بلا اس کی رضامندی کے لیگا۔ تو میں اس شخص سے قیامت کے روز سخت حجت کروں گا۔ ابو داؤد۔ توضیح :- اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ غیر مسلم کیساتھ بھی انصاف اور ایمانداری کا برتاؤ کرے۔ اور جو معاہدہ کیا گیا ہو اس کی پابندی کرے خواہ غیر مسلم سے ہی معاہدہ کیا گیا ہو۔

۲۵۰۵ :- عبد اللہ ہوزنی رضؓ نے بیان کیا مقام حلب میں (جو کہ ایک شہر ہے ملک شام میں) میری ملاقات حضرت بلال رضؓ سے ہوئی تھی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن تھے۔ تو میں نے کہا کہ اے بلال رضؓ تم یہ بتلاؤ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا (مال) خرچ کرنیکا کیا طریقہ تھا۔ تو انھوں نے کہا کہ جب آپ کے پاس کوئی مسلمان ننگا بھوکا

آتا تھا (یعنی وہ مفلس و محتاج ہوتا تھا) تو آپ مجھے حکم دیتے تھے میں قرض لیکر اس کے لئے کھانا کپڑا مہیا کر دیتا تھا۔ (اسی طرح کام چلتا رہتا تھا) ایک روز ایک مشرک آدمی سے ملاقات ہوئی تو اس نے مجھ سے کہا کہ میرے پاس بہت مال ہے تو جو کچھ قرض لیا کرے مجھ ہی سے قرض لیلیا کر۔ میں نے اس سے قرض لینا شروع کر دیا (نتیجہ یہ ہوا کہ) ایک روز میں وضو سے فارغ ہوکر اذان دینے کھڑا ہوا تو اس وقت وہ مشرک چند سوداگروں کو ہمراہ لیکر آ پہونچا۔ اور مجھ پر سختی کرنے لگا بُرا بھلا کہتا رہا اور کہا کہ مہینہ پورا ہونیوالا ہے قرض کی ادائی کا وعدہ نزدیک ہو چکا اور تو غافل پھر رہا ہے، شاید تیری نیت ادائی کی نہیں ہے، حالانکہ ابھی وعدہ کا وقت پورا نہیں ہوا تھا۔ لیکن چونکہ وہ کافر اور مسلمانوں کا دشمن تھا قرضہ کا بہانہ لیکر لڑنا شروع کر دیا اور ساتھ ساتھ برا بھلا بھی کہنے لگا اور دھمکی دی کہ ایک مہینہ میں چار دن باقی ہیں۔ میں اپنا قرضہ وصول کر دوں گا۔ ورنہ تجھے ایسا کر دوں گا جیسا تو پہلے تھا بکریاں چرایا کرتا تھا (یعنی تیرا اعتماد اور ساکھ سب مٹا دوں گا تاکہ اور کوئی تجھے قرضہ نہ دے) حضرت بلال رضؓ کہتے ہیں کہ اس واقعہ سے مجھے بھی ملال ہوا

جیسا کہ اور لوگوں کو ہوتا ہے۔ (میں خاموش رہا) یہاں تک کہ
جب میں عشاء کی نماز پڑھ چکا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے
گھر میں تشریف لے گئے تو میں بھی آپ کے پاس گیا۔ اور عرض
کیا کہ وہ مشرک (مہاجن) جس سے میں قرض لیلیا کرتا تھا۔ مجھ سے
لڑا اور بہت برا بھلا کہا۔ آپ کے پاس اتنا مال نہیں ہے کہ
آپ میرا قرضہ ادا کر دیں اور نہ میرے پاس ہے۔ نتیجہ یہ ہوگا
کہ وہ یقیناً ذلیل کرے گا۔ اِس لئے آپ مجھے بھاگ جانے کی
اجازت دیدیجئے تاکہ میں بیرونی مسلمانوں میں چلا جاؤں۔
اور جبتک اتنا مال فراہم نہ ہو جس سے قرضہ ادا ہوسکتا ہو
میں وہیں رہوں بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ باتیں کہہ کر
میں آپ کے پاس سے باہر نکل آیا۔ اپنے گھر آیا اور تلوار اور
موزہ اور جوتے۔ اور ڈھال اپنے سرہانے رکھ لئے تاکہ صبح
شروع ہوتے ہی روانہ ہو جاؤں۔ جب صبح صادق شروع ہوئی
تو میں بھاگنے کے لئے تیار ہو رہا تھا اتنے میں ایک آدمی دوڑا
ہوا آیا اور اس نے کہا کہ۔ اے بلالؓ تمکو نبی صلی اللہ علیہ وسلمؐ
نے یاد فرمایا ہے میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو کیا دیکھتا
ہوں کہ چار جانور (سامان) سے لدے ہوئے بیٹھے ہیں حضور نے

فرمایا کہ بلال تو خوش ہو جا تیرے قرضہ کے ادا کرنے کے لئے اللہ نے مال بھیجدیا۔ جاوہ (چاروں) جانور بھی تو ہی لے لے اور جو سامان اُن پر لدا ہوا ہے وہ بھی تو ہی لے لے۔ اُن پر کپڑا اور غلہ لدا ہے۔ فدک کے ایک رئیس نے میرے لئے یہ بھیجا ہے تو اس کو لے لے اور اپنا قرضہ ادا کردے۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب مسجد میں آیا تو دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں میں نے سلام کیا۔ آپ نے پوچھا کہ جو کچھ تجھے ملا تھا اس کو تو نے کیا کیا۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے وہ سب قرضہ ادا کرا دیا جو اس کے رسول پر تھا اب کچھ بھی قرضہ نہیں رہا۔ آپنے پوچھا کہ کیا اُس مال میں سے کچھ بچا ہے۔ میں نے کہا ہاں تو فرمایا کہ جو کچھ بچا ہے اس کو جلد خرچ کردے۔ کیونکہ جتبک (اس مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرکے) تو مجھے بیفکر نہ کردے گا میں گھر میں نہ جاؤں گا۔ پھر عشا کی نماز کے بعد آپ نے مجھ سے پھر پوچھا کہ جو مال بچا تھا وہ کیا ہوا میں نے عرض کیا کہ وہ میرے پاس ہے۔ میرے پاس کوئی حاجتمند نہیں آیا جس کو میں دیدیتا (یہ سننے کے بعد) نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف نہیں لے گئے بلکہ رات کو مسجد ہی میں رہے پھر دوسرے

دن عشاء کی نماز کے بعد مجھ سے دریافت فرمایا کہ بچا ہوا مال کیا ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ۔ اللہ نے آپ کو بیفکر کر دیا یہ سن کر آپ نے تکبیر کہی اور اللہ کا شکر ادا کیا اور اس کی تعریف کی کہ اس نے مال سے نجات دی۔ پھر آپ اپنی بیبیوں کے پاس تشریف لے گئے اور ایک ایک کو سلام کیا یہاں تک کہ اپنے سونے کی جگہ تشریف لے گئے۔ تو (اے عبداللہ ہوزنی) یہ ہے وہ بات جو تونے چاہی تھی۔

۲۵۰۶/۷۹۷۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ خیبر کی طرف چلے تو راستہ میں ایک قبر ملی آپ نے فرمایا کہ یہ ابو رغال کی قبر ہے (جو قوم ثمود میں سے تھا اور قبیلہ ثقیف کا جد اعلیٰ تھا) اور وہ (عذاب سے محفوظ رہنے کے لئے) حرم میں رہتا تھا (کیونکہ حرم میں عذاب نہیں آتا ہے) جب وہ حرم سے باہر نکلا تو اس پر بھی وہی عذاب آگیا جو اس کی قوم پر آیا تھا (یعنی زلزلہ) چنانچہ وہ اسی جگہ دفن کر دیا گیا۔ اور اس کی نشانی یہ ہے کہ دفن کے وقت اس کے ساتھ ایک سونے کی سلاخ گاڑ دی گئی تھی اگر تم اس کی قبر کھودو گے تو اس کو اس کے پاس پاؤ گے یہ سنکر

لوگ دوڑ پڑے اور کھود کر اس سلاخ کو نکال لیا۔ ابوداؤد:

توضیح:- اس حدیث شریف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ ہزاروں برس کی بنی ہوئی قبر کا حال آپ نے بیان فرما دیا اس کی نشانی بھی بتلا دی اور اس کی تصدیق بھی ہو گئی اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کافر کی قبر کا ویسا احترام نہیں جیسا کہ مسلمان کی قبر کا ہے کہ اس کو کھودنا درست نہیں ہے لیکن کافر کی قبر کھودی جا سکتی ہے۔

۲۵۰۷ / ۸۰۶:- معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کا آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہو۔ وہ بہشت میں داخل ہوگا۔ ابوداؤد:

توضیح:- آخری کلام سے زندگی کا آخری کلام مراد ہے کہ اس کلام کے بعد پھر اور کوئی کلام واقع نہ ہو۔ اس حدیث سے کلمہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ مسلمان کے لئے یہ چیز یعنی کلمہ سب سے ضروری چیز ہے۔ جب کسی کی موت کا وقت قریب ہو تو اس کے سامنے بار بار کلمہ پڑھنا چاہیئے تاکہ اس کو بھی دھیان ہو جائے اور وہ بھی کلمہ پڑھ لے اور اس کا آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہو اور وہ جنتی ہو۔

۲۵۰۸ / ۸۰۷:- عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ

ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک میت کے دفن سے فارغ ہو کر میت کے مکان پر پہونچ کر ٹھہر گئے۔ تو دیکھا کہ ایک عورت سامنے سے چلی آتی ہے۔ (راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس عورت کو پہچان لیا تھا) جب وہ عورت چلی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے پوچھا کہ تم کس لئے اپنے گھر سے باہر نکلیں تھیں عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں میت والے گھر میں اُن لوگوں کو تسلی دینے اور تعزیت کرنے گئی تھی آپ نے پوچھا شاید تم ان لوگوں کے ساتھ قبرستان تک گئیں تھیں۔ عرض کیا کہ معاذ اللہ میں تو اس بارے میں آپکا فرمان سن چکی ہوں۔ (کہ آپنے عورتوں کو قبرستان جانے سے منع کیا ہے) آپ نے فرمایا کہ اگر تم قبرستان گئی ہوتیں تو میں ایسا کرتا کہ سختی کو بیان فرمایا ابوداؤد ؛؛

$\frac{۲۵۰۹}{۸۱۵}$۔ حصین بن وحوح رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ طلحہ بن براء بیمار تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے اس کے بعد فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ طلحہ مر گئے ہوں گے لہذا مجھے اُنکی خبر دو اور اُنکی تجہیز و تکفین میں جلدی کرو کیونکہ

(تجہیز و تکفین)

مسلمان کی نعش گھر میں نہیں پڑی رہنی چاہئے۔ ابو داؤد۔

توضیح:۔ حدیث مندرجہ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ میت کے غسل وکفن دفن میں بلا ضرورت دیر نہ کرنی چاہئے۔ اور مسلمان مردہ کا احترام اسی میں ہے کہ اس کو جلد دفن کر دیا جائے کس مپرسی کی حالت میں نہ رکھا جائے۔

۲۵۱۰/۱۶:۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رات کے وقت لوگوں نے قبرستان میں روشنی دیکھی تو وہاں چلے گئے تو دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر میں کھڑے تھے اور (آس پاس والوں سے) کہہ رہے تھے کہ اپنے ساتھی کی نعش مجھے دیدو (یعنی قبر میں اتارنے کے لئے) ناگاہ وہ میت اس شخص کی نکلی جو بلند آواز سے ذکر الٰہی کیا کرتا تھا۔ ابو داؤد۔

توضیح:۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ میت کو رات کے وقت بھی دفن کرنا جائز ہے۔

۲۵۱۱/۱۷:۔ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ احد کے مقتول اور شہید لوگوں کو ہم لوگ اٹھا اٹھا کر دفن کے لئے لیجا رہے تھے کہ اتنے میں آپ کے اعلان کرنے والے نے اعلان کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم حکم دے رہے ہیں کہ مقتولین کو اسی جگہ دفن کرو

جہاں وہ مارے گئے ہیں۔ چنانچہ ہم نے ان نعشوں کو پھر اسی جگہ رکھدیا۔ ابوداؤد۔ توضیح:- اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ میت کی نعش کو ایک ملک سے دوسرے ملک میں لیجانا جائز نہیں ہے۔ اور چونکہ شہید مسلمان کی نعش کا درجہ زیادہ ہونے کے باوجود اس نعش کو بھی دوسرے ملک میں لیجانے کو منع فرمایا گیا تھا اس لئے غیر شہید کی نعش کے لئے ممانعت بدرجہ اولیٰ ہونا چاہیئے۔

(جنازہ میں پیدل جانا) ۲۵۱۲/۸۱۹ :- ثوبان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ کی ہمراہی میں شریک تھے اور آپ کے لئے سواری کا ایک جانور لایا گیا تو آپ نے سوار ہونے سے انکار کردیا۔ جب جنازہ سے فارغ ہوکر واپس ہوئے تو اس وقت بھی سواری کا جانور آپ کے لئے لایا گیا اس پر آپ سوار ہوگئے۔ لوگوں نے اس کا سبب پوچھا (کہ پہلے آپ کیوں نہیں سوار ہوئے تھے) تو فرمایا کہ جنازہ کے ساتھ فرشتے پیدل چل رہے تھے جب (دفن کے بعد) وہ چلے گئے تو میں سوار ہوگیا۔ ابوداؤد:

توضیح:- اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جنازہ کے ساتھ پیدل ہی چلنا چاہیئے۔ البتہ جو شخص پیدل چلنے سے عاجز ہو۔

اس کے لئے بوجہ عذر کے سوار ہونے میں مضائقہ نہ ہوگا۔

۲۵۱۳ (۸۲۰): مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بروایت اہل زیاد بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سوار آدمی جنازہ کے پیچھے چلے اور پیدل جنازہ کے پیچھے اور آگے اور داہنے دبائیں اس کے پاس پاس چلے اور کچے بچہ پر نماز پڑھی جائے اس پر اور اس کے ماں باپ کے لئے دعاء مغفرت ورحمت کی جائے۔ ابوداؤد۔ توضیح:۔ مطلب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص جنازہ کے ہمراہ پیدل نہ چل سکتا ہو اور سواری پر ہو تو اسے جنازہ سے پیچھے رہنا چاہئے۔ اور پیدل چلنے والے پیچھے اور داہنے بائیں اور آگے بھی چل سکتے ہیں لیکن جنازہ کے قریب رہیں۔ کچے بچہ سے وہ بچہ مراد ہے جو قبل از وقت زندہ پیدا ہوکر مرجائے۔

(جنائز ابوداؤد)

۲۵۱۴ (۸۲۲):۔ عمار مولی حارث بن نوفل نے بیان کیا کہ وہ ام کلثوم اور ان کے لڑکے کے جنازہ میں حاضر ہوئے تو (نماز جنازہ پڑھنے کے وقت) لڑکے کو امام کے قریب رکھا گیا (اور اس کے بعد ام کلثوم کا جنازہ رکھا گیا) تو انھوں نے اس پر (سنت ہونے سے) انکار کیا۔ اس وقت لوگوں میں ابن عباسؓ اور ابوسعید خدری

(جنائز ابوداؤد)

اور ابو قتادہؓ اور ابو ہریرہؓ (موجود) تھے انھوں نے کہا یہی سنّت ہے۔ ابو داؤد۔ توضیح:- اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک سے زائد جنازوں کی ایک ساتھ نماز ہو سکتی ہے۔ اور اس میں سنّت یہ ہے کہ اگر مردوں اور عورتوں کے جنازہ ہوں تو اوّل امام کے سامنے مردوں کے جنازے رکھے جائیں جب تمام مردوں اور لڑکوں کے جنازے رکھے جا چکیں اُن کے بعد عورتوں کے جنازے رکھے جائیں اگر ایک لڑکا اور ایک عورت ہو تو اوّل لڑکے کا پھر عورت کا جنازہ رکھا جانا سنّت ہے اور اس کی صورت یہ ہے۔

امام ×
جنازہ مرد
جنازہ لڑکا
جنازہ عورت
جنازہ لڑکی

۲۵۱۵ / ۸۳۳ :- عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (کسی میت کے دفن کے موقع پر) جب کہ میت کو دفن کرکے فراغت ہوئی تو نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم تھوڑی دیر وہاں ٹھہرے اور فرمایا کہ اپنے بھائی کے لئے مغفرت کی دعا کرو اور اُس کے ثابت قدم رہنے کی بھی دعا کرو۔ کیونکہ اس وقت اُس سے

(ترجمہ باب دعاء مغفرت)

سوالات کئے جاتے ہیں۔ ابوداؤد۔ **توضیح**:۔ حدیث شریف مندرجہ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ میت کو دفن کرنے کے بعد اُس کے لئے مغفرت اور ثابت قدمی کی دعا کرنا سنت ہے۔

(قبر پر جانور ذبح کرنے کی ممانعت)

۲۵۱۶ :۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اسلام میں عقر نہیں ہے۔ عبدالرزاق نے کہا کہ جاہلیت کے زمانہ میں لوگ قبروں کے پاس جاکر گائے یا بکری کاٹا کرتے تھے (اس کو عقر کہتے ہیں، اسلام میں اسکی ممانعت ہوگئی۔) ابوداؤد۔ ۸۳۴۱

(مہمان نوازی)

۲۵۱۷ :۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہمارے یہاں چند مہمان ٹھہرے ہوئے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ رات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کیا کرتے تھے (تو وہاں جاتے وقت) انھوں نے مجھ (عبدالرحمٰن) سے کہا کہ میں رات کو اُس وقت تک نہیں آؤں گا جبتک تو مہمان کی مہمان داری سے فارغ نہ ہوجائیگا (یعنی اُن کو کھانا وغیرہ کھلادینا میرا انتظار نہ کرنا میں رات گئے تک آؤں گا۔) عبدالرحمٰن نے ایسا ہی کیا، مہمانوں کے لئے کھانا لائے تو انھوں نے کہا کہ ہم کبھی جبتک ابوبکر نہیں آئینگے۔ ۸۴۴

کھانا نہیں کھائیں گے۔ اتنے میں ابوبکرؓ بھی آگئے مہمانوں کا پوچھا کہ ان کو کھانا کر تم لوگ فارغ ہو گئے یا نہیں۔ گھر والوں نے کہا کہ نہیں۔ عبدالرحمٰن نے (قصہ) کہا کہ میں کھانا لے گیا تو اُن لوگوں نے قسم کھا کر کہدیا کہ جب تک ابوبکرؓ نہ آئیں گے ہم کھانا نہیں کھائیں گے۔ مہمانوں نے بھی عبدالرحمٰن کے بیان کی تصدیق کی کہ بیشک یہ کھانا لا رہے تھے مگر ہم نے انکار کر دیا تھا۔ ابوبکرؓ نے مہمانوں سے پوچھا کہ آپ لوگوں نے کھانا کیوں نہ کھایا تھا۔ اُنھوں نے کہا کہ آپ کے بغیر ہم کیسے کھانا کھا لیتے۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ خدا کی قسم کہ میں تو آج رات کو کھانا نہیں کھاؤں گا، مہمانوں نے کہا کہ خدا کی قسم ہم بھی نہیں کھائیں گے جبتک آپ نہ کھائیں گے۔ ابوبکرؓ کہتے ہیں ایسی بُری رات میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ پھر کہا اچھا کھانا لاؤ چنانچہ کھانا لایا گیا۔ ابوبکرؓ نے بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھایا اور اُن لوگوں نے بھی کھایا۔ پھر صبح کو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے اور اپنا اور مہمانوں کا قصہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم اُن سب میں زیادہ سچے اور راست گو ہو۔ ابوداؤد۔

توضیح:۔ معلوم ہوا کہ کسی شر اور برائی کو دفع کرنے کے لئے

قسم توڑ دینا بہتر ہو- اور پھر اس کا کفارہ ادا کیا جائے ::

۲۵۱۸ :- کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اُن کے باپ کا قرضہ ابن ابی حدرد پر آتا تھا، چنانچہ اُنھوں نے اُن ہی ابو حدرد پر تقاضہ کیا اُس میں دونوں کی آوازیں بلند ہوتی جارہی تھیں نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ کا واقعہ تھا، آپ گھر میں تشریف رکھتے تھے (آوازیں سُنکر) دروازہ میں تشریف لائے - پردہ اُٹھا کر کعب بن مالک کو پکارتے ہوئے ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا کہ آدھا قرضہ معاف کر دے - کعب نے کہا کہ یارسول اللہ میں نے معاف کیا - تب آپ نے ابن ابی حدرد سے فرمایا کہ اُٹھو، قرضہ ادا کر دو - ابوداؤد - توضیح :- اس حدیث شریف سے نصیحت حاصل ہوتی ہے کہ اگر حاکم مناسب سمجھے تو فریقین میں باہمی مصالحت اس طرح سے کرا دے کہ مطالبہ والے کو فہمائش کر کے کچھ مطالبہ چھوڑنے کے لیئے اُس سے سفارش کرے - لیکن اس بات پر حاکم کا زبردستی کرنا اس حدیث شریف سے ثابت نہیں ہوتا ہے ::

(۹۲۰ بخاری، مسلم، ابی داؤد، نسائی)

:: تمت بالخیر ::

رجسٹرڈ نمبر این ۹۱۲

Reg. No. N. 912

جنوری ۱۹۴۳ء سے یہ رسالہ ہر ماہ انگریزی کی ۱۲ تاریخ کو شائع ہوتا ہے!

بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً

جلد ۹ — نمبر ۵

میرا تھوڑا سا کلام بھی شائع کرو

آسان حدیث یا انمول موتی

قسط ۱۰۱

ماہ مئی سنہ ۱۹۵۱ء مطابق شعبان المعظم سنہ ۱۳۷۰ھ

مترجمہ

جناب مولانا مولوی حافظ محمد شعیب صاحب (حنفی) رکن مجلس العلماء بھوپال

مدیر مسئول حاجی محمد خاں منشی فاضل

ترسیل زر و خط وکتابت کا پتہ

حاجی محمد خاں مہتمم رسالہ آسان حدیث ابراہیم پورہ بھوپال

پچیس متفرق رسالے ایک روپیہ ؛ پچاس متفرق رسالے (عہ) علاوہ محصول ڈاک

دستی ــــ مقامی (ــہ) ؛ سالانہ ــــ (۱۲ر) مع محصول ڈاک

(معاونین کے لئے دس عدد روپے)

تعداد ۳۰۰۰

اختر حسین نے علوی برقی پریس بھوپال میں چھاپا

آپکا خریداری نمبر ــــــ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

ہم نے اپریل ۱۹۵۱ء کے رسالہ میں وعدہ کیا تھا کہ آخر ماہ تک آسان فقہ تیار ہو جاویگی لیکن افسوس ہے کہ وہ تیار نہیں ہوئی - واقعہ یہ ہے کہ جس کام کا تعلق کئی آدمیوں سے ہو اور وہ "سب وعدہ خلاف ہوں" تو وعدہ کرنے والا وعدہ خلافی پر مجبور ہوتا ہے - لیکن آپ یقین کیجئے کہ ہم حتی الامکان بشری اس کی جلد سے جلد تیاری کی کوشش کر رہے ہیں اور انشاءاللہ اب جو دوسرا ایڈیشن بعد ترمیم و اضافہ آپ کو ملیگا وہ پہلے ایڈیشن سے بڑا اور بہت ہی مفید ہو گا اور اس مجبوری کی تاخیر کی تلافی کر دیگا -

جن اصحاب نے کتاب منگوائی ہے اُن کے آرڈر محفوظ ہیں اور تیار ہونے پر فوراً تعمیل ہو گی - اس ایڈیشن کی ضخامت تقریباً پونے دوسو صفحات ہو گی اور اس میں حج کا بیان بہت مفصل اور ضروری مسائل پہلے ایڈیشن سے بہت زیادہ ہونگے - ہم پھر مکرر لکھتے ہیں کہ

آپ اپنا خریداری نمبر خط وکتابت میں ضرور لکھو اور جوابی امور کے واسطے جوابی خط لکھو -

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ آپ اپنی تسلی کے واسطے یا اپنی ضرورت سے خط لکھتے ہو اور جواب کا بار ادارہ پر ڈالتے ہو اور وہ بھی نہ رجسٹرانہ کرتے۔ یہ آپکے اخلاق سے بعید ہے - ہمیں عدم جوابدہی کی بد اخلاقی پر مجبور نہ کیجئے -

خادم حدیث :- حاجی محمد خاں مدیر رسالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

٢٥١٩/٩٠٢ :- عامر شعبی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو آدمی کسی ایسے جانور کو پائے جس کے مالکوں نے عاجز ہو کر اس کو چھوڑ دیا ہو (یعنی بیکار سمجھ کر اُسے نکال دیا ہو اُس کا دانہ چارہ اُن پر بار ہو) اسے پکڑ لے اور اس کو (کھلا پلا کر) دوبارہ زندہ کرے تو وہ جانور اُسی کا ہو جائے گا۔ ابان نے کہا کہ میں نے عامر شعبی سے پوچھا کہ تم نے یہ حدیث کس سے سنی ہے۔ تو کہا میں نے ایک سے بھی زیادہ صحابیوں سے سُنی ہے۔ ابوداؤد

٢٥٢٠/٩٢١ :- یحییٰ بن راشد نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تھے۔ جو کوئی اللہ کی حدود میں سے کسی حد کے خلاف سفارش کرے (یعنی جبکہ چوری یا زنا وغیرہ کا معاملہ حاکم کی عدالت میں پہونچکر اُس کا ثبوت ہو جائے اس کے بعد کوئی سفارش کرے کہ ملزم کو چھوڑ دیا جائے) تو وہ سفارش کرنا اللہ کے ساتھ ضد ہو جائے گا۔ اور جس نے کسی شخص سے ناحق جھگڑا کیا (یعنی کسی نے یہ جانتے ہوئے کہ وہ ناحق پر ہے کسی پہ دعویٰ کر دیا) تو وہ ہمیشہ اللہ کے غصہ میں رہیگا۔ جبتک کہ اُس جھگڑے سے دست بردار نہ ہو جائے۔ اور جس نے

کسی مومن کے حق میں ایسی بات کہدی جو اس میں نہ تھی تو وہ دوزخیوں کے میل کچیل اور کیچڑ میں رہیگا یہاں تک کہ توبہ کرے۔ ابوداؤد

(بعثت نبوی کا ۲۱واں سال) ۲۵۲۱/۹۲۹ :- جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے خیبر جانے کا ارادہ کیا تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کرکے عرض کیا کہ میں خیبر جانیکا ارادہ کررہا ہوں تو آپ نے فرمایا کہ جب تمھاری ملاقات ہمارے وکیل سے ہو تو تم اس سے پندرہ وسق کھجوریں لے لینا اگر وہ تجھ سے نشانی مانگے تو اپنا ہاتھ اس کے گلے پر رکھ دینا۔ ابوداؤد توضیح :- شاید یہ نشانی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وکیل سے پہلے بیان فرمادی ہوگی اور ایک وسق تقریباً ساڑھے چار من کا ہوتا ہے پندرہ وسق کا وزن ساڑھے سڑسٹھ من ہوتا ہے۔

(غزوہ بنو قریظہ) ۲۵۲۲/۹۳۱ :- ثعلبہ بن ابی مالک نے اپنے بزرگوں سے سنا ہوا بیان کیا کہ ایک قریشی شخص کی بنی قریظہ کیساتھ (پانی میں) شرکت تھی وہ اپنا معاملہ نبی صلی اللہ علیہ کی خدمت میں لایا کہ ایک نالی تھی اس کا پانی سب لوگ تقسیم کرلیا کرتے (اسمیں جھگڑا ہوجاتا تھا) تو آپ نے یوں فیصلہ فرمایا کہ جبتک کھیت میں ٹخنوں تک پانی نہ بھر جائے اس وقت تک اوپر کے کھیت والا نیچے کھیت والے کو

پالی تک دیعنی جب اتنا پانی بھر جائے تو اب آسے چلہئے کہ اپنا پانی روک کر دوسرے کے لئے پانی چھوڑ دے۔ ابو داؤد۔

۲۵۲۳ :- عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جس وقت شراب حرام ہونے کی آیت نازل ہوئی تھی اس وقت پانچ چیزوں سے شراب بنتی تھی - انگور - کھجور - شہد - گیہوں - جو - اور جو چیز عقل کو زائل کر دے وہی خمر (اور شراب) ہے اور ہم چاہتا تھا کہ جبتک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین چیزوں کا ہم سے اچھی طرح حال نہ بیان فرما دیں ہم سے جدا نہ ہوں۔ ایک تو دادا کا حصہ شرعی۔ دوسرے کلالہ کا حال۔ تیسرے سود کے چند مقدمات ابوداؤد۔ توضیح :- اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ شراب حرام ہونیکے زمانہ میں اگرچہ رواج ان پانچ چیزوں سے شراب بنانیکا تھا جن کا بیان حدیث میں ہے۔ لیکن ان کے علاوہ ہر چیز سے بنائی ہوئی شراب جس میں یہ بات پیدا ہو جائے کہ وہ عقل کو زائل کر دے وہ بھی شراب اور خمر ہے۔ اور دادا کا حصہ شرعی جو وراثت میں ہوتا ہے اس میں کئی شکلیں ہو جاتی ہیں بعض وقت مقاسمہ ہوتا ہے اور بعض وقت ذی فرض قرار دیا جاتا ہے اور ان حالات میں علماء کا اختلاف ہوتا ہے کہ کب کیا حصہ ہوگا اگر اک

پوری صراحت ہو جاتی تو اختلاف نہ رہتا۔ اور کلالہ سے کونسا وارث مراد ہے اس میں بھی اختلاف ہے۔ حنفی مذہب میں کلالہ سے اخیافی بھائی مراد ہوتا ہے۔ بعض علماء کا اس میں بھی اختلاف ہے اور ان چیزوں کی پوری تفصیلات بغیر علم فرائض کے سمجھ میں نہیں آسکتی ہیں۔ اسی طرح بعض معاملات میں سود لازم آنے اور نہ آنے میں شک رہتا ہے۔ اور بوجہ شک کے اُن معاملات کو ترک کرنے کا حکم ہے اگر اُن معاملات کا واضح حکم نبی صلی اللہ علیہ کے ذریعہ سے معلوم ہو جاتا تو شک کی صورت باقی نہ رہتی۔

۲۵۴۴/۹۳۹ :۔ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب شراب حرام ہونے کی آیت نازل ہوئی تو انھوں نے کہا کہ اے اللہ تو شراب کے بارے میں ہمارے واسطے صاف صاف حکم بیان فرمادے۔ تو سورہ بقر والی آیت يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ (یعنی تجھ سے شراب اور جوئے کا حال پوچھتے ہیں، تو تو کہدے کہ دونوں میں بڑے گناہ ہیں۔ اور لوگوں کو ان میں فائدے بھی ہیں۔ لیکن فائدے سے زیادہ اُس کا گناہ ہے) عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر یہ آیت انھیں سُنائی گئی تو اب بھی انھوں نے وہی کہا کہ

اے اللہ شراب کے بارے میں ہمارے لئے صاف صاف حکم بیان فرما دیجئے تب سورۂ نساء کی آیت یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى نازل ہوئی (یعنی اے ایمان والو جب تم نشہ کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ آؤ) پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی اقامت کے وقت آواز سے کہا کرتا تھا کہ خبردار نشہ کی حالت میں نماز میں شریک نہ ہونا۔ عمر رضی اللہ عنہ کو بھی اس آیت کی اطلاع دی گئی پھر بھی عمر رضی اللہ عنہ نے وہی دعا کی کہ اے اللہ شراب کے بارے میں ہمیں صاف صاف حکم دے۔ تب آیت اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ آخر تک نازل ہوئی۔ اس حکم کے آخر میں یہ بھی ارشاد ہے کہ کیا اب بھی تم باز آجاؤ گے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم (شراب اور جوئے سے) باز آگئے۔ ابوداؤد ؎

۲۵۲۵ / ۹۴۰ :- عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بتع (یعنی شہد کی شراب) کا حکم پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جو شراب نشہ کرے وہ حرام ہے۔ ابوداؤد ؎ **توضیح**:- اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ شراب خواہ انگور کی ہو خواہ کھجور یا شہد یا گیہوں یا جو کی یا جس کسی چیز کی بھی ہو جب اس سے نشہ پیدا ہوتا ہو تو سب ہی حرام ہونے میں یکساں ہیں ؎

۲۵۲۶/۹۴۳ :۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب اور جوُا اور کوبہ اور غبیراء سے منع فرمایا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ ہر مسکر (نشہ لانے والی) چیز حرام ہے۔ ابوداؤد۔ توضیح :۔ کوبہ ایک باجے کا نام ہے جو دونوں طرف سے منڈھا ہوا ہو جیسے ڈھول اور غبیراء جوار کی شراب کو کہتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بھنگ۔ تاڑی۔ سیندی وغیرہ اشیاء جن جن سے نشہ ہو جاتا ہو

۲۵۲۷/۹۴۳ :۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک نشہ لانیوالی اور مفتر (یعنی سستی لانیوالی) چیز سے منع فرمایا ہے۔ ابوداؤد۔

۲۵۲۸/۹۶۰ :۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز کو مؤخر نہ کیا جائے۔ کھانے کے لئے اور نہ کسی چیز کے لئے۔ ابوداؤد۔ توضیح :۔ ایک دوسری حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جب تمہارے سامنے رات کا کھانا حاضر ہوا اور نماز کیلئے اقامت ہونے لگے تو کھانے سے بغیر فارغ ہوئے نہ اٹھے۔ اس حدیث میں ایسی اجازت معلوم ہوتی ہے کہ کھانے کی وجہ سے نماز میں تاخیر کی جاسکتی ہے۔ اس لئے بظاہر ان دونوں حدیثوں میں تعارض معلوم ہوتا ہے لیکن وہ تعارض اس طرح رفع ہو جاتا ہے کہ پہلی حدیث کا

مطلب کہ نماز کو مؤخر نہ کیا جائے یہ سمجھا جائے کہ نماز کو قضا نہ کیا جائے
دوسری حدیث میں بھی نماز قضا کرنے کی اجازت نہیں ہے۔
۲۵۲۹/۹۶۰ :۔ عبداللہ بن عبید بن عمیر رضی اللہ عنہم نے بیان کیا کہ ابن زبیر کے زمانہ میں ایک مرتبہ اپنے والد کے ہمراہ میں بھی تھا اور عبداللہ بن عمرؓ بھی تھے تو عباد بن عبداللہؓ نے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ شام کا کھانا نماز سے پہلے کھا لیا جاتا تھا۔ اس پر عبداللہ بن عمر رضؓ نے کہا تم پر افسوس ہے۔ کیا اگلے لوگوں کا رات کا کھانا بھی تم ایسا ہی سمجھتے ہو جیسا تمہارے باپ کا رات کا کھانا ہوتا ہے
توضیح :۔ عباد، عبداللہ بن زبیرؓ کے لڑکے ہیں اور ابن زبیرؓ کے زمانہ سے عبداللہ بن زبیرؓ کا وہ زمانہ مراد ہے جبکہ وہ مکہ میں حاکم تھے عبداللہ بن عمرؓ کا عباد سے یہ کہنا کہ اگلے لوگوں کا کھانا تمہارے باپ کے کھانے کی طرح نہ تھا اس کا مطلب یہ ہے جس طرح ان کے کھانے میں تکلفات ہوتے ہیں اور کھانے سے فراغت میں بہت دیر ہو جاتی ہے ایسا حال پہلے لوگوں کا نہ تھا ان کے تو بہت تھے بلا تکلف والے ہوتے تھے جو جلد کھا لئے جاتے تھے اس کی وجہ سے نماز میں کوئی نمایاں تاخیر نہیں ہوتی تھی اور ایسے پر تکلف کھانوں میں جلد فراغت نہیں ہوتی ہے اس لئے نماز پہلے ہی ادا کر لینی چاہیے۔

۲۵۳۰ / ۹۶۱ :- وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ کھانا کھا لیتے ہیں اور پیٹ نہیں بھرتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ شاید تم لوگ الگ الگ کھانا کھا لیتے ہو۔ کہا ہاں تو آپ نے فرمایا سب مل کر ایک جگہ کھایا کرو اور (بسم اللہ پڑھ کر) اللہ کا نام لیا کرو برکت ہو گی۔ ابو داؤد ؎

۲۵۳۱ / ۹۶۱ :- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب کوئی اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھ لیتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ نہ یہاں رہنے کی جگہ اور نہ یہاں کھانے کو کچھ ملیگا۔ اور جب گھر میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھتا ہے تو شیطان کہتا ہے چلو رہنے کا تو ٹھکانہ ہو گیا۔ پھر اگر کھانے کے وقت بھی بسم اللہ نہ پڑھی تو کہتا ہے تم نے رہنے کا بھی ٹھکانہ پا لیا اور کھانا بھی ملا۔ ابوداؤد

۲۵۳۲ / ۹۶۲ :- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دریا جس مچھلی کو باہر ڈالدے یا دریا کا پانی کم ہو جائے (اور خشکی میں مچھلیاں پڑی رہ جائیں) تو اس کو کھا لیا کرو اور جو مچھلی دریا میں مر کر اوپر تیر آئے اس کو مت کھاؤ۔ ابو داؤد ؎

(ابو داؤد) ۲۵۳۳/۹۸۸ :۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شخص بیماری کی شکایت کرتا تو آپ اپنا تھوک لیتے پھر اس پر مٹی لگا کر یہ دعا پڑھتے تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا يُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا ترجمہ :۔ یہ مٹی ہماری زمین کی ہمارے بعض کے تھوک کے ساتھ ملی ہوئی ہے تاکہ ہمارا بیمار ہمارے پروردگار کے حکم سے شفا پائے۔ ابوداؤد ؛

(دال اور ...) ۲۵۳۴/۹۹۲ :۔ قبیصہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ (کسی پرندہ کو) شگون لینے کے لئے اڑانا اور فال نکالنے کے لئے کچھ ڈالنا اور رمل پر یقین کرنا کفر کی رسموں میں سے ہے۔ (اسلام میں اس کی اصل نہیں) ابو داؤد ؛

(دال اور ...) ۲۵۳۵/۹۹۴ :۔ بقیہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے محمد بن راشد سے پوچھا کہ یہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہام نہیں ہے۔ اس کے کیا معنی ہیں تو انھوں نے کہا کہ جاہلیت کے لوگ کہا کرتے تھے جب آدمی کو مرنے کے بعد قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو اس کی روح قبر میں سے ایک جانور کی شکل میں نکل آتی ہے (اس کا نام ہام رکھ لیا تھا) پھر میں نے کہا صفر کے کیا معنی ہیں۔ تو کہا کہ جاہلیت کے لوگ صفر کو منحوس جانتے تھے اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

صفر کچھ نہیں ہے یعنی اُس کے منحوس ہونے کی کوئی اصل نہیں ہے محمد بن راشد نے کہا کہ میں نے بعض لوگوں سے سُنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ صفر ایک قسم کے پیٹ کے درد کا نام ہے۔ عرب کے لوگ اُس کو متعدی کہتے تھے یعنی ایک کا درد دوسرے کو لگ جانا مانتے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صفر کچھ نہیں ہے۔ یعنی یہ بیماری جیسا کہ لوگوں کا خیال ہے متعدی اور دوسرے کو لگنے والی نہیں ہے۔ ابوداؤد۔

(فال دیکھنا)

$\frac{۲۵۳۶}{۹۹۶}$:- انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم جب ایک گھر میں رہتے تھے تو وہاں ہمارے پاس مال بھی بہت تھا اور آدمی بھی بہت تھے۔ پھر جب ہم دوسرے مکان میں آئے تو اُس گھر میں ہمارا مال بھی گھٹ گیا اور آدمی بھی کم ہو گئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اُس بُرے گھر کو چھوڑ دو۔ (کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا عقیدہ ایسا ہو جائے کہ مکان کی نحوست سے ایسا ہے حالانکہ مال اور اولاد کا گھٹنا بڑھنا مکان کے اثرات سے نہیں ہوتا ہے بلکہ اللہ کے فضل و رحمت سے ہوتا ہے) ابوداؤد۔

(متعدی بیماری اور بیمار کے ساتھ کھانا)

$\frac{۲۵۳۷}{۹۹۶}$:- جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کوڑھی (مرض کوڑھ کا بیمار) کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ رکابی میں رکھ دیا اور فرمایا کہ - اللہ پر بھروسہ اور اعتماد ہے۔ ابوداؤد۔

توضیح :۔ یعنی ہم کو اللہ پہ بھروسہ اور اعتقاد ہے کہ وہ جس کو چاہے بیمار کرے۔ اور جسے چاہے تندرست رکھے۔ بیمار کے ساتھ کھانے سے پرہیز کچھ موثر نہیں ہو سکتا ہے۔ اس حدیث کا تو یہ مضمون ہے اور دوسری حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جذامی اور کوڑھی سے ایسا بھاگ جیسا تو شیر سے بھاگتا ہے ان دونوں حدیثوں کی مطابقت اس طرح ہو جاتی ہے کہ جو شخص اعلیٰ درجہ کا ایمان اور سچا اعتقاد رکھتا ہے اس کے دل میں مطلق شک وشبہ دوسرے کی بیماری لگنے کا نہیں ہے اس کو کوڑھی اور جذامی کے ساتھ خلط ملط کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ جس کے ایمان اور عقیدے میں کمزوری ہو اس کو کوڑھی، جذامی سے علیحدہ رہنا چاہئے تاکہ اگر وہ بہ حکم خدا اس مرض میں مبتلا ہو تو اس کو یہ شبہ نہ ہو کہ مرض خلا ملا کرنے سے پیدا ہوا ہے ورنہ نہ ہوتا۔ ایسا عقیدہ شرک تک پہونچا دیتا ہے۔ اس لئے اس کو دور رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

حدیث ۲۵ ۱۱۳۸ :۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آیت وَمَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّغُلَّ ایک سرخ چادر کے بارے میں نازل ہوئی تھی جو جنگ بدر کے مال غنیمت میں سے غائب یا گم ہوگئی تھی تو بعض لوگوں نے کہا کہ شاید نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لے لیا ہے تب آیت شریف مذکورہ

نازل ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ نبی کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ غنیمت
کے مال میں خیانت کرے۔ (آخر آیت تک) ابو داؤد ﷺ

توضیح :۔ مطلب یہ ہے کہ نبی کے متعلق ایسا خیال کرنا کہ اس نے
خیانت کی ہوگی کسی طرح بھی مناسب نہیں اور ایسا خیال نہایت
احمقانہ خیال ہی ہو سکتا ہے کیونکہ نبی کو تو دنیا کی کسی قسم کی
طمع ہی نہیں ہوتی ہے اور جس کو دنیا کی طمع نہ ہو اُس سے خیانت
کا فعل سرزد ہی نہیں ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں نبی کوئی کام خدا
کے حکم کے خلاف نہیں کیا کرتا ہے اور سب سے زیادہ خدا سے
ڈرتا ہے۔ اس لئے بھی اُس کے خلاف خیانت کی بدگمانی روا
نہیں ہو سکتی ہے۔

۳۳۹ کر ۳ / ۱۰۱۱ :۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے دُعا کی کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْھَرَمِ
(اے اللہ! میں بخیلی اور بڑھاپے سے پناہ مانگتا ہوں۔ ابو داؤد)

توضیح :۔ مطلب یہ ہے کہ جب کارِ خیر میں بخل ہو تو مقدور ہونے کا
کچھ بھی فائدہ نہیں اُٹھایا جا سکتا ہے اِسی طرح جب ایسا بڑھاپا
طاری ہو جائے کہ ہوش حواس قائم نہ رہیں عبادت کی طاقت
نہ رہے۔ جو کہ انسان کی پیدائش کا سب سے بڑا مقصد ہے تو پھر

زندگی بے کار رہ جاتی ہے اس لئے یہ دونوں چیزیں پناہ مانگنے کے قابل ہیں اور عموماً یہ دونوں ایک ساتھ ہی ہوا کرتی ہیں اس لئے یہ دعائیں بھی ایک ساتھ ہیں۔

۲۵۴۰/۱۰۱۳ :- فروہ غطیفی رضؓ نے بیان کیا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو ایک شخص نے پوچھا کہ یارسول اللہ سبا (جس کا قرآن شریف میں ذکر ہے) کیا چیز ہے۔ وہ کوئی زمین ہے یا عورت ہے تو فرمایا کہ نہ وہ زمین ہے اور نہ عورت بلکہ وہ تو ایک شخص تھا جس کے دس لڑکے پیدا ہوئے تھے چھ نے عرب میں سکونت اختیار کی اور چار نے شام میں۔ ابوداؤد ۔ توضیح :- سبا کی اصل تو وہی ہے جو حدیث شریف میں فرمائی گئی ہے۔ لیکن رفتہ رفتہ اُن لوگوں کی اولاد بڑھتی گئی اور سبا ایک قوم سمجھی جانے لگی اور ان لوگوں کی بادشاہ بلقیس بنت شرجیل تھی۔

۲۵۴۱/۱۰۱۵ :- ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گدھے پر سوار تھا اتنے میں آفتاب ڈوبنے لگا تو آپ نے فرمایا کہ کیا تو جانتا ہے کہ یہ کہاں ڈوبتا ہے۔ میں نے کہا اللہ اور اُسکا رسول خوب جانتا ہے تو فرمایا کہ یہ ایک گرم چشمہ میں ڈوبتا ہے۔ ابوداؤد

۲۵۴۲/۱۰۱۵ :- ابن اسقع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے سائبان میں صحابہ کے پاس تشریف لائے تو ایک شخص نے

پوچھا کہ یا رسول اللہ قرآن شریف کی کونسی آیت (درجہ میں) سب سے بڑی ہے تو آپ نے فرمایا کہ۔ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ۔ ابوداؤد ؂

۲۵۴۳ (۱۰۱۷): یعلیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بلا تہمد باندھے ہوئے میدان میں نہاتے ہوئے دیکھا تو آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر نصیحت فرمائی پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد اور تعریف بیان کی پھر فرمایا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت حیادار (اور شرم والا) ہے اور وہ پردہ پوشی کرتا ہے اور پردہ پوشی اور شرم کو پسند فرماتا ہے۔ اس لئے جب تم میں سے کوئی شخص نہلائے تو اُس کو جسم ڈھانک لینا چاہیئے۔ ابوداؤد۔ توضیح:۔ مطلب یہ کہ میدان اور کھلی جگہ میں بالکل ننگا ہو کر نہانا نہیں چاہیئے۔ ستر والا جسم چھپا لینا چاہیئے جو کہ مرد کے واسطے ناف سے گھٹنے تک اور عورت کے لئے سینہ سے ٹخنوں تک ہے۔ اور چونکہ حدیث شریف میں ننگا نہانے کی ممانعت میدان اور کھلی جگہ میں فرمائی گئی ہے اس لیئے بند اور پردہ کی جگہ میں جیسے غسلخانہ۔ کوٹھری کمرہ وغیرہ میں ننگا نہانا جائز رہتا ہے ؂

؂ تمت بالخیر ؂

Reg. No N.912.
رجسٹرڈ نمبر این ۹۱۲
جنوری ۱۹۴۳ء سے یہ رسالہ ہر ماہ انگریزی کی ۱۲ تاریخ کو شائع ہوتا ہے!

بَلِّغُوا عَنِّی وَلَوْ آیَۃً

میرا تھوڑا سا کلام بھی شائع کردو

جلد ۹ نمبر ۶

آسان حدیث یا نمو الموتی

قسط ۱۰۲

۱۰ جون ۱۹۵۱ء مطابق رمضان المبارک ۱۳۷۰ھ

مترجمہ

جناب مولانا مولوی حافظ محمد شعیب صاحب (حنفی) رکن مجلس العلماء بھوپال
مدیر مسئول حاجی محمد خاں منشی فاضل

ترسیل زر و خط و کتابت کا پتہ
حاجی محمد خاں مہتمم رسالہ آسان حدیث ابراہیم پورہ بھوپال
متفرق پچیس رسالے ایک روپیہ ❊ متفرق پچاس رسالے (عہ) علاوہ محصولڈاک
دستی - مقامی (ـہ) ❊ سالانہ (۱۲) مع محصولڈاک
(معاونین کے لئے دس غلہ روپے)
(ذو سطہ شدہ کوسب سے زیادہ چھپنے والا مذہبی رسالہ)
❊ اختر حسین نے غازی برقی پریس بھوپال میں چھاپا ❊

آپ خط کا جواب فوراً چاہتے ہیں تو جوابی خط بھیجئے!

آپکا خریداری نمبر ——

وی-پی مت منگواؤ

یکم مئی ۱۹۵۱ء سے وی-پی اور رجسٹری میں اضافہ ہوگیا ہے اگر آپ رسالہ ذریعہ وی پی منگوا دیں گے تو ۲/۸ کا وی-پی مع فیس منی آرڈر ہوگا۔ اور ۲ ار چندہ کے ذریعہ منی آرڈر روانہ کریں گے تو صرف ۴ ار خرچ ہونگے بلا وجہ ۶ ر خرچ کرنا فضول خرچی ہے۔ لہذا جب چندہ ختم ہو پہلی یاددہانی پر ۲ ار ذریعہ منی آرڈر روانہ کردیں۔ اسی میں کفایت ہے ؛

رمضان المبارک میں

سترہ جولائی تک جو صاحب ۹ ر ذریعہ منی آرڈر روانہ کریں گے تو ایک سال تک رسالہ برابر ملتا رہیگا۔ وی پی میں یہ رعایت نہیں ہے۔ یہ قیمت صرف ایک ماہ کے واسطے ہے اس کے بعد پورا چندہ ۲ ار لیا جاویگا۔

یہ رعایت محض بغرض اشاعت و تبلیغ ہے جو انتہائی رعایت ہے کیونکہ ۳ ر ٹکٹ کے نکالکر صرف ۶ ر سالانہ میں رسالہ دیا جاویگا۔ جو تقریباً کاغذ کی قیمت ہے۔

خادم حدیث

حاجی محمد خان، ابراہیم پورہ

؛ بھوپال ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

۲۵۴۴/۱۰۱۹ :- اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتہ کی آستین ہاتھ کے پہونچے تک ہوتی تھی۔ ابوداؤد۔

توضیح :- اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ کرتہ کی آستین میں سنت طریقہ یہ ہے کہ وہ ہاتھ کے پہونچے تک لمبی ہو۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آدھی آستین والا کرتہ سنت طریقہ کے خلاف ہے۔

۲۵۴۵/۱۰۲۶ :- قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم لوگوں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کونسا لباس سب سے زیادہ پسند تھا تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یمنی چادر۔ ابوداؤد ؛ توضیح :- حبرہ یمن کے اچھے کپڑوں کو کہتے ہیں حدیث میں حبرہ کا لفظ ہی آیا ہے کہ وہ حضور کو بہت پسند تھا لیکن اس سے یہاں پر یمن کی سبز رنگ والی چادر مراد ہے جس پر سرخ دھاریاں ہوتی تھیں اور سوت کی بنائی جاتی تھی۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سبز رنگ مردوں کے لئے جائز ہے۔

۲۵۴۶/۱۰۲۷ :- ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی داڑھی صفرہ (یعنی ایک زرد رنگ کی خوشبودار چیز) سے رنگ لیا کرتے تھے یہاں تک ان کے کپڑے بھی اس سے زرد ہو جایا کرتے تھے۔ ابن عمرؓ سے کسی نے کہا کہ تم صفرہ

سے کیوں رنگتے ہو تو انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو اس میں رنگتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور کوئی چیز آپ کو اس سے زیادہ
محبوب تھی اور آپ اُس سے اپنے تمام کپڑے یہاں تک کہ عمامے کو بھی
رنگتے تھے۔ ابو داؤد۔ توضیح :۔ حدیث بالا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کا زرد رنگ استعمال کرنا آیا ہے جو کہ خوشبو دار ہوا کرتا ہے اور
ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اس سے زیادہ کوئی
چیز آپ کو محبوب تھی اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں وہ خوشبو یا تو پسند ہو
یا رنگ پسند ہو۔ بہر حال اس حدیث سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ
زرد رنگ مرد کے لئے ممنوع نہیں ہے۔ اگرچہ اس وقت بھی اس
رنگ کا عام استعمال ہونا ثابت نہیں ہوتا ہے جیسا کہ اسی روایت سے
معلوم ہو رہا ہے کہ لوگوں نے ابن عمر سے پوچھا تھا کہ تم اپنے کپڑے
اس رنگ میں کیوں رنگا کرتے ہو۔

$\frac{۲۵۴۷}{۱۰۲۷}$:۔ ابو رمثہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اپنے والد کے ساتھ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تھا تو میں نے آپ کے جسم مبارک پر دو سبز
رنگ کی چادریں دیکھی تھیں۔ ابو داؤد۔ توضیح :۔ غالباً ایک چادر
آپ تہمد باندھے ہوئے ہوں گے اور ایک چادر اوڑھے ہوئے ہوں گے
اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سبز رنگ کا

کپڑا استعمال فرماتے تھے۔

۲۵۴۸/۱۰۲۷ :- عمرو بن شعیب نے بحوالہ اپنے والد و دادا کے بیان کیا کہ وہ کہتے تھے کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک پہاڑی سے اتر رہے تھے تو آپ میری طرف متوجہ ہوئے اس وقت میں کسم میں رنگی ہوئی ایک فرد اوڑھے ہوئے تھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ فرد کیسی اوڑھ لی ہے۔ میں سمجھ گیا کہ یہ فرد اوڑھنا حضور اکرم کو برا معلوم ہوا۔ جب میں گھر پہنچا تو اس وقت تنور جل رہا تھا میں نے وہ فرد اس تنور میں ڈال دی اور دوسرے دن جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو پوچھا کہ وہ فرد کیا ہوئی میں نے واقعہ بتلا دیا تو فرمایا کہ تو نے کسی بی بی کو وہ فرد کیوں نہ دیدی عورتوں کے لئے اس رنگ میں کچھ مضائقہ نہیں ہے (ابوداؤد)

توضیح :- کسم لفظ عصفر کا ترجمہ ہے اور منتہی الارب میں عصفر کے معنی سرخ رنگ کے لکھے ہیں۔

۲۵۴۹/۱۰۲۸ :- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک آدمی کا گذر ہوا جو سرخ رنگ کے کپڑے پہنے تھا اس نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے اسے سلام کا جواب نہیں دیا (ابوداؤد)

توضیح :- اس حدیث کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے اس کو سرخ کپڑے پہننے کی وجہ سے سلام کا جواب نہ دیا ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ

کسی اور وجہ سے جواب دیا ہو۔

۲۷۵۰/۱۰۲۸ :- رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر کو نکلے تھے۔ تو آپ نے دیکھا کہ ہمارے اونٹوں کی زین پوش اون کی سرخ دھاریوں کے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ کیا میں یہ نہیں دیکھ رہا ہوں کہ سرخی تم پر غالب آتی جارہی ہے۔ (یعنی ابھی تو زین پوش ہی سرخ کئے ہیں آئندہ لباس بھی سرخ پہننے لگو گے) یہ سنکر ہم تیزی سے دوڑ پڑے۔ یہاں تک کہ ہماری گھبراہٹ اور تیزی کی وجہ سے بعض اونٹ بھی بھڑک کر بھاگ گئے، پھر ہم نے زین پوشوں کو اتار ڈالا۔ ابوداؤد۔

۲۷۵۱/۱۰۲۹ :- براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بالوں کی لمبائی کانوں کی لوکیوں تک تھی اور میں نے آپکو سرخ جوڑا پہنے ہوئے دیکھا تھا اس میں آپ مجھے اس قدر خوبصورت معلوم ہوئے کہ اس سے پہلے کبھی اتنے خوبصورت نہیں معلوم ہوئے تھے۔ ابوداؤد۔ توضیح :- اس حدیث شریف کے بارے میں ابن قیم نے کہا ہے کہ وہ جوڑا سرخ دھاریدار تھا۔ نہ کہ بالکل سرخ، اس لئے سرخ دھاری کے کپڑے میں مرد کے لئے گنجائش ہے۔

۲۷۵۲/۱۰۲۹ :- بلال رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو

منیٰ میں اس طرح خچر پر خطبہ پڑھتے دیکھا تھا کہ آپ کے اوپر سُرخ چادر پڑی تھی اور علی رضی اللہ عنہ سامنے کھڑے تھے آپ کا کلام بلند آواز سے لوگوں کو سنا رہے تھے۔ ابو داؤد۔ توضیح :- اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سفر وغیرہ میں کبھی آپ نے سُرخ رنگ کا کپڑا استعمال کر لیا۔

۲۵۵۳/۱۰۲۹ :- عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سیاہ رنگ کی ایک اونی چادر بنائی تھی آپ نے اُس کو پہن لیا جب اُس میں پسینہ آیا آپ نے اُسے اُتار ڈالا۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ کو تو خوشبو ہی پسند تھی (اور بدبو ناپسند تھی) ابو داؤد۔

۲۵۵۴/۱۰۳۰ :- حریث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر اس طرح دیکھتا تھا کہ آپ کے اوپر سیاہ عمامہ تھا اور اس کا کنارہ آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان پڑا ہوا تھا۔ ابو داؤد۔

۲۵۵۵/۱۰۳۲ :- قیس بن بشر نے کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ وہ ابو درداء صحابی کی مصاحبت میں رہتے تھے انھوں نے کہا کہ دمشق میں ایک شخص ابن حنظلیہ نامی رہتا تھا وہ بھی صحابی تھا وہ تنہائی پسند تھا۔ لوگوں میں بہت کم بیٹھتا تھا۔ اگر نماز پڑھتا رہتا تھا۔ نماز سے فارغ ہوتا تو تسبیح و ذکر میں مشغول ہو جاتا اور پھر اپنے گھر چلا جاتا۔ ایک روز وہ میرے اور ابو درداء کے پاس سے گذرا تو ابو درداء نے کہا کہ

کوئی ایسی بات ہم سے کہو کہ ہم کو فائدہ ہو اور تمہارا کوئی نقصان نہ ہو
اُس نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹا سا لشکر جہاد کے لئے
بھیجا تھا جب انہیں کے لوگ واپس آئے ایک اُن میں کا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی نشست کی جگہ بیٹھکر مخاطب سے کہنے لگا کہ۔ کاش تم نے بھی
دیکھا ہوتا جب کہ ہم دشمن سے بھڑے تھے ہم میں سے فلاں شخص
نے نیزہ اٹھاکر دشمن کو مارا اور کہا کہ یہ چوٹ میری طرف سے۔ اور
میں قبیلہ غفار کا ایک لڑکا ہوں۔ تم لڑکے کے اس کہنے کو کیسا سمجھتے
ہو۔ مخاطب بولا کہ میرے نزدیک تو اس کہنے کی وجہ سے اسکا ثواب
جاتا رہا۔ ایک دوسرا شخص بولا کہ اس سے کچھ حرج نہیں ہوا۔ ان دونو
آدمیوں میں بحث ہونے لگی یہانتک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی
سن لیا تو آپ نے فرمایا سبحان اللہ اس میں قباحت ہی کیا ہے۔ کہ
اس کو ثواب بھی ملے اور لوگ اس کی تعریف بھی کریں۔ بشر کہتے
ہیں ابو درداء یہ سنکر خوش ہوگئے اور بار بار پوچھنے لگے کہ کیا تو نے
یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔
ایک دن وہ شخص پھر ہمارے پاس سے گذرا تو ابو درداء نے پھر کہا کہ
کوئی ایسی بات کہو جس سے ہم کو فائدہ پہونچے اور تمہارا کوئی نقصان نہ
ہو اس نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنا روپیہ

(جہاد کی نیت سے) گھوڑوں پر صرف کرے یعنی اُن کی پرورش میں تو اُس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی شخص برابر ہاتھ پھیلائے ہو صدقہ دیئے جائے کبھی ہاتھ بند نہ کرے۔ ایک بار پھر اس شخص کا ہماری طرف سے گذر ہوا تو ابو درداء نے اُس سے، پھر اسی طرح پوچھا تو اُس نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا تھا کہ خریم اسدی کتنا اچھا آدمی ہے اگر اس کے پٹھے (سر کے بال) بڑے بڑے نہ ہوتے۔ (یعنی مونڈھوں سے نیچے یا گردن یا کان کی لو کی سے نیچے نہ ہوتے) اور اس کی ازار بھی نیچی نہ ہوتی یہ خبر خریم کو پہونچی تو اس نے جلدی سے ایک چھری لیکر بالوں کو کاٹ کر کانوں کے برابر کر دیا اور ازار کو آدھی پنڈلی تک اونچا کر لیا۔

پھر ایک بار وہ شخص ہماری طرف سے گذرا تو اس سے ابو درداءؓ نے پھر سوال کیا تو اُس نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واپسی سفر کے موقع پر ہم سے کہا تھا کہ اب تم اپنے بھائیوں سے ملنے والے ہو لہذا اپنی سواریوں اور کپڑوں کو درست کر لو اور صاف کر لو تاکہ نمایاں ہو ہر شخص تم کو پہچان لے کیونکہ اللہ تعالیٰ فحش اور تفحش کو پسند نہیں کرتا ہے (یعنی بیہودہ بکواس کو اور اس بات کو کہ باوجود قدرت کے پھٹے پرانے کپڑوں کو پہنی)۔ ابو داؤد ؂

۲۵۵۶/۱۰۳۷ :- ابو ملیکہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے کہا کہ ایک عورت (مردوں کی طرز کا) جوتہ پہنتی ہے تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد بننے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے۔ ابوداؤد۔

۲۵۵۷/۱۰۴۶ :- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص جوتہ پہنے تو چاہئے کہ پہلے داہنے اور سیدھے پیر میں پہنے اور جب جوتہ اتارے تو پہلے بائیں اور الٹے پیر میں سے اتارے تاکہ داہنا اور سیدھا پیر جوتہ پہنے میں اول اور اتارنے میں آخر رہا کرے۔ ابوداؤد۔

۲۵۵۸/۱۰۵۸ :- انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ناف کے نیچے کے بال مونڈنے اور ناخن کترانے اور مونچھیں کاٹنے اور بغل کے بال صاف کرنے کے لئے ہمارے واسطے چالیس دن کی حد مقرر فرما دی ہے۔ ابوداؤد۔ توضیح :- چالیس دن کی حد مقرر فرمانیکا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے پہلے اس صفائی کے لئے پسندیدہ اور مناسب وقت ہے اور چالیس دن گزرنیکے بعد نہایت نامناسب بات ہے۔ جس سے اس شخص کے گندگی پسند ہونے کی دلالت ہوگی۔ اور زیادہ بڑی بڑی مونچھیں

اور ناخن دیکھنے والوں اور قریب بیٹھنے والوں کی نفرت کا بھی سبب ہے۔

۲۵۵۹/۱۰۵۸ :- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھوں کو باریک کٹانیکا اور داڑھی کو چھوڑنیکا حکم دیا ہے ابوداؤد۔ (مونچھ داڑھی)

توضیح :- احادیث شریف سے ثابت ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اس حکم کی تعمیل کرتے تھے مونچھیں بالکل کترا دیا کرتے تھے اور داڑھی چھوڑ دیتے تھے اور ایک مٹھی لمبی داڑھی رکھتے تھے۔ فقہ کا مسئلہ بھی یہی ہے کہ ایک مٹھی سے کم داڑھی کو کٹانا یا کاٹنا مونڈنا گناہ کبیرہ ہے۔ اور ایسا شخص فاسق ہو جاتا ہے جس کی امامت بھی مکروہ تحریمی ہو جاتی ہے ہاں ایک مٹھی سے جس قدر زائد بال ہوں انھیں اس طرح کاٹنا جائز ہے کہ کاٹنے کے بعد داڑھی ایک مٹھی سے کم نہ ہونے پائے۔

۲۵۶۰/۱۰۶۸ :- سبیع بن خالد نے بیان کیا کہ جس زمانہ میں (مقام) تستر فتح ہوا تھا میں اسی زمانہ میں وہاں سے خچروں کو لیکر کوفہ میں گیا تھا جب مسجد میں پہونچا تو دیکھا کہ مسجد میں چند آدمی متوسط قد و قامت کے بیٹھے ہیں اور ایک آدمی تو ایسا تھا کہ اس کی صورت سے ہی تو پہچان سکتا تھا کہ وہ حجازی لوگوں میں سے ہے۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں تو انھوں نے کہا کہ کیا تم ان کو نہیں جانتے (دجال کا فتنہ)

یہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حذیفہ ہیں۔ پھر حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر (اور اچھی باتیں) پوچھا کرتے تھے اور میں شر (اور بری باتوں) کو پوچھا کرتا تھا۔ لوگوں نے میری طرف گھور کر دیکھا تو میں نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں جس وجہ سے تم میری بات کو برا جانتے ہو۔ میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا اس خیر اور بھلائی کے بعد جو اللہ کی طرف سے ہم کو ملی ہے۔ کوئی شر اور برائی ہو سکتی ہے جیسی کہ اب سے پہلے تھی۔ فرمایا کہ ہاں میں نے پوچھا کہ پھر اس برائی سے بچنے کی کیا صورت ہوگی آپ نے فرمایا تلوار۔ میں نے عرض کیا کہ پھر کیا ہوگا فرمایا کہ اگر زمین پر اللہ کا کوئی خلیفہ ہو اور وہ تیری کمر بھی توڑ دے تیرا مال بھی لوٹ لے تب بھی تو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری ہی کرنا۔ اور اگر کوئی خلیفہ نہ ہو تو پھر جنگل کے کسی درخت کی جڑ چباتے چباتے مرجانا (یعنی جنگل کی زندگی فقر و فاقہ قبول کرنا اور بے دینوں کی صحبت سے کنارہ کش ہو جانا) میں نے پوچھا پھر کیا ہوگا فرمایا کہ پھر دجال نکلیگا اس کے ساتھ نہر بھی ہوگی اور آگ بھی۔ اور جو کوئی اس کی آگ میں جائیگا اس کا اجر ثابت ہوگیا اور اس کے گناہ معاف ہوگئے اور جو شخص (اس کی اطاعت کرکے) اس کی نہر میں گیا

اس کا گناہ جم گیا اور اس کا اجر مٹ گیا۔ میں نے کہا پھر کیا ہوگا۔ فرمایا پھر قیامت ہے۔ ابوداؤد۔ توضیح :۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ کا برائیاں معلوم کرنیکا مقصد یہ تھا کہ تمام برائیاں معلوم ہو جائیں تو اُن سب کو چھوڑ دیا جائے تاکہ پھر جو کچھ کام رہ جائیگا وہ نیک ہی ہوگا۔ اور اس سوال کا مطلب کہ اس خیر کے بعد جو حاصل ہے پھر شر ہوگا یا نہیں یہ ہے کہ اسلام کے زمانہ کے بعد پھر کفر کا زمانہ آئے گا یا نہیں۔

(فتن) ۲۵۶۱/۱۰۷۲ :۔ ابو مالک اشجعی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں تین آفتوں سے بچا دیا ہے اوّل یہ کہ تمہارا نبی تم پر بد دعا کرے پھر تم سب ہلاک ہو جاؤ (ایسا نہ ہوگا) دوم یہ کہ باطل والے حق والوں پر کبھی غالب ہوں گے سوم یہ کہ تم سب گمراہی پر متفق نہ ہوگے یعنی اگر کچھ لوگ گمراہ اور بھٹک جائیں گے تو کچھ لوگ ہمیشہ ایسے بھی رہیں گے جو بھٹکنے والوں کو سمجھاتے اور رہبری کرتے رہیں گے۔ ابوداؤد

(فتن و فساد کا بازار) ۲۵۶۲/۱۰۷۶ :۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت سے پہلے ایسے فساد ہیں جیسی اندھیری رات کی تاریک ساعتیں ایک سے ایک بڑھ کر اُن فتنوں میں آدمی

یہ حال ہوگا کہ صبح کو ایماندار ہوگا تو شام کو کافر ہوگا اور شام کو ایماندار ہوگا تو صبح کو کافر ہوگا۔ کھڑے آدمی سے بیٹھنے والا بہتر ہوگا۔ اور دوڑنے والے سے چلنے والا بہتر ہوگا۔ لہٰذا تم اُن فتنوں کے زمانہ میں اپنی کمانوں کو توڑ ڈالنا اُن کی تانتیں کاٹ ڈالنا اور اپنی تلوار کو پتھر پر مار مار کر کُنڈ کر لینا۔ پھر اِتنی احتیاطوں اور پہلوتہی کے بعد بھی اگر کوئی تم پر چڑھ آئے۔ تو آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں میں سے جو اچھا تھا ویسا بن جانا چاہیے۔ ابو داؤد۔

توضیح :۔ مطلب یہ ہے کہ فتنہ و فساد کے زمانہ میں حکم یہ ہے کہ انسان خود بخود فتنہ سے باز رہے اور ہر ایسا طریقہ اختیار کرے جس سے فتنہ سے کنارہ کشی ہو سکتی ہو۔ اور ہر ایسی چیز کو مٹا دے جس سے فتنہ میں اشتعال ہو سکتا ہو۔ اور سب سے آخری بات یہ ہے کہ جب سب تدابیر رائیگاں ہو جائیں اور کوئی شخص ہلاکت کے درپے ہو تو اس کو ہلاک کرنے کے مقابلہ میں خود ہلاک ہونا گوارہ کرلے۔ کیونکہ اس صورت میں قتل کا مجرم وہی ہوگا مقتول بے گناہ ہوگا اور گناہ کر کے مرنے کے بہ نسبت بے گناہ مرجانا بہتر ہے۔ اور مظلوم موت میں شہادت کی بھی امید ہو سکتی ہے آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تھا

جب قابیل نے قاتلانہ حملہ کیا تو ہابیل نے اس سے کہا تھا کہ اگر تو میرے قتل کے لیئے ہاتھ بڑھاتا ہے تب بھی پرواہ نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی میرا ہاتھ تیرے قتل کے لیئے نہیں اُٹھے گا۔ چنانچہ قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا اور ہابیل بہت اچھا بیٹا ثابت ہوا کہ جرم قتل سے باز رہا۔ اس واقعہ کا ذکر قرآن شریف کے چھٹے سیپارہ کی اس آیت میں ہے کہ۔
لَئِنْ بَسَطْتَ اِلَیَّ یَدَکَ لِتَقْتُلَنِیْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیْکَ

$\frac{۲۵۶۳}{۱۰۷۸}$:- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عنقریب فساد پیدا ہوگا۔ جو کہ بہرہ گونگا اندھا ہوگا جو اُس فتنہ کو دیکھے گا تو وہ اس کے قریب ہوگا۔ اور اُس میں زبان ہلانا تلوار چلانے کے مانند ہوگا۔ ابو داؤد۔ توضیح :- بہرہ ہونیکا مطلب یہ ہے کہ اُس فتنہ میں حق بات کی کوئی شنوائی نہ ہوگی۔ گونگے کا مطلب یہ ہے کہ حق بات کوئی نہ کہیگا۔ یا حق بات نہ کہی جا سکے گی۔ اندھے ہونیکا مطلب یہ ہے کہ حق و باطل کی کچھ تمیز نہ ہوگی نہ حق۔ حق نظر آئیگا اور نہ باطل باطل نظر آئیگا۔

$\frac{۲۵۶۴}{۱۰۸۲}$:- عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر دنیا کا صرف ایک ہی دن باقی رہگیا ہوگا تب بھی

اللہ تعالیٰ اسی کو اتنا دراز اور لمبا کر دیگا کہ اس میں مجھ میں سے یا میرے اہل بیت میں سے ایک شخص ایسا اٹھائیگا کہ اسکا نام میرا نام ہوگا اور میرے باپ کا نام اسکے باپ کا نام ہوگا (نظر کی حدیث میں یہ الفاظ زائد بیان ہیں کہ وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس قدر بھر دیگا جس قدر کہ وہ ظلم و ستم سے بھر چکی ہوگی۔ (اور سفیان کی روایت میں ہے کہ) دنیا اسوقت تک ختم نہ ہوگی جب تک کہ عرب کے ملک کو مالک میرے گھر والوں میں سے ایسا شخص نہ ہو جائے کہ میرے نام سے اسکا نام برابر ہوگا۔ ابوداؤد۔

(امام مہدی کا ظہور)

۲۵۶۵/۱۰۸۳ :۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہدی میری اولاد میں سے ہے کشادہ پیشانی اونچی ناک والا جو زمین کو عدل انصاف سے اسی طرح بھر دیگا جس طرح کہ وہ ظلم سے بھری ہوئی تھی وہ سات برس تک مالک رہیگا۔ ابوداؤد۔

۲۵۶۶/۱۰۸۵ :۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر سو سال کے شروع پر اس امت کیلئے ایسا شخص پیدا کریگا جو دین کو از سر نو قائم و مضبوط کرے گا۔ ابوداؤد۔

Regd No. N. 912. — رجسٹرڈ نمبر این ۹۱۲

جنوری سنہ ۱۹۲۳ء سے یہ رسالہ ہر ماہ انگریزی کی ۱۱ تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔

جلد ۹ — نمبر ۷

میرا تھوڑا سا کام بھی شائع کر دو

آسمان حدیث

قسط ۱۰۳

بابت جولائی سنہ ۱۹۵۱ء مطابق شوال المکرم سنہ ۱۳۷۰ھ

مترجمہ

جناب مولانا مولوی حافظ محمد شعیب صاحب حنفی، رکن مجلس العلماء بھوپال

مدیر مسئول حاجی محمد خاں منشی

ترسیل زر و خط و کتابت کا پتہ

حاجی محمد خاں مہتمم رسالہ آسمان حدیث ابراہیم پورہ بھوپال

متفرق پچیس رسالے ایک روپیہ ؛ متفرق پچاس رسالے (عہ) علاوہ محصول ڈاک

قیمت — مقامی (ـ) ؛ سالانہ — (۱۲) مع محصول ڈاک

(معاونین کے لئے دس روپے)

تعداد (وسط ہند کا سب سے زیادہ چھپنے والا مذہبی رسالہ) ۳۰۰۰

اختر حسین نے تنویر برقی پریس بھوپال میں چھاپا

آپکا خریداری نمبر ———

کیا آپ خط کا جواب فوراً چاہتے ہیں؟ تو جوابی خط بھیجو!

ضروری اعلان

حمد و صلوٰۃ کے بعد معلوم ہو کہ جون کے رسالے میں جو ۹ رسالانہ چندہ
کا ضروری اعلان کیا تھا اس پر بہت کم احباب نے توجہ فرمائی۔ اس اعلان کا
مطلب خریدار بڑھانا تھا جو بالکل حاصل نہیں ہوا۔ شاید روزہ، افطار و
سحری و عید کے اخراجات سے اس قدر بچت نہیں ہو سکی کہ ۹ روپے کی معمولی رقم
ایک دینی کام کے واسطے خرچ کی جاتی۔ اب بھی ۲۷ ر جولائی ۱۵ء تک موقع ہے
اگر آپ رسالہ کی اشاعت پر توجہ کریں تو آپ کم از کم چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ رمضان شریف
کے مہینہ رسالہ و مجددوں کی تشویش بہت ہی کم آئیں اور خدانخواستہ
یہی رفتار ہے تو رسالہ کو جاری رکھنا مشکل ہوگی۔ خریدار صاحبان میں سے
ہر شخص اپنے حلقہ اثر میں ایک ایک دو دو خریدار بھی بڑھا دے تو کثیر اشاعت
ہو سکتی ہے۔ رسالہ ہر شخص کو ہر مہینہ ضرور روانہ کیا جاتا ہے اگر مہینہ کے آخر تک
نہ ملے اور آپ لکھ دیں، دوبارہ روانہ کر دوں گا۔ یہ درست نہیں کہ تین تین چار چار
ماہ بعد لکھ دیا کہ رسالہ نہیں ملا ڈاک خراب ہو رہی ہے دوسرا روانہ کر دو۔
اب اگر کسی نے تین چار ماہ کے رسالے منگوائے تو مجبوراً میں روانہ نہیں کر سکوں گا۔
اگر آپ نے مکرر رسالہ منگوایا ہے تو دوسرے ماہ کی ۱۵ تاریخ تک ضرور ضرور
روانہ کر دیا جائے گا۔ جواب کی ضرورت نہیں ہے اور نہ دیا جائے گا۔ ہاں
جوابی خط ہو تو ضرور جواب دیا جاتا ہے۔

خادم حدیث
حاجی محمد خاں۔ مدیر مسئول
ابراہیم پورہ بھوپال

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ

2567/1086 :- ثوبان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمہارے اوپر بہت سی آفتیں آئیں گی اور رجوع کریں گی، جس طرح کھانے کے بڑے برتن پر کھانے والے جمع ہو جاتے ہیں ایک آدمی نے کہا کہ شاید ہم لوگ اس زمانہ میں کم ہو جائیں گے تو فرمایا نہیں بلکہ تمہاری اس زمانہ میں بہت اور کثیر تعداد ہوگی۔ لیکن دریا کے پھین اور جھاگ کی طرح ہو جاؤ گے اور تمہاری ہیبت تمہارے دشمن کے دلوں سے اللہ تعالے نکال دیگا اور تمہارے دلوں میں سستی ڈال دیگا۔ ایک شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ سستی کیسی تو فرمایا کہ دنیا کی محبت اور موت کا خوف ابو داؤد۔ توضیح :- اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان کا رعب اور ہیبت ان ہی دونوں چیزوں کے ساتھ ساتھ ہے کہ مسلمان کو دنیا کی محبت نہ ہو موت کا خوف نہ ہو ورنہ اس کی ہیبت دشمن کے دل سے نکل جائیگی۔ اس حدیث شریف کا مضمون آجکل کے مسلمانوں کی حالت سے بہت مطابق ہو رہا ہے کہ اس زمانہ میں مسلمانوں کی پوری توجہ دنیا کی طرف ہے اور موت کا بھی بہت ڈر ہونے لگا ہے۔ چنانچہ نتیجہ ظاہر ہے کہ اگرچہ

مسلمانوں کی تعداد اس وقت اُس سے بہت زیادہ ہے جو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی۔ لیکن سب بیکار ہیں نہ ویسی خداپرستی
ہے اور نہ ویسی دین کی محبت وغیرت ہے اور نہ ویسی آپس کی
محبت و ہمدردی ہے۔

۲۵۶۸/۱۰۹۲: عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی دجال کی خبر سنے تو اسے چاہیئے کہ
اُس سے کنارہ کرے۔ (یعنی اُس سے ملنے کا موقع ہی نہ آنے دے)
خدا کی قسم اُس کے پاس آدمی آکر یہی گمان کریگا کہ وہ مومن (یعنی
ایمان والا) ہے اور اُس کی پیروی اور تابعداری کرنے لگیگا۔
اس لئے کہ اُس کے ساتھ چیزیں ہی ایسی شبہ انگیز ہونگی (یعنی وہ
ایسی چیزیں دکھلائیگا جن کی وجہ سے اُس کے حق میں اعتقاد بڑھ
جائیگا اور آدمی کو اس کی صداقت کا شبہ ہو جائیگا۔ کہ شاید وہ
سچائی پر ہی ہو) ابوداؤد۔

۲۵۶۹/۱۰۹۸: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سب سے پہلی
خرابی جو بنی اسرائیل میں پڑی یہ تھی کہ ایک شخص دوسرے سے ملتا
تھا تو اُس سے کہتا تھا کہ خدا سے ڈر اور اپنی حرکات سے باز آ۔ کیونکہ
یہ تیرے لئے جائز نہیں ہے۔ پھر جب دوسرے دن اُسی شخص سے

ملتا تھا تو اب اُس کو ان باتوں سے نہیں روکتا تھا اِس لئے کہ وہ اُس کے کھانے پینے اور اُس کے ساتھ رہنے میں اُس کا شریک ہو جاتا تھا (یعنی جب کھانے پینے کا مزہ لگ جاتا تھا تو اب اُسکو نصیحت کرنے سے باز رہنے لگتا تھا) پھر جب اُن لوگوں نے یہ روش اختیار کرلی تو اللہ نے بھی اُن میں سے بعض لوگوں کے دل بعض کے ساتھ ملا دیا پھر (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن شریف کی اس آیت کو) پڑھا کہ لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ تا فَاسِقُوْنَ۔ پھر فرمایا کہ ہرگز ایسا نہ ہونا چاہیئے خدا کی قسم تم تو اچھی اور بھلی بات بتلاتے ہی رہوگے اور بُری بات سے منع ہی کرو گے اور ظالم کے دونوں ہاتھ پکڑ کر حق کی طرف ایسا جھکا دو گے جیسا کہ حق ہے۔ اور اُس کو حق پر ایسا جما دوگے جیسا کہ جمانا کا حق ہے۔ ابوداؤد

توضیح:۔ آیت مندرجہ حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ۔ بنی اسرائیل میں جو لوگ کافر تھے اُن پر داؤد اور عیسٰی بن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی تھی۔ اور یہ لعنت اس وجہ سے کی گئی تھی کہ اُنھوں نے حکم کی مخالفت کی اور حد سے نکل گئے تھے۔ (آگے ہے کہ) تو اُن میں سے اکثر لوگوں کو دیکھیگا کہ کافروں سے دوستی رکھتے ہیں

رہنگے کے لئے اُن لوگوں نے جو کام کیا ہے وہ بہت ہی بُرا ہے کہ اللہ اُن سے ناراض ہوگیا اور یہ لوگ ہمیشہ کے عذاب میں رہیں گے اور اگر یہ لوگ اللہ پر ایمان رکھتے ہوتے اور پیغمبر پر اور اس کتاب پر جو اس پر نازل کی گئی۔ تو اُن کو کبھی دوست نہ بناتے لیکن اُن میں سے زیادہ لوگ تو ایمان سے خارج ہی ہیں،

حدیث ۱۰۹۸ :۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی حدیث مندرجہ بالا کے مثل روایت بیان کی اور اتنا مضمون زیادہ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ تم میں سے بھی بعضوں کا دل بعضوں کے دلوں سے ملا دے گا پھر ان پر بھی لعنت کرے گا جس طرح اُن پر لعنت کی تھی۔ ابو داؤد۔ توضیح :۔ مطلب یہ ہے کہ تم لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اچھا کام کرانے بُرے کام سے روکنے میں لگے رہو۔ ورنہ اگر اس کو چھوڑ دوگے تو اللہ اچھوں کے دلوں کو بُروں کے ساتھ ملا کر سب پر لعنت کر دیگا۔ جیسے یہود اور نصاریٰ پر لعنت ہوئی تھی۔ اس حدیث شریف سے ثابت ہو رہا ہے کہ اچھا کام کرانا اور بُرے سے روکنا ہر شخص پر بقدر قدرت کے فرض ہے۔ یعنی جو کم قدرت رکھتا ہے اس پر کم اور جو زیادہ قدرت رکھتا ہے اس پر زیادہ ذمہ داری ہے۔ غرضکہ ذمہ داری

ہر شخص پر ہے۔

$\frac{2571}{1098}$:- ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد کہا کہ اے لوگو! تم اس آیت کو پڑھتے تو ہو کہ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ آخر تک (یعنی تم پر لازم ہے اپنی جان کی فکر کرنا اور جو بہک جائے تو وہ تمھارا کچھ بگاڑ نہیں سکتا جب تک تم راستہ پر رہو) حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ جب کہ لوگ ظالم کو ظلم دیکھیں اور اس کا ہاتھ نہ پکڑلیں تو یقیناً قریب ہے کہ اللہ اپنے عذاب میں ان سب کو پکڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ ایسی کوئی قوم نہیں ہے کہ اس میں برے کام ہوتے ہوں اور لوگ باوجود قدرت کے ان میں کوئی تبدیلی نہ کریں اور برائی کو دفع نہ کریں اور اللہ ان سب کو پھر بھی عذاب میں گرفتار نہ کرے۔ ابو داؤد ۔ توضیح :- مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے آیت کا یہ مطلب سمجھا ہے کہ سب کو اپنی اپنی فکر کرنا چاہیے۔ دوسروں سے کچھ سروکار نہ رکھنا چاہیے کیونکہ اگر کوئی گمراہ ہوگا تو وہ ہمارا کچھ بگاڑ نہ سکے گا

خود جہنم میں جائیگا۔ اس لئے دوسروں کو اچھی اچھی باتوں کو آگاہ کرنے کی ضرورت نہیں تو آسانیت سے ایسا سمجھنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ یہ تو ٹھیک ہے کہ اس کے گناہ کا عذاب اس پر ہوگا۔ لیکن اگر معصیت کو برا نہ سمجھا اور لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائیگا اور انکی نصیحت و تربیت چھوڑ دی گئی اور معصیتوں کو نہ روکا گیا اور اللہ کا عذاب آگیا تو دوست ہی آئیگا۔ مگر دو لوگ تو گمراہی کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہونگے لیکن دوسرے لوگ بھی عذاب سے نہ بچ سکیں گے کیونکہ برائی اور گمراہی کو باوجود قدرت کے نہ روکنا بھی اپنے ادائے فرض میں کوتاہی ہے اس لئے اس کا خمیازہ بھی اٹھانا پڑیگا۔

حدیث ۲۵۷۲/۱۰۹۹:۔ جریر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس قوم میں کوئی آدمی خدا کے احکام کی نافرمانی کرتا ہو۔ اور قوم اس کو روک بھی سکتی ہو لیکن پھر بھی وہ اس کو نہ روکے تو اللہ ان سب لوگوں کو دنیا کی زندگی میں بھی بغیر عذاب پہونچائے نہیں چھوڑتا۔ ابوداؤد۔

توضیح:۔ اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر قوم پر یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی قوم کے نیک بنے اور گمراہ

اشخاص کو بھی ٹھیک رہبری کرتے رہیں اور بُرے راستہ سے ہٹا کر اچھے راستہ پر لائیں دوسری بات یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ جب کسی قوم کو ایسا موقع حاصل ہو کہ وہ دوسروں کو نیک کاموں کی طرف بلا سکتی ہے لیکن نہ بلائے تو اُس پر دنیا میں بھی عذاب ہوگا۔

$\frac{۲۵۷۳}{۱۰۹۹}$:- ابو امیہ شعبانی نے بیان کیا کہ میں نے ابو ثعلبہ سے پوچھا تھا کہ تم اِس آیت (یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ الخ) کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ تو کہا کہ تم نے اچھے واقف کار سے یہ بات پوچھی۔ خدا کی قسم میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تھا کہ (کیا اب اس کی ضرورت نہیں رہی کہ لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم دیا جائے) تو آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اچھی باتیں بتلاتے رہو بُری باتوں سے روکتے رہو۔ یہاں تک کہ جب یہ ہونے لگے کہ بخیلی کی تابعداری کی جانے لگے۔ خواہش کی پیروی کی جانے لگے اور دنیا کو اختیار کیا جانے لگے۔ اور ہر رائے والا اپنی رائے پر مغرور ہونے لگے تو اب تو اپنی ذات کو اختیار کر (اور ہدایت پر قائم رہ) اس کے بعد تمہارے لئے صبر کا زمانہ ہے اور اُس زمانہ میں صبر بھی (بڑا کٹھن ہوگا) جیسے ہاتھ پر انگارہ رکھنا (یعنی جس طرح ہاتھ پر انگارہ

رکھکر خاموش رہنا اور صبر کرنا مشکل ہے اِسی طرح اُس زمانہ
میں صبر کرنا بڑا مشکل ہوگا) اور اُس زمانہ میں عمل کرنے والے کے
لئے پچاس آدمیوں کا ثواب ہوگا۔ صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ
کیا یہ ثواب اُسی زمانہ کے پچاس آدمیوں کے برابر ہوگا تو آپ نے
فرمایا کہ تمہارے زمانہ کے پچاس آدمیوں کے برابر۔ ابوداؤد
توضیح:۔ مطلب یہ سمجھنا چاہیے کہ آخر زمانہ میں نیک اعمال
کرنا چونکہ بہت دشوار ہوگا طرح طرح کی رکاوٹیں اور دشواریاں
پیش آئیں گی اِس لئے جو کوئی ان مشکلات سے گذر کر نیک
اعمال کریگا اس کے ثواب میں بھی زیادتی ہے اور اس درجہ
زیادتی ہے کہ وہ صحابہ کے ثواب سے بھی بڑھ جائیگا کیونکہ
اُس ایک شخص کو اس عمل کا ثواب پچاس صحابہ کے برابر ملیگا۔
$\frac{2524}{1103}$:۔ ابو موسیٰ اشعری نے بیان کیا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں حاضر ہوا تھا میرے دائیں بائیں دو آدمی اشعری
قبیلہ کے بھی میرے ساتھ تھے ان دونوں نے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے حکومت کا عہدہ حاصل کرنیکی اِستدعا کی آپ
خاموش رہے اُس کے بعد مجھ سے فرمایا کہ ابو موسیٰ تم کیا کہتے ہو
میں نے کہا میں اُس کی قسم کھاتا کہ جس نے آپ کو نبی بنایا ہے

(عہدہ داری کا شوق)

کہتا ہوں کہ ان دونوں آدمیوں نے مجھے یہ نہیں بتلایا تھا کہ ان کے دلوں میں کیا بات ہے۔ اور نہ میں یہ سمجھتا تھا کہ یہ عہدہ کے لئے استدعا کریں گے۔ گویا میں آپ کی اس مسواک کو دیکھتا جا رہا تھا جو آپ کے ہونٹ کے نیچے تھی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ہم اپنے کاموں پر اس شخص کو مقرر نہ کریں گے جو ان کی خواہش کرے (کیونکہ خواہش کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ خواہش کرنے والا اس عہدہ اور کام کی اہمیت کو محسوس نہیں کرتا ہے ورنہ خواہش ہی نہ کرتا اور جو شخص کسی عہدہ کی ذمہ داری اور اہمیت کو نہ محسوس کرتا ہو وہ یقیناً اس عہدہ کے لئے موزوں و مناسب نہیں ہو سکتا ہے) اور اس کو عہدہ دیا جائے گا جو خواہش نہ کرے (کیونکہ وہ اس عہدہ کی اہمیت کو جانتا ہے اسی سبب سے وہ خواہش نہیں کرتا ہے اور جو عہدہ کی ذمہ داریوں کو سمجھتا ہے وہ اس عہدہ کے لئے یقیناً مناسب ہوتا ہے) لیکن ہاں ابو موسیٰؓ تم (عہدہ عامل بن) جاؤ چنانچہ یمن کی حکومت پر آپ نے ابو موسیٰؓ کو مقرر کر دیا۔ پھر بعد میں معاذ بن جبلؓ (ایک اور صحابی) کو یمن بھیجا جب یہ وہاں پہنچے تو ابو موسیٰؓ نے ان سے سواری سے اترنے کو کہا اور ایک بستر ان کے لئے

بٹھا دیا۔ معاذؓ دیکھ رہے تھے کہ ابو موسیٰؓ کے پاس ایک آدمی
بندھا ہوا تھا پوچھا یہ کیا ہے کہا کہ یہ آدمی یہودی تھا اور پھر
مسلمان ہو گیا تھا اب پھر بد دین ہو گیا ہے۔ معاذؓ نے کہا
کہ میں نہیں بیٹھوں گا جب تک اس کو قتل نہ کرا دیا جائے۔
جیسا کہ اللہ کا حکم ہے۔ ابو موسیٰؓ نے کہا ہاں ایسا ہی ہوگا۔
لیکن تم بیٹھ تو جاؤ تو انھوں نے تین بار کہا کہ جب تک یہ بموجب
خدا کے حکم قتل نہ ہوگا میں نہ بیٹھوں گا۔ چنانچہ ابو موسیٰؓ نے حکم
دیدیا اور وہ یہودی قتل کر دیا گیا۔ پھر وہ دونوں رات کی عبادت
کا ذکر کرنے لگے تو اُن میں سے ایک نے کہا اور غالباً وہ معاذؓ
ہی تھے۔ کہ میں تو رات کو عبادت بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی
ہوں۔ اور مجھے امید ہے کہ مجھے سونے میں اسی قدر ثواب ملیگا
جتنا عبادت کرنے میں ملیگا۔ ابو داؤد۔

حدیث ۲۵۷/۱۱۱۳ :- ازہر حرازی نے بیان کیا کہ کلاع کے چند لوگوں کا مال
چوری چلا گیا تھا۔ اُن کو بعض جلاہوں پر چوری کا شبہ تھا۔ وہ انکو
لیکر نعمان بن بشیرؓ صحابی کے پاس آئے۔ انھوں نے اُن کو چند روز
قید رکھا اور پھر چھوڑ دیا۔ اس پر کلاعی لوگوں نے نعمان بن بشیرؓ سے
کہا کہ آپ نے بغیر مار پیٹ اور بلا جانچ کئے ہوئے ہی انکو چھوڑ دیا

([illegible])

نعمان رضؓ نے کہا تم چاہتے کیا ہو۔ اگر یہ چاہتے ہو کہ میں اُن کو مار پیٹ تو اسے منظور کرو کہ اگر اُن کے پاس سے تمہارا مال برآمد ہو جائیگا تو تم کو دیدیا جائے گا اور اگر مال برآمد نہ ہوا تو اتنی ہی مار تم پر بھی پڑے گی جتنی اُن پر پڑے گی۔ کلاعی لوگوں نے کہا کہ کیا یہ تمہارا حکم ہے۔ کہا کہ یہ اللہ کا حکم ہے اور اُس کے رسول کا حکم ہے ابوداؤد۔ **توضیح:**۔ مطلب یہ ہے کہ جب مال برآمد نہ ہو تو مشتبہ آدمی کا پیٹا جانا۔ خلاف انصاف اور ظلم ہوگا۔ اور اس ظلم کا بدلہ اُسی سے لیا جانا چاہئے جس نے یہ ظلم کرایا ہو اور بے قصور مار پڑوائی ہو۔

(چوری کا فیصلہ)

۲۵۷۱
۱۱۱۳ :۔ محمد بن یحیٰی بن حبان نے بیان کیا کہ کسی غلام نے ایک آدمی کے باغ سے کھجور کا پودا چُرا کر اپنے مالک کے باغ میں لگا دیا۔ پودے والا اپنے پودے کی تلاش میں نکلا اور اُسے پالیا تب وہ مدینہ کے حاکم مروانؓ کے پاس اپنا مقدمہ لیگیا۔ مروانؓ نے اس غلام کو قید کر دیا اور اس کا ہاتھ کاٹنے کا ارادہ کیا تو غلام کے مالک نے رافع بن خدیج سے اس معاملہ میں فتوٰی پوچھا تو انھوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ پھل اور خوشہ کی چوری میں ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا غلام کے

مالک نے کہا کہ میرے غلام کو مروانؓ نے گرفتار کرلیا ہے اور اُسکا ہاتھ کاٹنا چاہتے ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ اُن کے پاس جاکر اُنھیں وہی بتلادیں جو آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے۔ چنانچہ رافعؓ نے مروانؓ کے پاس جاکر نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کا حکم بتلا دیا اس پر مروانؓ نے اُس غلام کو چھوڑ دیا۔ ابوداؤد ؛

توضیح :- اِس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ پودا بھی اُسی قسم کی چیزوں میں سے ہے جن کی چوری میں ہاتھ نہیں کاٹا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایسی چوری جرم نہیں ہو بلکہ جرم تو ہے لیکن اُس کی سزا ویسی نہیں ہے جیسی اموال کی چوری میں ہاتھ کاٹے جانیکی سزا دی جاتی ہے۔ چنانچہ اِسی مقدمہ کے متعلق دوسری روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ مروانؓ نے اس غلام کو کوڑوں سے پٹواکر چھوڑ دیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسی چوریوں میں حاکم ایسی سزا قید یا ضرب کی دے سکتا ہے جو اُس کے نزدیک مناسب اور عبرت کے لائق ہو سکتی ہو،

$\frac{۲۵۷۷}{۱۱۴}$:- عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم سے لٹکے ہوئے پھل کے متعلق پوچھا گیا (یعنی

(ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

جو درخت میں لٹک رہے ہوں اور اُس میں سے کوئی چرائے) تو آپ نے فرمایا کہ اس کو جس محتاج نے کھا لیا اور اپنی گود میں اکٹھا نہ کیا تو اُس محتاج پر کچھ گناہ نہیں۔ اور جو کوئی اُس میں سے نکال کر لیجائے تو اُس پر مار پیٹ ہوگی۔ اور اُس سے اس کی قیمت کا تاوان بھی لیا جائیگا (ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا) اور جو شخص پھلوں کو اُس جگہ سے چرائے۔ جہاں وہ خشک ہونے کے لئے ڈالے یا رکھے گئے ہوں اور چوری شدہ پھلوں کی قیمت ڈھال کی قیمت کے برابر ہو جاتی ہو تو اب اُس چور کا ہاتھ کاٹا جائیگا ابو داؤد۔ توضیح :- ڈھال کی قیمت بعض علماء نے تین درہم تقریباً ۱۲ اور بعض علماء نے دس درہم تجویز کی ہے جو کہ تقریباً دو روپیہ آٹھ آنہ ہوتے ہیں حنفی مذہب میں اسی دو روپیہ آٹھ آنہ والے قول پر عمل کیا گیا ہے۔ اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب پھل درخت سے کاٹ کر کسی جگہ خشک ہونیکو ڈالدیئے جائیں تو وہاں سے چرائے جانیکا حکم دوسرا ہو جاتا ہے۔

$\frac{2578}{1117}$:- ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مجنون عورت جس نے زنا کرایا تھا لائی گئی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے مشورہ کرنیکے بعد اس عورت کو سنگسار کرنیکا حکم دیدیا۔

(مجنون عورت)

اُس طرف سے علی رضی اللہ عنہ کا گذر ہوا تو اُنھوں نے لوگوں سے پوچھا کہ اس عورت کا کیا قصہ ہے لوگوں نے بتلایا کہ یہ دیوانی عورت فلاں قوم میں سے ہے اُس نے زنا کر ایا تھا عمر رضی اللہ عنہ نے اُسکی سنگسار کرنیکا حکم دیا ہی۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اُسکو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس واپس لے چلو پھر وہ خود بھی عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ اے امیر المومنین کیا تمھیں معلوم نہیں ہو کہ تین آدمیوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہو (یعنی انکی گرفت نہیں ہی) ایک پاگل دیوانہ جبتک بھی وہ صحیح نہ ہو۔ دوسرا سونے والا جبتک وہ بیدار نہ ہو تیسرا نابالغ جبتک وہ بالغ نہ ہوجائے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کیا وجہ ہی کہ اس عورت کو سنگسار کیا جا رہا ہی۔ جواب دیا کہ کچھ نہیں۔ علی رضی اللہ نے کہا کہ اُسکو چھوڑ دو۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے اُس عورت کو چھوڑ دیا۔ اور تکبیر نعرے لگانے لگے (کہ اللہ نے ایک بہت بڑی غلطی سے بچا لیا) ابوداؤد ٭٭

Reg. No. N. 912 رجسٹرڈ نمبر این ۹۱۲

جنوری ۱۹۴۳ء سے یہ رسالہ ہر ماہ انگریزی کی ۱۲ تاریخ کو شائع ہوتا ہے!

بفیض غنی و نوا ایسا

چلد ۹ نمبر ۸

میرا تصور سا کلام کبھی شائع کر دو

آسان حدیث مشکوٰۃ چھپا ال موتی

قسط ۴ ۱ ۰ ۱

ماہ اگست ۱۹۵۱ء مطابق ذیقعدہ ۱۳۷۰ ہجری

مترجمہ

جناب مولانا مولوی حافظ محمد شعیب صاحب (حنفی) رکن مجلس العلماء بھوپال

مدیر مسئول حاجی محمد خاں منشی فاضل

ترسیل زر و خط و کتابت کا پتہ

حاجی محمد خاں مہتمم رسالہ آسان حدیث ابراہیم پورہ بھوپال

متفرق پچیس رسالے ایک روپیہ ❖ مسترق پانچ رسالے (عہ) علاوہ محصول ڈاک

دستی مقامی (عہ) ❖ سالانہ (۱۲) مع محصول ڈاک

(معاونین کے لیے دس عہ روپے)

(وسط ہند کا سب سے زیادہ چھپنے والا مذہبی رسالہ)

کیا آپ خط کا جواب فوراً چاہتے ہیں؟ تو جوابی خط لکھو!

❖ اختر حسین نے علوی برقی پریس بھوپال میں چھاپا ❖

الحمد للہ !

(۱) حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ آسان فقہ حصہ اول مرتبہ مولوی محمد شعیب صاحب
رکن مجلس علمائے بھوپال تعدادی ۵۰۰۰ جلد جو اول مرتبہ طبع ہوئی تھی
صرف تین ماہ میں نکل گئی۔ دوسرا ایڈیشن تعدادی دیگر ہزار باوجود ہماری
شدید کوشش کے بھی اب تک تیار نہیں ہو سکا ہے جس کا ہمیں بہت افسوس ہے
اب انشاء اللہ نومبر ۵۳ء کے پہلے ہفتہ میں ضرور تیار ہو جائیگا۔ اس طبع ثانی
میں بہت سے مسائل بڑھا دئے ہیں اور حج کا بیان بہت مفصل کر دیا ہے
جو حاجیوں کے واسطے رہبر حج کا کام دے گا۔ اول اس کتاب
کے ۱۴۸ صفحہ اور قیمت غیر مجلد کی ۱۲ر تھی مگر اس مرتبہ تقریباً
دو سو صفحہ کی کتاب ہے۔ کاغذ بھی اول ایڈیشن سے زیادہ بہتر
لگایا ہے۔ قیمت غیر مجلد ۱۵ر اور مجلد عہ ہے۔ یہ قیمت کی زیادتی
صرف حجم کی زیادتی کی وجہ سے ہے اور آپ کتاب دیکھ کر خود فیصلہ کرینگے
کہ اتنی ضخیم اور مفید کتاب کی یہ قیمت بہت ہی کم ہے۔ جن اصحاب نے
اول آرڈر دیا تھا وہ ستمبر میں یاد دہانی کر دیں۔ کتاب روانہ کر دی جائیگی محصول ڈاک
مع رجسٹری بہرحال بذمہ خریدار ہوگا جو تقریباً ۲ر ہوگا۔ ہم اُن خریداران کے
بہت مشکور ہیں جنہوں نے سینکڑوں کی تعداد میں یہ کتاب خود خرید کر دوسروں
تک پہنچائی اور اشاعتِ حدیث میں [illegible] ۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء۔

خادمِ حدیث :۔ حاجی محمد خاں ابراہیم پورہ بھوپال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

۲۵۷۹/۱۱۵۷ :- ابو سعید خدری نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ تقسیم کر رہے تھے اتنے میں ایک آدمی آیا اور آپ کے اوپر اوندھا گرنے لگا آپ کے پاس کھجور کی ایک شاخ تھی اس سے آپ نے اس کو تھوڑا سا ٹھونسا یا کونچہ دیا اتفاقاً وہ اس کے منہ میں لگ گئی کچھ زخم سا آگیا۔ آپ نے اس کو بلا کر فرمایا کہ مجھ سے بدلہ لے لے اس نے کہا کہ یا رسول اللہ میں نے معاف کر دیا

(حاشیہ: ...)

۲۵۸۰/۱۱۷۳ :- مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یاد رکھو کہ مجھے کتاب (یعنی قرآن شریف) دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ اسی جیسی اور بھی (یعنی حدیث) ہوشیار رہو قریب ہے کہ کوئی آسودہ حال شخص اپنے چھپر کھٹ پر پڑا ہوا۔ کہیگا کہ تم تو صرف اس قرآن ہی کو مانو جو قرآن میں حلال یا حرام پاؤ بس ویسا ہی سمجھو۔ یاد رکھو پالو گدھا (یعنی اس کا گوشت) تمہارے اوپر حرام ہے اور نہ ہر دانت والا درندوں میں سے (جیسے چیتا کتا شیر وغیرہ حالانکہ قرآن میں یہ حکم نہیں ہے) اور تم کو ذمی کا پڑا ہوا مال لینا حلال نہیں ہے۔ مگر جب کہ اس کا مالک اس سے بے پرواہ ہو (یعنی ایسی کم قیمت چیز

(حاشیہ: قرآن و حدیث دونوں پر عمل ضروری ہے)

ہو کہ مالک کو اُس کی پرواہ نہ ہو) اور جب کوئی شخص کسی قوم کا
مہمان ہو تو اُس قوم پر اُس مہمان کی مہمان داری لازم ہے (خواہ
وہ کسی بھی مذہب کا ہو) اگر مہمانی نہ کی جائے تو اُسے حق ہے
کہ وہ بقدر اپنی مہمانی کے وصول کرے۔ (یہ حکم شروع اسلام میں
تھا پھر جبراً مہمانی وصول کرنے کا حکم منسوخ ہوگیا) ابوداؤد:
۲۵۸۱/۱۱۲۴:۔ یزید بن عمیرہ نے جو کہ معاذ بن جبل رضؓ کے ساتھیوں
میں سے تھے بیان کیا کہ معاذ بن جبل رضؓ نے ایک روز کہا تھا کہ
تم لوگوں کے بعد بڑے بڑے فساد ہوں گے۔ اور مال کی
بہت زیادتی ہو جائیگی۔ اور اُس زمانہ میں قرآن بہت آسان
ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ اُسے مؤمن اور منافق اور مرد عورت
بڑے چھوٹے اور غلام و آزاد سب ہی حاصل کر لیں گے۔ یہاں تک
نوبت پہونچ جائیگی بعض آدمی (اپنے دل میں کہیگا کہ کیا وجہ ہے
کہ لوگ میری پیروی نہیں کرتے ہیں حالانکہ میں قرآن پڑھ
چکا ہوں۔ (معلوم ہوتا ہے کہ) لوگ جب تک میری پیروی
نہ کریں گے جب تک میں علاوہ قرآن کے کوئی نئی چیز نہ نکالوں گا
پھر وہ نئی چیز نکالیگا لہذا تم اُس سے بچنا۔ کیونکہ جو نئی بات نکلے
(اور وہ قرآن و حدیث کے خلاف ہو) وہ گمراہی ہے۔ اور میں

تم کو عالم کی گمراہی سے بھی ڈراتا ہوں۔ کیونکہ شیطان گمراہی کی بات عَالِم کی زبان سے کہتا ہے اور کبھی منافق حق بات کہہ دیتا ہے۔ یزید نے معاذ سے پوچھا کہ یہ مجھے کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ عالم گمراہی کی بات کہہ رہا ہے اور منافق حق بات کہہ رہا ہے انھوں نے کہا کہ۔ ہاں معلوم ہو سکتا ہے۔ تو عالم کی اُن باتوں سے بچ جن کا غلط اور جھوٹ ہونا مشہور ہو جائے۔ اور سب اہل حق اُنکا انکار کریں مگر اُن باتوں کی وجہ سے تو اُس عالم سے منحرف اور جدا مت ہونا کیونکہ ممکن ہے کہ وہ پھر راستی اور ہدایت پر اپنے علم کے سبب آجائے۔ اور حق بات کو تو ضرور اختیار کر لیا کر کیونکہ حق میں ایک روشنی ہوتی ہے۔ ابوداؤد

۲۵۸۳/۱۱۷۵: سفیان ثوری نے بیان کیا کہ ایک شخص نے بذریعہ خط عمر بن عبد العزیز سے تقدیر کا حال پوچھا تو انھوں نے جواب میں لکھا کہ بعد حمد و صلوٰۃ کے معلوم ہو کہ میں تجکو اللہ سے ڈرنے اور اس کے احکام پر چلنے اور اس کے نبی کی سنت پر عمل کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ اور جو باتیں بدعتی لوگوں نے ایجاد کر دی ہیں اور اُن کو چھوڑنے کی۔ بدعتی لوگوں نے یہ باتیں اس وقت ایجاد کی ہیں جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی سنت اور طریقہ جاری ہو چکا تھا اور انھیں بدعت ایجاد کرنیکی کوئی مجبوری نہ تھی (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ بالکل صاف اور کھلا ہوا موجود تھا) لہذا تجھ پر سنت پر عمل کرنا لازم ہے کیونکہ سنت پر عمل کرنے سے تو گمراہی سے محفوظ رہیگا۔ اللہ کے حکم سے۔ پھر یہ بھی سمجھ لے کہ جس قدر بدعتیں نکالی گئی ہیں اُن میں سے کوئی بھی ایسی نہیں ہے جس کے باطل ہونیکی دلیل نہ گزر چکی ہو۔ یا اس کے دیکھنے سے عبرت نہ ہوتی ہو۔ کیونکہ سنت کو اُس شخص (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم) نے جاری کیا تھا جو یہ بھی جانتا تھا کہ اُس کے خلاف عمل کرنے میں کیا کیا خطائیں غلطیاں اور لغزشیں اور حماقتیں اور فکریں ہونگی۔ اِس لئے تجھے وہی طریقہ اختیار کرنا چاہیے جو پچھلے لوگوں نے اختیار کیا تھا وہ علم دین کو خوب جانتے تھے۔ اور جس کام سے انھوں نے منع کیا اُسے خوب سوچکر منع کیا اور وہ لوگ ہم سے زیادہ مطلب سمجھنے پر قادر تھے۔ اور اُن میں فضیلتیں تھیں اُن کی وجہ سے وہ زیادہ بہتر تھے۔ جس طریقہ پر تم ہو اگر یہی ہدایت ہو تو پھر تو تم اُن سے آگے بڑھ گئے۔ اگر تم یہ کہو کہ جن لوگوں نے نئی باتیں ایجاد کیں ہیں وہ اگلے لوگوں کی راہ پر نہیں چلے بلکہ اُن سے

نفرت رکھی۔ تب بھی ہم تو یہی کہیں گے کہ اگلے لوگ ہی بہتر تھے۔ اور وہی آگے بڑھے ہوئے تھے۔ غرضیکہ انھوں نے بیان کر دیا وہ کافی ہے۔ اور بہت مناسب ہے اُن سے آگے یا پیچھے اور کوئی جگہ نہیں ہے جن لوگوں نے کمی کی انھوں نے ظلم کیا۔ اور جن لوگوں نے زیادتی کی انھوں نے تعصب اور بے جا طرفداری کی۔ اگلے لوگ بیچ بیچ میں سیدھے راستہ پر تھے۔ تم نے تقدیر کا حال پوچھا ہے خدا کا شکر ہے کہ تم نے یہ سوال ایسے شخص سے کیا جو اُسے خوب جانتا ہے۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ لوگوں نے جتنی بھی نئی باتیں نکالیں یا ایجاد کی ہیں اُن سب کے بارے میں تقدیر کا بیان شرع میں خوب مضبوط اور کھلا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ جاہلیت کے زمانہ میں بھی لوگ اپنے کلام میں تقدیر کا ذکر کیا کرتے تھے۔ اور اپنے شعروں میں تقدیر سے اپنی مصیبت دفع کرتے تھے۔ پھر اسلام نے اس خیال کی اور مضبوطی کر دی۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دو حدیثوں میں نہیں بلکہ بہت سی حدیثوں میں تقدیر کا بیان فرمایا ہے اور مسلمانوں نے آپ سے

سنا اور اس کو حضور کی حیات میں اور وفات کے بعد اس پر یقین رکھتے ہوئے بیان کیا۔ اور مان لیا کہ کوئی شئے ایسی نہیں ہے جو اللہ کے علم میں یا اس کی کتاب میں لکھی ہوئی نہ ہو یا اس کے بارے میں اللہ کی طرف سے تقدیر نہ کی جا چکی ہو۔ باوجود اس کے تقدیر کا ذکر اللہ تعالیٰ کی جامع اور مضبوط کتاب (قرآن) میں موجود ہے اسی سے ـــــ اگلے لوگوں نے تقدیر کا مسئلہ سیکھا اور حاصل کیا ہے۔ اگر تم کہو کہ پھر اللہ نے یہ آیت کیوں نازل کی (اور اتاری) (یعنی وہ آیتیں جو بظاہر تقدیر کے خلاف معلوم ہوتی ہیں) تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان آیتوں کو تو اگلے لوگوں نے بھی پڑھا تھا اور وہ ان کا مطلب اور تاویل جانتے تھے جس سے تم ناواقف ہو۔ باوجود اس کے وہ لوگ اللہ کی کتاب اور تقدیر کے قائل رہے کہ جو تقدیر میں ہے وہ ہوگا اور جو اللہ چاہے وہ ہوگا اور جو نہ چاہے گا وہ نہ ہوگا (اور جو وہ چاہتا ہے وہ تقدیر میں بھی ضرور ہوتا ہے اللہ کے چاہنے اور ارادہ پر ہی تقدیر مرتب ہوتی ہے خود بخود مرتب نہیں ہوتی ہے) ہم اپنی جانوں کو نفع یا نقصان پہونچانے کا پورا اختیار نہیں رکھتے ہیں۔ اور اس اعتقاد کے ساتھ ساتھ پھر بھی

اگلے لوگ اچھے کاموں کو کرتے اور برے کاموں سے ڈرتے رہے۔ ابوداؤد۔

۲۵۸۳/۱۱۷۷ :۔ نافع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ملک شام میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ایک دوست تھا جس کی ابن عمرؓ سے خط و کتابت رہتی تھی۔ ایک بار ابن عمرؓ نے اس کو لکھا کہ میں نے سنا ہے کہ تو نے تقدیر کے مسئلہ میں گفتگو شروع کردی ہے۔ اب تو مجھ سے خط و کتابت نہ کرنا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو تقدیر کو جھٹلائیں گے ابوداؤد۔ توضیح :۔ مطلب تقدیر کو جھٹلانے کا یہ ہے کہ کہا جائے کہ تقدیر کوئی چیز نہیں ہے تمام کام تدبیر سے درست ہو جاتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ابن عمرؓ نے اس احتیاط سے خط و کتابت بند کی ہو کہ شاید وہ ان لوگوں میں سے ہو جو تقدیر کا انکار کرتے ہیں۔ یا اس وجہ سے بند کی ہو کہ وہ ان سے ایسی خط و کتابت نہ کرسکے۔

۲۵۸۴/۱۱۷۷ :۔ خالد بن حذاء نے بیان کیا کہ میں نے حسن سے پوچھا کہ اے ابوسعید یہ تو بتاؤ کہ آدم علیہ السلام آسمان کے لئے پیدا کئے گئے تھے یا زمین کے لئے۔ تو انھوں نے کہا کہ زمین کے لئے۔ کہا کہ اگر وہ درخت

میں سے نہ کھاتے اور گناہ سے بچے رہتے تو کیا ہوتا۔ تو جواب دیا کہ وہ ضرور کھاتے اُن کو اس کے سوا چارہ کار نہ تھا کیونکہ تقدیر میں یہی لکھا تھا، اُنھوں نے پوچھا اِس آیت کا کیا مطلب ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ نے شیاطین سے فرمایا کہ تم کسیکو گمراہ نہیں کرسکتے مگر اُسی کو جو جہنّم میں جلنے والا ہے۔ جواب دیا کہ بیشک شاطین اپنی گمراہی میں کسیکو پھانس نہیں سکتے سوائے اُس آدمی کے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے جہنّم بنایا ہو۔

(حدیث کی اطاعت لازمی)

۲۵۸۵/۱۱۷۸ :- ابو رافع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تم میں سے کسیکو ایسا نہ پاؤں کہ وہ اپنے چھپر کھٹ پر تکیہ لگائے۔ پڑا ہو اور اس کو میرا کوئی حکم پہونچے جس میں کسی چیز کے کرنے یا اُس سے باز رہنے کا حکم ہو۔ اور وہ یوں کہنے لگے کہ میں کچھ نہیں جانتا میں تو جو چیز اللہ کی کتاب میں پاؤں گا بس اُسی کی پیروی کرونگا ابو داؤد۔ توضیح :- معلوم یہ ہوتا ہے کہ حضورؐ کے ارشاد کا مقصد یہ تھا کہ عیش و آرام میں اور غفلت میں پڑکر ایسا حال نہ ہو جائے کہ لوگ حدیث کے ذریعہ سے بیان کئے احکام پر عمل کرنا چھوڑ دیں اور صرف قرآنی احکام کو کافی سمجھ لیں۔ حالانکہ

قرآنی احکام کی تمام تفصیلات حدیث ہی سے معلوم ہوسکتی ہیں۔ قرآن شریف میں اجمال کے ساتھ احکام بیان ہوئے ہیں۔ مثلاً نماز کا حکم قرآن میں ہے لیکن کس طرح پڑھی جاتی ہے اُس کے اوقات کیا ہیں اُس کی تفصیل قرآن میں نہیں ہے بلکہ حدیث سے معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ بات کہ کس وقت کتنی رکعتیں فرض ہیں یہ بھی حدیث ہی سے معلوم ہوسکتی ہے۔ اسی طرح وضو کا حکم قرآن میں موجود ہے لیکن اُس کی یہ تفصیل کہ وہ کن کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے قرآن میں نہیں ہے حدیث سے معلوم ہوتی ہے۔ اِسی طرح زکوٰۃ حج روزہ وغیرہ تمام احکام کی یہی صورت ہے اِس لئے حدیث کے احکام کو نہ ماننے والا قرآن کے احکام پر عمل کرنے سے بالکل عاجز رہیگا۔

$\frac{۲۵۸۶}{۱۱۸۰}$:۔ سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں میں سے بڑا گنہگار وہ ہے جس نے ایسی بات پوچھی جو پہلے حرام نہ تھی اور اُس کے پوچھنے کے سبب سے حرام ہوگئی۔ ابوداؤد۔ توضیح :۔ بعض لوگ تو ضرورت پیش آنے پر مسائل دریافت کیا کرتے تھے اور بعض لوگ محض شوقیہ مسائل پوچھا کرتے تھے

اور اس میں خطرہ تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ چیز حرام ہو جائے جو اب تک حرام نہ تھی۔ اِس حدیث سے یہ نصیحت بھی نکلتی ہے کہ اب بھی علماء سے ایسے مسائل دریافت نہ کرنا چاہیں جن کی ضرورت پیش نہ آئے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ علماء احتیاطاً کسی امر کو ممنوع بیان کر دیں۔ اور وہ چیز ممنوع سمجھی جانے لگے۔ حالانکہ ایسا ہو سکتا ہے کہ جب حقیقتاً اُس مسئلہ کی حاجت پیش آئے اس وقت اُس احتیاط کا لحاظ ضروری نہ رہے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ بلا ضرورت شوقیہ مسائل پوچھتے رہنا مفید ہونے کے بجائے نقصان دِہ ہو جاتا ہے۔

(فضیلت ذی النورین)

$\frac{۲۵۸۷}{۱۱۸۰}$:- ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کہا کرتے تھے کہ ہم ابو بکر رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے اُن کے بعد پھر عمر رضی اللہ عنہ کے برابر پھر عثمان رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہ سمجھتے تھے۔ پھر بقیہ اصحاب کو یکساں کہا کرتے۔ ابو داؤد۔ توضیح :- اس حدیث میں علی رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں آیا ہے حالانکہ خلفاء راشدین میں سے وہ بھی ہیں اور عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد تمام صحابہ سے وہ افضل ہیں اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ اِس حدیث میں اُن صحابہ کو بتلایا گیا ہو

جو اہل بیت میں سے نہیں ہیں، ور افضلیت رکھتے ہیں۔ اور علی رضی اللہ عنہ اہل بیت میں سے ہیں جن کی فضیلتیں حدیث میں جداگانہ آئی ہیں وہ اس تحت میں نہ تھے،

۲۵۸۸/۱۱۸۱ :۔ محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون آدمی سب سے بہتر ہے کہا کہ ابو بکرؓ میں نے پوچھا پھر کون تو کہا عمرؓ پھر میں نے اس خیال سے سوال کا طرز بدلا کہیں عثمان رضی اللہ عنہ کو افضل نہ بتلا دیں اور اسی طرح کہا کہ عمر کے بعد پھر آپ افضل ہیں تو کہا کہ میں تو اسی طرح کا ایک مسلمان ہوں جیسے سب ہیں ابو داؤد۔ توضیح :۔ علی رضی اللہ عنہ کا ایسا فرمانا انکسار کے طور پر تھا جیسا کہ بزرگوں کا عمل ہے کہ وہ اپنے کو بڑا نہیں سمجھا کرتے ہیں۔ اور حضرت علیؓ کا رتبہ بہت بلند ہونا ثابت ہے۔

۲۵۸۹/۱۱۸۱۰ :۔ سفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ خلیفہ پانچ ہیں ابو بکر۔ عمر۔ اور عثمان۔ علی اور عمر بن عبدالعزیز، ابو داؤد۔

توضیح :۔ اس حدیث شریف میں جو پانچ خلفا بیان ہیں انکی خصوصیت یہ ہے کہ یہ نہایت عادل اور نہایت پابند شرع تھے۔ ان کے بعد جو خلیفہ ہوئے ہیں اُن لوگوں میں انکی طرح عدل

۲۵۹۰/۱۱۸۱ :- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص
نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا
کہ میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک ابر کا ٹکڑا ہے جس میں
سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے۔ لوگ ہاتھ پھیلائے اُس گھی
اور شہد کو لیتے جا رہے ہیں۔ کسی نے بہت سا لیا اور کسی نے
تھوڑا لیا۔ اور دیکھا کہ آسمان سے زمین کی طرف ایک رسّی
لٹکی ہوئی ہے۔ اور یا رسول اللہ آپ اُس رسّی کو پکڑ کر
اوپر چلے گئے۔ پھر ایک اور شخص نے اُس رسّی کو پکڑا اور
وہ بھی اوپر چلا گیا۔ پھر ایک اور شخص نے
اُس رسّی کو پکڑا تو وہ رسّی ٹوٹ گئی
لیکن پھر جڑ گئی اور وہ بھی اوپر چلا گیا۔ اُس خواب کو سُن کر
ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر
فدا ہوں مجھے اُس خواب کی تعبیر بیان کرنے دیجئے۔ آپ نے
فرمایا اچھا تم ہی اس کی تعبیر بیان کرو۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے
کہا کہ وہ ابر کا ٹکڑا تو دین اسلام ہے۔ اور شہد اور گھی سے
مراد قرآن ہے۔ جس میں نرمی اور شیرینی ہے۔ اور جس نے
بہت بہت گھی اور شہد لیا اُس نے بہت بہت قرآن حاصل کیا

اور آسمان سے لٹکی ہوئی رسّی پیغام حق ہے جس کو یا رسول اللہ آپ لیکر آئے ہیں۔ پھر اللہ آپ کو اٹھا لیگا اور دوسرا شخص اُس پیغام کو پہونچانے (اور خلافت) کا کام سنبھالیگا وہ بھی اُٹھ جائیگا پھر تیسرا شخص اُس کو سنبھالیگا وہ بھی اُٹھ جائے گا پھر چوتھا شخص اُس کو لیگا لیکن وہ ٹوٹ جانے کے قریب ہو جائے گا (یعنی خلافت چھوڑ دینے کے قریب ہو جائے گا چنانچہ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ صورت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں پیش آئی تھی) لیکن وہ بگڑے ہوئے حالات قدرے درست ہو جائیں گے یہاں تک کہ وہ چوتھا آدمی بھی اٹھا لیا جائیگا۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ میں نے ٹھیک تعبیر کہی یا غلط تو آپ نے فرمایا کہ تعبیر کا بعض حصّہ تو ٹھیک ہے بعض میں خطا ہوگئی ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خدا کی قسم یا رسول اللہ جو کچھ میں نے غلط کہا ہو اُسے بتلا دیجئے آپ نے کچھ بتلایا نہیں صرف یہ فرمایا کہ قسم مت کھاؤ۔ ابو داؤد۔

توضیح:- آپ نے غلطی بتلائی نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا حکم نہ تھا۔ دوسری مصلحت یہ بھی تھی کہ اگر آپ تفصیلات بتلا دیتے

تو اس میں آپ کے بعد خلافتوں کی بھی تصریح ہو جاتی حالانکہ
خلافت کا معاملہ اہم تھا اور آپ اس کو پسند نہیں فرماتے تھے
کہ کسی کو نامزد فرمائیں بلکہ مسلمانوں کے انتخاب پر اس کو
موقوف رکھا تھا۔ البتہ ایسے اشارات وقتاً فوقتاً فرما دیئے
تھے جس سے سب کو معلوم ہو گیا تھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ
کو تمام صحابہ پر فضیلت حاصل ہے۔ اور اگر آپ کسی کو خلافت
کے لئے نامزد فرما دیتے اور بعد وفات آپ کے اور کسی کو
خلیفہ بنا لیا جاتا اور حضور کا حکم نہ مانا جاتا تو ایسی صورت میں
لوگ گنہگار ہوتے۔ اور حکم نہ دینے میں مسلمانوں کے لئے گنجائش

۲۵۹۱/۱۱۸۸ :۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دن
نبی صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر چڑھے تھے آپ کے ساتھ
ابو بکر۔ عمر۔ عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ پہاڑ لرزنے لگا تو آپ نے
اس پر پیر مارتے ہوئے فرمایا کہ ٹھہرا رہ اے احد تیرے اوپر
ایک تو نبی ہے (یعنی خود حضور) اور ایک صدیق ہے (یعنی
ابو بکر) اور دو شہید ہیں (یعنی عمر اور عثمان) ابو داؤد۔

توضیح :۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا لقب صدیق تھا۔ اس لئے بجائے نام کے
لقب ارشاد فرمایا تھا اور عمر و عثمان رضی اللہ عنہما کی شہادت کی پیشینگوئی

Reg. No. N. 912.

رجسٹرڈ نمبر این ۹۱۲

جنوری ۱۹۴۳ء سے یہ رسالہ ہر ماہ انگریزی کی ۱۲ تاریخ کو شائع ہوتا ہے!

بلغوا عني ولو آية

جلد ۹ — نمبر ۹

میرا تھوڑا سا کلام بھی شائع کردو

آسمان حدیث یا انمول موتی

قسط ۱۰۵

ماہ ستمبر ۱۹۵۱ء مطابق ذی الحجہ ۱۳۷۰ ہجری

مترجمہ

جناب مولانا مولوی حافظ محمد شعیب صاحب (حنفی)، رکن مجلس العلماء بھوپال

مدیر مسئول حاجی محمد خاں منشی فاضل

ترسیل زر و خط و کتابت کا پتہ

حاجی محمد خاں مہتمم رسالہ آسمان حدیث ابراہیم پورہ۔ بھوپال

متفرق پچیس رسالے ایک روپیہ ❖ متفرق پچاس رسالے (عہ) علاوہ محصول ڈاک

دستی مقامی ۸ر سالانہ (۱۲ر) معہ محصول ڈاک

(معاونین کے لئے دس عدد روپئے)

(وسط ہند کا سب سے زیادہ چھپنے والا مذہبی رسالہ)

کیا آپ خط کا جواب فوراً چاہتے ہیں! تو جوابی خط لکھو!

چندہ ختم ہوتے ہی فوراً روانہ کردو، ورنہ وی پی وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہے!

(اختر حسین نے علوی برقی پریس بھوپال میں چھاپا)

آسان فقہ تیار ہے ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نمبر جلد ۱۵ مجلد عہ
حجم ۱۹۶ صفحات ۔ الحدیث ۔ علاوہ محصول ڈاک

بعض ناظرین کو شکایت ہے کہ ہماری تحریر تہذیب سے گری ہوتی ہے، جو ناظرین رسالہ کے واسطے تکلیف دہ ہے ۔ اوّل تو ایسا نہیں ہے اور اگر کسی صاحب کے نزدیک کوئی تحریر ناگوار خاطر ہے تو وہ یقین کریں کہ ہمارا منشا کسی کو ناراض کرنا نہیں ہے ۔ مثلاً ہم چند باتیں کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں اور اب پھر لکھتے ہیں ۔ آپ فرمایئے کہ اس کو کس طرح لکھیں ۔

۱۔ جو خط جوابی نہ ہوگا اس کا جواب نہیں دیا جائیگا ۔

۲۔ جس خط پر خریداری نمبر نہ ہوگا اس کا جواب جب خریداری نمبر ملیگا تب دیا جائے گا ۔

۳۔ چندہ ختم ہونے کی اطلاع تین ماہ تک دیجاتی ہے اور کوئی جواب نہ آئے تو نام کاٹ دیا جاتا ہے ۔ اس میں کسی کی تخصیص نہیں ہے ۔

۴۔ رسالہ اور آسان حدیث کی مجلدوں کی خریداری کے علاوہ دوسری غیر متعلق باتوں کا جواب نہیں دیا جائیگا ۔ ایک صاحب لکھتے ہیں مرسلہ نقش عقیق پر کندہ کرا کر روانہ کر دیں ۔ قیمت خرید ی جائے گی ۔ اور مزہ یہ ہے کہ خط جوابی بھی نہیں ۔ دوسرے صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ آسان حدیث کا سائز ٹھیک نہیں ۔ اس سے بڑا سائز ہو ۔ یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ چھپائی خراب ہے ۔ اس کو بہتر ہو ۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ ہمارے خیال میں یہ سائز بہت موزوں ہے سفر ۔ حضر میں آسانی سے رکھا جا سکتا ہے ۔ خط ۸۰ فیصدی کتابوں سے اچھا ہے اور اس سے اچھا ممکن نہیں ۔

۵۔ اکثر صاحب منی آرڈر روانہ کرتے ہیں مگر نام کے دستخط ایسے ہوتے ہیں جو پڑھے نہیں جاتے ۔ یا پتہ ہی درج نہیں ہوتا ۔ اب تعمیل کیسے ہو ۔

۶۔ پانچ ۔ چھ ماہ بعد تبدیلی پتہ کی اطلاع دیتے ہیں اور گذشتہ مہینوں کے پرچے طلب فرماتے ہیں حالانکہ ادارہ ہر پرچہ وقت مقررہ پر سابقہ پتہ پر روانہ کر چکا ہے ۔ اب مکرر بلا قیمت کیسے دے ۔ اگر ان امور کا اظہار ناواجب ہے تو ہم مجبور ہیں ۔ اور ہمارے پاس بجز سکوت اور کوئی جواب نہیں اور یہ بات بداخلاقی پر محمول نہیں کی جا سکتی ۔

خادم حدیث :- حاجی محمد خاں
ابراہیم پورہ ۔ بھوپال

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۲۵۹۲/۱۱۸۲ :- ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے تو ایک آدمی نے کہا میں نے خواب دیکھا ہے کہ آسمان سے ایک ترازو اُتری ہے اس میں آپ اور ابو بکر تولے گئے تو آپ بھاری ہے۔ پھر ابو بکر اور عمر تولے گئے تو ابو بکر بھاری ہے پھر عمر اور عثمان تولے گئے تو عمر بھاری ہے پھر ترازو اُٹھ گئی۔ (راوی نے کہا کہ اس خواب سے ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر ناراضی پائی) ابو داؤد

توضیح :- ناراضی کی وجہ غالباً یہ ہو کہ اس خواب سے خلافت کا راز ظاہر ہو رہا تھا نیز پورا خواب بھی نہ تھا جس سے علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا نمبر واضح ہو جاتا۔ نیز ابو بکرہ سے اسی خواب کی ایک دوسری روایت بھی ہے اُس میں چہرہ مبارک پر کراہیت یا ناگواری کا ذکر نہیں ہے۔

۲۵۹۳/۱۱۸۴ :- عبدالرحمٰن بن سلمان نے بیان کیا کہ عجم کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ چڑھائی کر کے آئیگا اور سب شہروں پر قبضہ کریگا۔ لیکن دمشق پر قبضہ نہ کر سکے گا۔ ابو داؤد۔

فتن ۲۵۹۴/۱۱۸۹ :- اقرع رضی اللہ عنہ نے جو کہ عمر رضی اللہ عنہ کے مؤذن تھے۔ بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے نصارٰی کے ایک پادری کو بلانے بھیجا میں اُسے بلا لایا عمر رضی اللہ عنہ نے اُس سے پوچھا کہ میرا بھی کچھ حال تو اپنی کتاب میں پاتا ہے۔ کہا ہاں۔ اُنھوں نے پوچھا کیا حال پاتا ہے تو کہا کہ تم کو قرن پاتا ہوں۔ عمر رضی اللہ عنہ اُس پر درہ اُٹھاتے ہوئے۔ بولے کہ قرن کیا ہے اُس نے کہا کہ قرن کے معنی امانت دار مضبوط اور سخت کے ہیں۔ پھر عمرؓ نے کہا کہ میرے بعد جو خلیفہ ہوگا اُس کا کیا حال ہے تو کہا کہ وہ خلیفہ نیک ہوگا مگر اپنی قرابت کا خیال زیادہ رکھیگا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ عثمان پر رحم کرے تین بار کہا۔ پھر پوچھا کہ جو خلیفہ اس کے بعد ہوگا اس کا کیا حال ہے تو کہا کہ وہ تو لوہے کا میل ہوگا (یعنی رات دن جنگ میں مصروف رہیگا) حضرت عمرؓ نے کہا کہ اے گندے بد بو دار یہ کیا کہہ رہا ہے۔ اُس نے کہا کہ اے امیر المومنین وہ خلیفہ نیک ہوگا مگر جس وقت وہ خلیفہ بنے گا اس وقت تلواریں چل رہی ہوں گی اور خون بہہ رہا ہوگا۔ (یعنی فتنہ کے زمانہ میں اُس خلیفہ کی خلافت ہوگی۔) ابو داؤد ج۲

فتن ۲۵۹۵/۱۱۹۲ :- عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری میں شدت تھی اس وقت میں بھی مزاج پرسی کو آپ کی خدمت میں گیا تھا اور بھی چند مسلمان وہاں تھے۔ اتنے میں بلال رضی اللہ عنہ آپ کو نماز کے لئے بلانے آئے۔ آپ نے فرمایا کہ کسی اور شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دو کہ وہ نماز پڑھا دے۔ میں وہاں سے باہر آیا تو عمر رضی اللہ عنہ تھے اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود نہ تھے۔ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نماز پڑھا دو۔ جب انھوں نے نماز پڑھانے کے لئے تکبیر کہی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی آواز پہونچی کیونکہ عمر رضی اللہ عنہ بلند آواز آدمی تھے۔ آپ نے فرمایا اللہ اس کا انکار کرتا ہے اور مسلمان بھی انکار کرتے ہیں ابوبکر کہاں ہیں یہ بات آپ نے ۲ دو بار فرمایا (مطلب یہ تھا کہ اللہ اور مسلمان اس سے انکار کرتے ہیں کہ جب ابوبکر موجود ہوں تو اور کوئی امامت کرے) پھر آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلوایا تو جب وہ آئے تو عمر رضی اللہ عنہ اس نماز کو پڑھا چکے تھے لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہی نماز جسے عمر رضی اللہ عنہ پڑھا چکے تھے پھر پڑھائی۔ ابوداؤد۔

توضیح:۔ اس حدیث شریف سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا

اِشارہ بہت واضح ہو رہا ہے۔

(فتنوں سے دوری)

۲۵۹۶/۱۱۹۴:۔ ثعلبہ بن ضبیعہ نے بیان کیا کہ ہم لوگ حذیفہ بن یمان سے ملنے گئے تو انھوں نے کہا کہ میں ایک ایسے آدمی کو جانتا ہوں جس کو فتنوں سے کچھ بھی نقصان نہیں پہونچیگا۔ پھر جب ہم اُن کے پاس سے واپس ہوئے تو ہم کو ایک خیمہ لگا ہوا نظر آیا ہم اُس میں داخل ہوئے تو وہاں محمد بن مسلمہ تھے ہم نے اُن سے خیمہ میں رہنے کا سبب پوچھا تو کہا کہ جب تک شہر میں فتنہ فساد رہے۔ میں نہیں چاہتا کہ تمہارے شہر کی کوئی جگہ میرے سکونت کے کام میں آئے۔ ابو داؤد :

توضیح :۔ اس حدیث میں نصیحت ہے کہ فتنہ فساد کے زمانہ میں فتنہ والے لوگوں سے دور رہنا اور گوشہ اختیار کرلینا بہتر ہے۔

(ایمان، شرم اور حیا کی فضیلت)

۲۵۹۷/۱۱۹۵:۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایمان کی ستّر سے زیادہ شاخیں ہیں اور ان میں سب سے افضل لا اِلٰہ اِلّا اللہ کا کلمہ ہے اور سب سے کم یہ ہے کہ راستہ میں پڑی ہوئی ہڈی کو ہٹا دے اور شرم و حیاء بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔ ابو داؤد :

توضیح :۔ کلمہ مندرجہ حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ کے سوا

اور کوئی عبادت کئے جانے کے لائق نہیں ہے۔ اور راستہ سے ہڈی ہٹانے کی غرض یہ ہے کہ اللہ کے کسی بندہ کو اس کو تکلیف نہ پہونچے اسی طرح راستہ میں سے کانٹا۔ پتھر وغیرہ ہٹانے کا بھی حال ہے۔ اس حدیث شریف سے یہ نصیحت حاصل ہوتی ہے کہ کامل ایمان والا بننے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ لوگوں کو ناحق تکلیف پہونچنے سے بچایا جائے۔

۲۵۹۸/۱۱۹۰ :۔ زہری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آیتہ قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰکِنْ قُوْلُوْا اَسْلَمْنَا کا ہمارے نزدیک یہ مطلب یہ ہے کہ اسلام زبان سے کلمہ پڑھ لینے کا نام ہے اور ایمان نیک کاموں پر عمل کرنا ہے۔ ابوداؤد۔

(ایمان و اسلام کا فرق)

توضیح :۔ آیتہ مندرجہ بالا کا ترجمہ یہ ہے کہ اے نبی تو ان دیہاتی لوگوں سے (جو یہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان والے ہوگئے) یہ کہدے کہ تم ایمان والے نہیں ہوئے ہو تو تم صرف یہ کہہ سکتے ہو کہ ہم مسلمان ہوگئے ہیں (کیونکہ تم نیک کاموں پر عمل نہیں کرتے ہو صرف اسلام کا کلمہ تم نے پڑھ لیا ہے) زہری رضی اللہ عنہ نے آیت شریف کی جو تفسیر بیان کی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو مسلمان نماز روزہ، ادائے زکوٰۃ و حج

کے پابند نہیں ہیں اور نیک کام نہیں کرتے ہیں وہ صرف مسلمان ہیں ایمان والے نہیں ہیں۔آج کل زمانہ میں بہت زیادہ تعداد ایسے ہی مسلمانوں کی ہے جو نیک کام نہیں کرتے ہیں اور نہ نماز روزہ وغیرہ کی پابندی کرتے ہیں۔اس تفسیر کی بناء پر وہ لوگ اہل ایمان میں شمار نہیں کئے جاسکتے ہیں اور اس حدیث سے بالکل ثابت ہے کہ ایمان کے لئے نیک عمل کرنا بالکل لازمی چیز ہے ؎

(ایمان میں اعمال کا شمار)

۲۵۹۹/۱۱۹۷ :۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب عبدالقیس کے بھیجے ہوئے لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔تو آپ نے اُن کو ایمان لانے کی دعوت دی اور فرمایا کہ یہ بھی جانتے ہو کہ ایمان ہے کیا؟ انھوں نے کہا کہ اُس کو تو اللہ اور اُس کا رسول ہی خوب جانتا ہے تو فرمایا کہ (ایمان یہ ہے کہ) اس بات پر گواہی دینا کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور محمد اُس کے پیغام پہونچانے والے ہیں۔اور نماز پر قائم رہنا اور زکوٰۃ دیتے رہنا اور رمضان کے روزوں کو ادا کرنا۔اور غنیمت کے مال میں سے پانچواں حصّہ دینا۔ابوداؤد۔ **توضیح** :۔اِس حدیث شریف سے بھی

یہی ثابت ہو رہا ہے کہ نیک اعمال کا انجام دینا بھی ایمان میں داخل ہے جو کوئی نیک اعمال نہ کرے گا تو اُس کے ایمان میں نقص رہیگا اور آخرت میں اُس پر سخت پکڑ ہوگی۔

$\frac{2600}{1199}$:- علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم لوگ ایک جنازہ میں موجود تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُس میں شریک تھے۔ اور بقیع غرقد (یعنی اُس قبرستان میں گئے تھے جس میں ایک کانٹے دار درخت ہے) آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی جس کی نوک کو آپ زمین پر مارتے جا رہے تھے۔ پھر آپ نے اپنا سر اونچا اُٹھاتے ہوئے فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی شخص بھی پیدا ہوا ہے اللہ نے یقیناً اُس کا ٹھکانا جنت یا دوزخ میں ضرور لکھ دیا ہے۔ اور یہ بھی لکھ دیا ہے کہ وہ بدبخت ہوگا یا نیک بخت۔ یہ سُنکر حاضرین میں کے ایک آدمی نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا ہم اپنی لکھی ہوئی تقدیر پر بھروسہ رکھیں اور عمل کرنا چھوڑ دیں۔ جو نیک ہوگا وہ نیکی کی طرف خود جائیگا اور جو بد ہوگا وہ یقیناً بدی کی طرف جائیگا آپ نے فرمایا عمل کرو کیونکہ توفیق تو ہر ایک کو دی ہی جائیگی نیک کام کرنے والے کو نیک کام کی اور بد کام کرنیوالے کو بد کام کی

پھر آپ نے سورہ وَاللَّیْل کی آیت فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی آخر تک
پڑھی (جس کا مطلب یہی ہے جو حدیث کا مضمون ہے)
ابو داؤد۔ توضیح :۔ حدیث شریف کے مضمون سے بظاہر
اِس سوال کا جواب صاف طور پر نہیں معلوم ہوتا ہے کہ
جو آدمی دوزخی یا جنتی تقدیر میں لکھا جا چکا ہے وہ یقیناً انجام
کار ویسا ہی ہوگا اِس لئے عمل کی دوڑ دھوپ کی پھر کیا ضرورت
ہے۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو جواب معلوم ہو جاتا ہے اسلئے
کہ نبی علیہ السلام نے قرآن شریف کی آیت پڑھ کر قرآنی
ہدایت بتلادی کہ عمل کی کوشش ضرور کرنی چاہئے۔ دوسری
بات یہ ہے کہ قرآن شریف میں وعدہ یہ ہے کہ جو کوئی
کوشش کرے گا اُس کو آسانی بہم پہونچائی جائے گی یعنی جو
کوشش نہیں کرے گا اُسے آسانی بہم نہیں پہونچائی جائیگی
اور ظاہر ہے کہ آسانی حاصل ہونا بھی تو ایک فائدے ہی کی
چیز ہے۔ مثلاً اندھیرے میں راستہ چلنے والیکو روشنی بتلادینا
یا تنگ راستہ میں کیکو فراخی کا موقع دیدینا یہ آسانیاں
ہی ہیں اگر حاصل نہ ہوں تو دشواری رہیگی ورنہ سہولت ہوگی
لہذا باوجود تقدیر میں لکھے ہوئے ہونیکے عمل کرنا ہی مفید ہو۔

تیسری بات یہ ہے کہ تقدیر کا لکھا ہؤا سوائے خدا کے اور کسیکو معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن اعمال کی کوشش سے نوشتہ تقدیر کی علامات کا کچھ اندازہ اور امید و توقع کا راستہ نظر آنے لگتا ہے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ کوشش کا بھی ثواب ہوتا ہے۔ مثلاً کسی نے راستہ میں پڑا ہوا پتھر اس نیت سے ہٹا دیا کہ کسی کو ٹھوکر نہ لگے۔ تو یہ کوشش موجب ثواب ہوگی۔ اور اگر کسی کو ٹھوکر سے کوئی پتھر بلا کوشش اتفاقاً راستہ سے ہٹ گیا تو یہ شخص ثواب کا مستحق نہ ہوگا۔ حالانکہ تقدیر میں راستہ صاف ہونا تھا اور وہ ہوکر رہا لیکن کوشش کرنے والا اور نہ کرنے والا باعتبار حصول ثواب کے یکساں نہیں رہتے ہیں۔ علاوہ ازیں نیک کام کا ثواب چونکہ جب ہی ملتا ہے کہ اس کو ثواب کی نیت سے کیا جائے اور اسی نیت کی وجہ سے استحقاق پیدا ہوتا ہے اس لیے سبب استحقاق یعنی عمل کی کوشش لازمی ہو جاتی ہے۔ دنیا کا نظام بھی چونکہ اسی طرح چل رہا ہے اس لیے بھی انسان کو اپنا رویہ اسی نظام کے مطابق رکھنا ضروری ہے۔ مثلاً ایک مقدمہ میں دو فریق ہوتے ہیں۔ اور اس مقدمہ کا

جو کچھ فیصلہ آخر کار ہوگا وہ خدا کے علم اور تقدیر میں درج ہوتا ہے کہ کس کے موافق ہوگا۔ لیکن دونوں فریق اس بھروسہ پر خاموش نہیں بیٹھے رہتے کہ جو مقدر میں ہوگا وہی ہوگا پیروی کی ضرورت نہیں ہے بلکہ پیروی پھر بھی کرتے ہیں آخر کیوں کرتے ہیں یہ اسی نظام کا تقاضا ہے۔ اور اسی وجہ سے ہر آدمی کو نیک اعمال کی کوشش کرنا چاہئے کیونکہ جس طرح شریک مقدمہ۔ مقدمہ کے انجام سے بے خبر ہوتا ہے اور کامیابی کی کوشش کرتا ہے اسی طرح ہر انسان اپنے انجام آخرت سے بے خبر ہوتا ہے اس لئے اس کو بھی کوشش اور نیک اعمال کے لئے دوڑ دھوپ کرنی چاہئے

$\frac{۲۶۰۱}{۱۲۱۴}$:۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا کر دیا تو جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ جنت کو دیکھ کر آؤ۔ چنانچہ وہ گئے اور واپس آکر عرض کیا کہ اے پروردگار تیری عزت کی قسم جو بھی اس کو سنیگا (یعنی جنت کے حالات اور وہاں کے عیش و عشرت کے سامان کا ذکر سنئے گا) وہ اس میں داخل ہی ہونا چاہیگا۔ پھر جنت کو اللہ تعالیٰ نے

(ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

ایسے ایسے کاموں سے ڈھانک دیا جن کے کرنے میں نفس پر مشقت ہوتی ہے۔ اور پھر فرمایا کہ اے جبرئیل اب پھر جنّت اور اُن چیزوں کو دیکھ کر آؤ جن سے اُسے ڈھانک دیا گیا ہے۔ (یعنی نماز روزہ۔زکوٰۃ وغیرہ کی ادائی) چنانچہ جبرئیل علیہ السّلام گئے اور واپس آکر عرض کیا کہ اے پروردگار تیری عزّت کی قسم اب تو میں ڈرتا ہوں کہ کوئی بھی اُس میں داخل نہ ہو سکے گا (کیونکہ جن نیک کاموں پر عمل کرنے کی صورت میں جنّت میں داخلہ ہو سکتا ہے اُن پر لوگوں کو عمل کرنے میں بہت دشواری معلوم ہوگی) پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو پیدا کیا تو اس کے دیکھنے کا بھی جبرئیل علیہ السّلام کو حکم دیا جب وہ دیکھ کر واپس آئے تو عرض کیا کہ اے پروردگار تیری عزّت کی قسم جو بھی دوزخ کا حال سُن پائیگا (یعنی وہاں کی تکالیف اور عذاب کا حال سُنیگا) وہ ہرگز وہاں نہ داخل ہوگا۔ (یعنی دوزخ سے بچنے کی کوشش کریگا) پھر اللہ تعالےٰ نے دوزخ کو نفسانی خواہشات (یعنی نماز نہ پڑھنا روزہ نہ رکھنا دوسروں کا مال داب کھانا وغیرہ) سے

ڈھانک دیا اور فرمایا کہ جبرئیل دوزخ کو پھر دیکھو انھوں نے
دیکھ کر عرض کیا کہ اے پروردگار تیری عزت کی قسم اب تو
میں خیال کرتا ہوں کہ کوئی بھی دوزخ میں داخل ہوئے بغیر
باقی نہ رہیگا (کیونکہ جو جو چیزیں نفس کو مرغوب اور پسند ہیں
اُن کو ترک کرنے پر دوزخ سے محفوظ رہنا موقوف ہے اور
مرغوب چیزیں چھوڑنا اور ترک کرنا کوئی بھی پسند نہ کرے گا
اِس لئے سب ہی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے) ابوداؤد۔

(مومن کی تعریف اور قبر کا سوال و جواب)

۲۶۰۲/۱۲۱۶ :- براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے قرآن شریف کی آیت یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا
آخر تک کے بارے میں فرمایا تھا کہ اِس سے مراد وہ قول ہے
جو کسی مسلمان کا بعد موت کے قبر میں سوال کے وقت ہوتا ہے
کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی عبادت
کے قابل نہیں ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے
بھیجے ہوئے ہیں۔ ابوداؤد۔ توضیح :- آیت مندرجہ حدیث
کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو پکی بات کے ساتھ
دنیا اور آخرت میں مضبوط کر دیتا ہے۔ یعنی جس کلمہ کو وہ دنیا
میں سچی عقیدت کے ساتھ پڑھتے ہیں اُسی پر آخرت میں بھی قائم

رہیں گے یعنی قبر میں جب اُس سے سوال ہوگا کہ تمہارا پروردگار
کون ہے اور محمدؐ کون ہیں تو اُس وقت بھی وہ اُسی کلمہ کو پڑھ کر بتائیگا:

۲۶۰۳ / ۱۲۲۵ :۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کا مال ناحق لیا جانے
لگے اور وہ مال لینے والے سے (اپنا مال بچانے کی غرض سے)
لڑے اور اُس میں وہ قتل کر دیا جائے تو وہ شہید ہے ابوداؤد:

۲۶۰۴ / ۱۲۲۵ :۔ سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنا مال بچانے میں قتل
کیا جائے وہ شہید ہے۔ اور جو اپنے بال بچوں کی یا اپنی جان
بچانے یا اپنا دین بچانے میں مارا جائے۔ وہ بھی شہید ہے۔ ابوداؤد

۲۶۰۵ / ۱۲۲۶ :۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نیک چلنی اور خوش
خصلتی اور میانہ روی نبوت کے پچیس ٹکڑوں میں سے
ایک ٹکڑا ہے۔ ابو داؤد۔ توضیح :۔ میانہ روی یہ ہے کہ
ہر کام میں اوسط درجہ کا طریقہ اختیار کیا جائے نہ اسراف کیا جائے نہ فضول
خرچی نہ بخیلی اور کنجوسی۔ اسی طرح نہ تو جلدی اور اضطرابی کرے
اور نہ سستی و کاہلی کرے اسی طرح ہر کام میں تہذیب اختیار کرنا۔

بہ چھچھورے پن سے دور رہنا اس کو وقار کہتے ہیں۔

(جھگڑا اور جھوٹ چھوڑنے کی اور خوش اخلاقی)

۲۶۰۶/۱۲۳۰ :- ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو آدمی حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا کرنے سے دست بردار ہو کر اسے چھوڑ دے تو اس کے لئے جنت کے کنارے ایک گھر ہونے کا میں ذمہ دار ہوں اور جو آدمی جھوٹ بولنا ہنسی مذاق تک میں چھوڑ دے۔ اس کے لئے وسط جنت میں ایک گھر ہونے کا بھی میں ذمہ دار ہوں۔ اور جو آدمی خوش خلقی اختیار کرے اس کے لئے جنت کے بلند مقام میں ایک گھر ہونے کا میں ذمہ دار ہوں۔ ابوداؤد

(نرمی کرنا)

۲۶۰۷/۱۲۳۲ :- جریر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو آدمی نرمی کرنے سے محروم ہے وہ تمام بھلائیوں سے محروم ہے۔ ابوداؤد۔

(آداب مجلس- اخلاق)

۲۶۰۸/۱۲۳۴ :- جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم لوگوں کا یہ معمول تھا کہ جب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتے تھے (اور وہاں لوگ بیٹھے ہوتے تھے) تو ہم وہیں بیٹھ جاتے تھے جہاں تک لوگ بیٹھ چکے ہوتے تھے۔ (یعنی لوگوں کے درمیان میں گھس گھسا کر آگے جانے کی کوشش نہیں کرتے تھے اور ایسا کرنے کو خلاف تہذیب سمجھتے تھے۔

ابوداؤد

رجسٹرڈ نمبر این ۹۱۲
Reg. No. N. 912

جنوری سنہ ۱۹۴۳ء سے یہ رسالہ ہر ماہ انگریزی کی ۱۲ تاریخ کو شائع ہوتا ہے!

(بلغوا عنی ولو آیۃ)

میرا تھوڑا سا کلام بھی شائع کردو

جلد ۹ نمبر ۱۰

آسان حدیث

قسط ۱۰۶

ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۵۱ء مطابق محرم الحرام سنہ ۱۳۷۱ ہجری

مترجمہ

جناب مولانا مولوی حافظ محمد شعیب صاحب (حنفی) رکن مجلس العلماء بھوپال

مدیر مسئول حاجی محمد خاں منشی فاضل

ترسیل زر و خط و کتابت کا پتہ

حاجی محمد خاں مہتمم رسالہ آسان حدیث ابراہیم پورہ بھوپال

متفرق پچیس رسالے ایک روپیہ ٭ متفرق پچاس رسالے (عہ) علاوہ محصول ڈاک

دستی مقامی (عہ) ٭ سالانہ (۱۲) مع محصول ڈاک

(معاونین کے لئے دس عدد روپے)

(وسط ہند کا سب سے زیادہ چھپنے والا مذہبی رسالہ)

٭ اختر حسین زیدی علوی برقی پریس بھوپال میں چھاپا ٭

-: آسان فقہ حصہ اوّل :-

حمد و صلوٰۃ کے بعد معلوم ہو کہ آسان فقہ کا پہلا حصہ جو مارچ ۱۹۵۱ء میں چھپا تھا وہ صرف تین ماہ میں نکل گیا اور دوسرا ایڈیشن اس کتاب کا اب ستمبر ۱۹۵۱ء میں طبع ہوا ہے اور نکل رہا ہے اس کے صفحے ۱۹۲ اور قیمت غیر مجلد کی ۱۵ر اور مجلد کی ۲ہ ہے۔ یہ آسان فقہ کا دوسرا حصہ نہیں ہے۔ یہ اسی پہلے حصہ کا ترمیم شدہ بعد اضافہ کے دوسرا ایڈیشن ہے۔ ناظرین یہ غلط فہمی رفع فرمائیں۔ آسان فقہ کا دوسرا حصہ انشاء اللہ جنوری ۵۲ء سے ماہوار رسالوں کی شکل میں نکلیگا۔ کیونکہ ہم نے جو احادیث نبوی کا اردو ترجمہ ۱۹۴۳ء شروع کیا تھا وہ خدا کا شکر ہے کہ ۹ سال کی محنت کے ۳۱ر دسمبر ۱۹۵۱ء میں ختم ہو جائیگا ان نو سالوں میں ہم مشکوٰۃ شریف۔ مسند امام احمد رحمۃ اللہ (۷ جلدیں) صحیح بخاری۔ صحیح مسلم اور سنن ابو داؤد کی منتخبہ احادیث کا ترجمہ کر کے شائع کر چکے اور اب دوسری حدیث کی کتابوں کا ترجمہ نہیں کیا جاویگا۔ کیونکہ ان میں وہی احادیث ہیں جو ان کتابوں میں ترجمہ ہو چکیں چونکہ آسان فقہ کے پہلے حصے کو ناظرین نے بہت ہی پسند فرمایا ہے۔ اس واسطے اسی سلسلہ کا "دوسرا حصہ" جنوری ۵۲ء سے شروع کیا جاویگا اور ہمیں خدا کی ذات سے قوی امید ہے کہ یہ دوسرا حصہ پہلے حصے سے زیادہ پسند کیا جاویگا

اور مقبول ہوگا۔ ناظرین ہر مہینہ کا رسالہ بہت احتیاط سے رکھیں
کیونکہ ایک سال کے بعد اُنکے پاس آسان فقہ حصہ دوم کا پورا مجلد تیار موجود
ہوگا۔ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارے ارادوں میں کامیاب کرے اور
ہماری مدد کرے۔ جو صاحب سادے۔ سفید کاغذ پر جو ایک طرف
سے سادہ ہو ۲۵ پتے اپنے شہر یا اپنے احباب کے خواندہ اصحاب
کے لکھ کر اور نہ ٹکٹ لگا کر روانہ کریں گے ان کو ایک سال تک
رسالہ آسان حدیث ہدیۃً پیش کیا جا دیگا۔ اور جو صاحب ۷۵ پتے
لکھ کر روانہ کریں گے تو علاوہ رسالہ آسان حدیث کے آسان قدسی
جلد اوّل۔ اپنے پاس سے خرچ ڈاک دیکر کر ہدیۃً ارسال ہو گی
مگر پتے سادے کاغذ پر اس طرح لکھو اور خط صاف ہو۔ اس کاغذ
میں بجز پتوں کے اور کچھ نہ لکھو ورنہ بیرنگ ہو جائے گا:۔

جناب محمد مظہر الدین خانصاحب۔ اکونٹنٹ۔ دفتر ریجنل کول کنٹرول کوئٹہ بلوچستان Quetta Baluchistan	جناب بابو محمد ابراہیم خانصاحب۔ مالک ابراہیمی پریس ٹھٹائی کمپونڈ۔ بندر روڈ کراچی Karachi	جناب یوسٹ ماسٹر صاحب۔ کھدرو۔ سندھ ضلع نوابشاہ Khidro
جناب گل محمد صاحب۔ تاجر تمباکو پریڈ۔ کانپور۔ Kanpur	جناب جنات احمد خانصاحب۔ رام بیلا چوک۔ ایڈورڈس بلڈنگ مکان نمبر ۲۵۳ بی ۲ ایس ۳۔ منٹگمری پاکستان	حاجی محمد خانصاحب منشی فاضل مہتمم رسالہ آسان حدیث ابراہیم پورہ بھوپال Bhopal
اسیطرح اور پتے بھی	اسی طرح اور پتے	اسی طرح اور پتے بھی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

۲۶۰۹/۱۲۳۲ :۔ سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمام کاموں میں عجلت اور جلدی نہ کرنا بہتر ہے مگر آخرت کے کاموں میں (بہتر نہیں ہے) ابوداؤد

توضیح :۔ مطلب یہ ہے کہ دین کے کاموں میں دیر کرنا مناسب نہیں ہے۔ اور دنیا کے کاموں میں سوچنے سمجھنے غور اور مشورہ کے لئے تاخیر کرنا بہتر ہے۔ کیونکہ دنیا کے کاموں کا نفع نقصان تجربہ کار لوگوں سے معلوم کر لینا ضروری ہے اگر عجلت کی جائے گی تو نقصان کا خطرہ رہیگا اور دین کے کام یعنی نیک کاموں میں مشورہ کی حاجت نہیں ہے اس لئے اس میں تاخیر کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ تاخیر میں نقصان کا خطرہ ہے کہ اگر کوئی رکاوٹ پیش آگئی تو وہ نیک کام رہجاتا ہے۔

۲۶۱۰/۱۲۳۵ :۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہ تھا کہ جب آپ کسی عہدہ پر بھیجتے تھے تو یہ ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ کہ لوگوں کو خوش رکھنا بد دل نہ کرنا اور لوگوں کے لئے آسانیاں مہیا کرنا ان کو دشواریوں میں مبتلا نہ کرنا۔

توضیح :- مطلب یہ ہے کہ محکوم اور ماتحت لوگوں کیساتھ ایمانداری کے ساتھ منصفانہ برتاؤ کیا جائے تاکہ وہ خوش رہیں۔ اور اُن کے ساتھ لاپرواہی و ناانصافی نہ کی جائے جس سے وہ بددل ہو جائیں۔ اور جو احکام جاری کئے جائیں اُن میں لوگوں کی سہولت اور آسانیوں کا لحاظ رکھا جائے۔

$\frac{۲۶۱۱}{۱۲۴۱}$:- عمرو بن فغواء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں ابوسفیان کے پاس کچھ مال بھیجنا تھا تاکہ وہ قریش کے لوگوں میں تقسیم کر دیں۔ اُس وقت مکہ فتح ہو چکا تھا۔ اس کام کے لئے آپ نے مجھے بُلا کر فرمایا کہ ایک آدمی اپنے ساتھ اور رفاقت کے لئے تلاش کر لو۔ اتنے میں میرے پاس عمرو بن اُمیّہ آئے اور کہنے لگے کہ میں نے سُنا ہے تمھیں باہر جانے کے لئے کسی ساتھی اور رفیق کی تلاش ہے میں نے کہا کہ ہاں تو کہا کہ میں تمھاری رفاقت کے لئے تیار ہوں۔ اس کے بعد میں نے جا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے ایک ساتھی مل گیا ہے۔ آپ نے پوچھا کہ کون شخص ہے میں نے عرض کیا کہ عمرو بن اُمیّہ تو فرمایا کہ جب تم اُس کی قوم والوں کے شہر میں سے گذرے تو ہوشیار رہنا

دکہیں اپنے وطن والوں سے سازش کرکے تجھ کو لوٹ نہ لے)
کیونکہ کہا کہ قول ہے کہ اپنے سگے بھائی سے بھی بے خوف نہ
رہنا چاہیئے۔ (یعنی سفر میں کسی پر بھروسہ نہ کرنا چاہیئے
نہ معلوم کب کس کی نیت خراب ہو جائے) عمرو بن فغوار
کہتے ہیں کہ پھر ہم دونوں روانہ ہوگئے یہاں تک کہ جب
مقام ابواء پر پہونچے تو میرے رفیق عمرو بن امیہ نے کہا کہ مجھے
اپنے آدمیوں سے مقام ودان میں کچھ کام ہے۔ تم یہاں
ٹھہر جاؤ میں آتا ہوں۔ میں نے کہا اچھا دیکھو راستہ نہ بھولنا
جب وہ چلا گیا تو اب مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت یاد
آئی تو میں فوراً اپنے اونٹ پر سوار ہو کر بہت تیز رفتاری سے
روانہ ہوگیا۔ اور میں اصافر پہاڑ تک پہونچا تھا کہ کیا دیکھتا
ہوں کہ عمرو بن امیہ اپنی قوم کے چند آدمیوں کو لئے مجھے
مزاحمت کرنے کو آرہا ہے میں نے اونٹ کو اور تیز ہانک
دیا تھا یہاں تک کہ میں بہت آگے نکل گیا جب وہ مایوس
ہوگیا تو واپس چلا گیا اور پھر مجھ سے ملا تو کہنے لگا کہ مجھے
اپنے یہاں کے آدمیوں سے کچھ کام تھا اس وجہ سے میں
چلا گیا تھا۔ میں نے کہا کہ ہاں ہوگا۔ خیر ہم نے مکہ میں پہونچکر

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا مال ابو سفیان کے سپرد کر دیا۔

(غیبت اور مسلمانوں کی بے عزتی)

۲۶۱۲/۱۲۴۴ :- سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب زیادتیوں سے زیادہ یہ ہے کہ کسی مسلمان کی عزت پر ناحق دست درازی کی جائے۔ ابو داؤد۔ توضیح :- حدیث میں اربی الربا کے الفاظ آئے ہیں جن کا ترجمہ سب سے زیادہ زیادتی کے لئے گئے ہیں لیکن ربا کے معنی سود بیاج کے ہیں اور اربی کے معنی بہت زیادہ سود کے ہیں۔ لفظ ربا کی ساتھ مماثلت سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس طرح سود لینا حرام ہے اور جس طرح سود ایک ایسی منفعت ہے جس کو وصول کرنے کا حق نہیں ہے۔ اسی نوعیت میں مسلمان کی عزت بھی ہے کہ اس کو ناحق لینا یا برباد کرنا جائز نہیں ہے

(مسلمان کی غیبت اور بے عزتی)

۲۶۱۳/۱۲۴۴ :- ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے وہ لوگو جو زبان سے ایمان لا چکے اور ان کے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا مسلمانوں کو غیبت نہ کیا کرو اور ان کی عزتوں کے پیچھے نہ پڑو۔ جو کوئی ان کی عزت کے پیچھے پڑ گیا۔ اللہ اس کی عزت

کے پیچھے پڑ گیا اور جس کی عزت کے پیچھے اللہ پڑ جائیگا تو اسکو اسی کے گھر میں رسوا کر دے گا (باہر نہ نکلے جب بھی) ابوداؤد

۲۶۱۴/۱۲۴۶ :- معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اگر تو لوگوں کے پوشیدہ اعمال کے پیچھے لگا رہیگا تو انکو بگاڑ دیگا یا بگاڑنے کے قریب ہوگا۔ یہ سب وہ کلمہ جو معاویہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔ ابوداؤد

توضیح :- اعمال کے پیچھے لگنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے عیبوں کی ٹوہ اور تلاش میں پڑ جانا۔ اور بگاڑ دینے سے یہ مطلب ہے کہ جب تک خطاکار یہ سمجھتا ہے کہ اس کا عیب کسی کو معلوم نہیں ہے تو وہ چھپ کر اس عیب کو کرتا ہے اور جب اس کا عیب ظاہر یا مشہور ہو جاتا ہے تو پھر وہ اس کام کو کھلم کھلا کرنے لگتا ہے اور اسکی شرم و حیا ختم ہو جاتی ہے

۲۶۱۵/۱۲۴۶ :- زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس کے متعلق لوگ کہا کرتے تھے کہ اس کی داڑھی سے شراب ٹپکتی تھی۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم کو ٹوہ لگانے کی ممانعت ہے لیکن اگر کوئی بات کھل جائے تو ہم اس پر مواخذہ اور گرفت کریں گے۔

(پڑوسی کو مجرم نہ بنانا)

٢٦١٦/١٢٤٦ :- دخین جو کہ عقبہ بن عامر کے منشی تھے کہتے ہیں کہ ہمارے پڑوس کے کچھ لوگ شراب پیا کرتے تھے میں نے اُن کو منع کیا مگر وہ باز نہ آئے۔ میں نے عقبہ سے یہ واقعہ بیان کیا اور کہا کہ اب میں اُن کے واسطے کوتوال کو بلاؤں گا۔ عقبہ نے کہا نہیں جانے دو۔ میں نے پھر عقبہ سے کہا کہ میری ہمسایوں نے شراب پینا نہیں چھوڑی میں نے منع بھی کیا وہ باز نہیں آئے۔ اب میں کوتوال کو اطلاع کردوں گا۔ عقبہ نے کہا تیری خرابی ہو چپ رہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ اس کے بعد وہی حدیث بیان کی جو اوپر گذری ہے اور ایک روایت میں ہے کہ عقبہ نے کہا کہ کوتوال کو اطلاع نہ کر البتہ اُن کو نصیحت کر اور ڈرا۔ ابوداؤد۔

توضیح :- اس روایت میں یہ نصیحت ہے کہ مجرم کو حاکم کے روبرو لیجانے سے بہتر یہ ہے کہ اُس کو نصیحت کرے۔ اور حکومت کے ساتھ بہترین تعاون یہی ہے کہ مجرموں کو ارتکاب جُرم سے ہی باز رکھا جائے۔ اگر مجرم کو سزا دلانے میں کوشش کی جائے اور مجرم جُرم سے باز نہ آئے تو اُس سے جرائم کا دروازہ بند نہ ہوگا۔

۲۶۱۷/۱۲۴۷ :۔ سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت سے صحابی بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بُرا کہا اور تکلیف دی ابو بکر رض خاموش رہے۔ اُس نے پھر ایذا دی پھر بھی ابو بکر رض چُپ رہے۔ اُس نے پھر چھیڑا تو اب ابو بکر رضی اللہ عنہ (سے ضبط نہ ہوا اُنھوں) نے بھی اُسے جواب دیا اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے اُٹھ کر کھڑے ہوگئے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا آپ مجھ سے ناراض ہوگئے۔ آپ نے فرمایا کہ آسمان سے ایک فرشتہ اُترا ہوا تھا (جو تم لوگوں کو نظر نہ آیا) وہ فرشتہ اُس کو جھٹلا رہا تھا جو تجھ کو بُرا کہہ رہا تھا اور جب تو نے جواب دینا شروع کیا تو شیطان (بیچ میں) آپڑا۔ اور جب شیطان درمیان میں آگیا تو اب میرا بیٹھنا مناسب نہیں۔ ابوداؤد۔

(بچنے کا بیان)

۲۶۱۸/۱۲۴۹ :۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم اپنے لئے سختیاں نہ اختیار کیا کرو۔ ورنہ وہ سختیاں تم پر لازم ہی ہو جائیں گی۔ کیونکہ ایسا ہو چکا ہے کہ ایک قوم نے اپنی جانوں پر سختی کی تھی تو اللہ نے بھی اُن پر

(بذات خود نفس پر سختی کرنے کی ممانعت)

سختی کر دی۔ اُن ہی میں سے بچے بچائے وہ لوگ ہیں جو گرجوں
اور گھروں میں اب بھی ہیں۔ (وہ سختی) درویشی اور ترکِ دنیا
اور اس چیز کو انھوں نے خود ہی اپنے لئے تجویز کر لیا تھا حالانکہ
اللہ نے اس کا حکم نہ دیا تھا ابو امامہ کہتے ہیں کہ دوسرے
دن صبح کو میں انس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا وہ اپنی سواری
پر کہیں جا رہے تھے مجھ سے کہا تم ہمارے ساتھ قدرتی مناظر
دیکھنے اور عبرت حاصل کرنے کے لئے کیوں نہیں چلتے
تو میں بھی اُن کے ساتھ ہو گیا۔ چنانچہ روانگی کے بعد ہمارا
گذر ایسے مکانات پر ہوا جن کے رہنے والے موت کی نظر
ہو کر ختم ہو چکے تھے۔ چھتیں گر کر مکانات کھنڈر ہو چکے تھے
انس رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ کیا تم ان گھروں کو پہچانتے ہو
پھر خود ہی کہنے لگے میں ان گھروں کو اور گھر والوں کو جانتا
ہوں یہ اُن لوگوں کے گھر ہیں جن کو شر اور فساد نے ہلاک
کیا تھا۔ یقیناً حسد ہی وہ چیز ہے جو نیکیوں کے نور کو بجھا
دیتا ہے۔ اور شر و خود پسندی سے حسد کی سچائی یا جھوٹائی
ہو جاتی ہے۔ اور زنا تو آنکھ اور ہتھیلی۔ اور پاؤں۔ اور جسم
اور زبان سب ہی کی جانب سے ہوتا ہے لیکن شرمگاہ

ہی وہ چیز ہے جو ان سب زناؤں کو سچ ثابت کر دے یا جھوٹ۔ ابوداؤد۔

توضیح:۔ حدیث مندرجہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ اپنے نفس پر بلا ضرورت سختیاں کرنا شرعًا اچھا نہیں ہے۔ جیسا کہ بعض فقیر لوگ کوئی تکلیف وہ بات اس قسم کی اختیار کر لیتے ہیں کہ مثلًا کانٹوں پر لیٹا کرتے ہیں۔ یا دھوپ میں بیٹھے رہتے ہیں۔ یا ایک ہاتھ یا پیر اونچا رکھتے ہیں یا سر نیچے اور پیر اوپر کر کے دیر تک کھڑے رہتے ہیں۔ یا اناج کھانا چھوڑ کر گھاس اور پتوں سے اپنا پیٹ بھرتے ہیں۔ یا گھر بار بیوی بچے چھوڑ کر دنیا سے کنارہ کش ہو کر پہاڑوں میں رہنے لگتے ہیں۔ یا شادی نہ کرنیکا عہد کر لیتے ہیں۔ یہ سب چیزیں ایسی ہیں کہ اللہ نے کسی کو ایسا حکم نہیں دیا ہے کہ وہ ایسا کرے۔ بلکہ اسلام نے ہر قسم کی آسائش سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دیدی ہے۔ ہر شخص شادی بیاہ اور سیر و تفریح رشتہ داروں سے میل جول اچھا کھانا پینا رہنا اختیار کر سکتا ہے۔ البتہ ان سب چیزوں میں کچھ شرائط عائد کر دیئے گئے ہیں انکی پابندی لازمی ہے۔ کہ مثلًا کسی پر

ظلم زیادتی نہ ہو۔ دھوکا دغا جھوٹ ناجائز دل آزاری فضول خرچی کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ ناجائز چیزوں کا ارتکاب شراب نوشی زنا۔ ناجائز خواہشوں کی تکمیل نہ ہو۔ اللہ کی عبادت میں اور اُس کے احکام کی تعمیل میں کوتاہی نہ ہو تو
حسد کرنے والا اگر آگے قدم بڑھا کر کسی شر کا ارتکاب کر بیٹھے گا تو اب وہ حسد پایۂ ثبوت کو پہونچ جائے گا۔ اور اگر باز رہیگا تو وہ حسد بے ثبوت ہوکر نیکیوں کی روشنی کو نہ ہٹا سکے گا اِسی طرح بدنیتی سے عورت کو دیکھنا چھونا وغیرہ زنا کے لوازمات میں سے ہیں لیکن اگر اسکے بعد شرمگاہ کو بھی استعمال کر لیا گیا تو اب زنا مکمل ہوجائیگا اور اگر اس سے باز رہیگا تو وہ لوازمات جھوٹے ہوکر رہ جائیں گے۔ اور آدمی گناہ کی اصل گندگی سے بچ جائیگا۔

۲۶۱۹/۱۲۵۲ :۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر پیر اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں (تاکہ لوگوں کی مغفرت کی جائے) پھر ان دونوں دنوں میں ہر اس اللہ کے بندہ کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو اللہ کے ساتھ

(مسلم۔ باب النہی عن الشحناء)

شریک نہ کرتا ہو سوائے اُس شخص کے جو اپنے بھائی کیساتھ بغض رکھتا ہو۔ اُن دونوں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کو رہنے دو۔ تا وقتیکہ ان دونوں میں باہم صُلح ہو جائے۔ ابوداؤد :

توضیح :- ابوداؤد نے کہا کہ اِس قسم کی حدیثوں میں وہ میل جول ترک کرنا۔ داخل نہیں ہے جو اللہ کے لئے ہو۔ کیونکہ اُس میں کوئی حرج نہیں ہے چنانچہ عمر بن عبدالعزیز نے اپنا مونہہ ایک ایسے شخص سے چھپالیا تھا جس سے انہیں جھگڑا فساد کرنا منظور نہ تھا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی بعض بیبیوں سے میل جول ترک فرمایا تھا اور عبداللہ بن عمر نے تو اپنی ایک بیٹی کو بھی چھوڑ دیا تھا اور میمون بن مہران نے کہا ہے کہ احمق آدمی کو بھی چھوڑ دینا سب سے بہتر علاج ہے۔ (کیونکہ اُس سے بحث مباحثہ اور معاملہ کی صفائی بہت مشکل ہے)

(زنانہ کی سزا) $\frac{۲۶۲۰}{۱۲۵۵}$:- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک زنانہ کو لایا گیا اُس کے ہاتھوں اور پیروں میں مہندی رچی ہوئی تھی۔ آپ نے پوچھا اِس کا

کیا حال ہے۔ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ عورت
بنتا ہے۔ آپ نے اُس کو اخراج کرنے کا حکم دیا چنانچہ
اس کا نقیع کی طرف اخراج کیا گیا۔ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ
اُس کو مار ہی کیوں نہ ڈالیں فرمایا نمازیوں کو مارنے کی
مجھے ممانعت ہے۔ ابو داؤد۔ توضیح :۔ نقیع بھی مدینہ کی
ایک جانب ہے۔ جو مقام بقیع کے علاوہ ہے۔

(زنانوں کی مذمت) (گڑیاں کھیلنا)

۲۶۲۱/۱۲۵۵ :۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے زنانہ مردوں پر اور مردانی عورتوں پر
لعنت کی ہے۔ اور فرمایا کہ زنانوں کو اپنے گھروں سے نکالدو۔

۲۶۲۲/۱۲۵۵ :۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں گڑیوں
سے کھیلا کرتی تھی۔ کبھی ایسا ہو جاتا تھا کہ میری سہیلیاں
بیٹھی ہوتیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آتے
تو وہ بھاگ جاتی تھیں پھر جب آپ تشریف لیجاتے تو
پھر آجاتی تھیں۔ ابو داؤد۔

توضیح :۔ اس حدیث شریف سے لڑکیوں کے گڑیاں کھیلنے
کی اگرچہ اجازت پائی جاتی ہے لیکن حدیث میں یہ صراحت
نہیں ہے کہ گڑیاں کیسی ہوتی تھیں لیکن جب کہ انسان

کی طرح مورتیاں بنانا منع ہے تو اس سے لازم آتا ہے
کہ وہ گڑیاں مورتوں کی طرح نہ ہوتی ہوں گی۔

۲۶۲۳/۱۲۵۷ :- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے
ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جو سچے تھے
لوگ ان کو سچا جانتے تھے۔ اس حجرہ میں رہتے تھے۔ آپ
فرماتے کہ رحمت (شفقت اور مہربانی کی خصلت) نہیں
چھینی جاتی مگر بدبخت سے۔ ابو داؤد۔

توضیح :- اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جس انسان
میں شفقت اور مہربانی اور نرمی کی عادت ہو وہ خوش
نصیب انسان ہے اور جس میں یہ عادتیں نہ ہوں سمجھ لینا
چاہیئے کہ وہ بدبخت انسان ہے۔

۲۶۲۴/۱۲۶۸ :- زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ جب کوئی آدمی اپنے بھائی سے (کسی بات کا) وعدہ
کرے اور نیت یہی ہو کہ وہ اس وعدہ کو پورا کریگا لیکن (کسی مجبوری
کی وجہ سے) وہ اس وعدہ کو پورا نہ کر سکے تو اس پر گناہ نہیں ہے۔ ابو داؤد

توضیح :- بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ منافق کی علامت یہ بھی ہے کہ وہ وعدہ
کرے لیکن پورا نہ کرے لیکن اس حدیث سے اس حدیث کی یہ توضیح ہو جاتی ہے

رجسٹرڈ نمبر این ۹۱۲
Reg-No-N-912
جنوری ۱۹۴۳ء سے یہ رسالہ ہر ماہ انگریزی کی ۱۲ تاریخ کو شائع ہوتا ہے!

بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً

جلد ۹ نمبر ۱۱

میرا تھوڑا سا کام بھی شائع کردو

آسان حدیث یا انمول موتی

قسط ۱۰۷

ماہ نومبر ۱۹۵۱ء مطابق صفر المظفر ۱۳۷۱ ہجری

مترجمہ
جناب مولانا مولوی حافظ محمد شعیب صاحب (حنفی) رکن مجلس العلماء بھوپال
مدیر مسئول حاجی محمد خاں منشی فاضل

ترسیل زر و خط و کتابت کا پتہ
حاجی محمد خاں مہتمم رسالہ آسان حدیث ابراہیم پورہ بھوپال
متفرق پچیس رسالے ایک روپیہ متفرق پچاس رسالے (دو) علاوہ محصول ڈاک
دستی مقامی (ایک) سالانہ (۱۲) مع محصول ڈاک
(معاونین کے لئے دس عدد روپے)
(وسط ہند کا سب سے زیادہ چھپنے والا مذہبی رسالہ)
اختر حسین نے علوی برقی پریس بھوپال میں چھاپا

٭ ایک غلطی ٭

اکتوبر ۱۹۵۱ء کے رسالہ میں جو حدیثوں کے معاوضہ میں رسالہ اور کتاب روانہ کرنے کی بابت میں لکھا تھا اُس کی یا تو ناظرین نے صحیح تعمیل کرنے کا خیال ہی نہیں کیا یا لاپرواہی کی میرا یہ منشا تھا کہ سادہ کاغذ پر بین السطور چھوڑ کر پتے لکھے جاویں تاکہ بیچ میں سے کاٹ کر دہی پتے چار رسالوں پر چسپاں کرا دوں۔ اور دوبارہ نقل سے بچوں۔ مگر کسی صاحب نے کارڈ ہی گھسیٹ دیا۔ کسی نے لائن وار نمبر ڈالکر لکھنا شروع کر دیا۔ کسی نے اس قدر قریب لکھا کہ اگر ایک پتہ کاٹوں تو دوسرا نیچے والا خود بخود کٹ جاتا ہے۔ کسی صاحب نے دونوں طرف پتے لکھدیئے اب اگر رسالہ جاری نہیں کرتا تو بدمعاملہ ثابت ہوتا ہوں اب جس قدر پتہ وصول ہو گئے اُن کے نام تو رسالہ جاری کر دوں گا۔

آئندہ اگر پتہ میری ہدایت کے مطابق نہیں ہوا تو معاوضہ میں رسالہ یا کتاب روانہ نہیں کرونگا۔ اور یہ رعایت صرف نومبر ۱۹۵۱ء تک ہے اس کے بعد نہیں ناظرین غور سے پڑھیں۔ اور یہ بھی کہ جو خط بیرنگ ہوگا وہ واپس کر دوں گا۔ پتے پیکٹ بنا کر اس طرح روانہ کرو جس طرح رسالہ آپکو ملتا ہے اور اس پر بک پوسٹ BOOK POST ضرور لکھدو۔ بجز اپنے نام کے اور کچھ نہ لکھو۔ بھوپال سے کوئی صاحب بھوپال والوں کے نام نہ لکھیں۔ کیونکہ بھوپال والے سب اس رسالہ سے واقف ہیں اور میں نقل کی زحمت سے بچوں ٭ خادمِ حدیث۔ حاجی محمد خاں۔ مدیر آسان حدیث ٭

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؁

(وعدہ پورا کرنا) ۲۶۲۵/۱۲۶۸ :- عبد اللہ بن ابو الحماء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک چیز آپ کے نبی ہونے سے قبل خریدی تھی اس کی کچھ قیمت میرے ذمہ باقی رہ گئی تھی میں نے وعدہ کیا تھا کہ میں وہ باقی قیمت یہیں اسی جگہ لیکر آتا ہوں۔ لیکن میں بھول گیا اور تین دن کے بعد یاد آیا۔ تب میں وہاں گیا تو دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہیں موجود ہیں آپ نے فرمایا کہ اے جوان تو نے مجھے تکلیف پہونچائی۔ میں تین روز سے یہاں پر تیرا انتظار کر رہا ہوں۔ ابو داؤد۔

توضیح :- یہ اس زمانہ کا واقعہ ہے جب کہ آپ نبی نہیں ہوئے تھے اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ایفاء وعدہ کی اہمیت آپ کے نزدیک اس وقت بھی قدرتی طور پر موجود تھی۔ اس کے علاوہ اور بھی ایسی صفات ہیں جو انبیاء میں پیدائشی موجود ہوا کرتی ہیں۔ کسی سے سیکھی ہوئی نہیں ہوتی ہیں۔ مثلاً سچ بولنا۔ حلم۔ خوش اخلاقی۔ وعدہ پورا کرنا۔ شجاعت۔ چنانچہ یہ تمام اوصاف نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نبوت سے قبل بھی موجود تھے۔

(مذاق کی بات کرنا)

۲۶۲۶/۱۲۶۹ :- انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ مجھے سواری کا جانور عنایت فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم تجھے اونٹنی کے بچہ پر سوار کر دیں گے۔ وہ کہنے لگا کہ اونٹنی کے بچہ کا میں کیا کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ اونٹ آخر کس کے بچے ہوتے ہیں اونٹنیوں ہی کے تو بچے ہوتے ہیں۔ ابوداؤد۔

توضیح :- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی مذاق کی بات فرما دیا کرتے تھے لیکن مذاق میں بھی جھوٹ بات نہیں فرماتے تھے۔ جیسا کہ اونٹ کے بچہ کی مثال سے معلوم ہو رہا ہے کہ مذاق بھی تھا اور بات بھی سچی تھی کہ پورا اور سواری کے لائق اونٹ بھی آخر کسی اونٹنی سے ہی پیدا ہوتا ہے اور وہ بھی اونٹنی کا بچہ ہی ہوتا ہے۔

(خطیب، مقرر کا گناہ)

۲۶۲۷/۱۲۷۰ :- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی خوش بیانی کی تعلیم اس غرض سے حاصل کرے کہ اس کے ذریعہ سے لوگوں کے دلوں میں (حق بات کے خلاف) انقلاب پیدا کرے۔ تو اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اس کے فرض و نفل (عبادتیں) کچھ بھی قبول نہ کریگا

توضیح :- اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ لوگوں کو حق اور صحیح بات سے ہٹا کر غلط راستہ پر لگا دینا بدترین فعل ہے۔ اور اس قدر بدترین فعل ہے کہ اس کے سبب سے اس کی تمام عبادتیں اور نیک کام بھی ضائع اور برباد ہو جاتے ہیں۔

(ادب، وعظ وتقریر) $\frac{2628}{1271}$:- ابو طیبہ نے کہا کہ عمرو بن العاص نے ایک شخص کے بارے میں کہا تھا، جس نے بڑی طول طویل تقریر کی تھی اگر یہ شخص اپنی تقریر اوسط درجہ پر رکھتا (نہ بہت لمبی کرتا اور نہ مختصر) تو اس کے لئے بہتر ہوتا۔ کیونکہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے اس طرح فرمایا تھا کہ میں مناسب سمجھتا ہوں یا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ کلام کے بارے میں اوسط درجہ اختیار کیا کروں۔ (کام کام کی باتیں بیان کروں۔ فضول باتوں سے کلام کو طویل نہ کروں کیونکہ (سب کاموں میں) بیچ کی چال اور طریقہ بہتر ہوتا ہے۔

(خواب) $\frac{2629}{1273}$:- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب زمانہ (قیامت کے) قریب ہو جائے گا تو مسلمان کا خواب جھوٹا نہ ہوگا۔ اور سب سے زیادہ سچا خواب اسی کا ہوگا جو سب سے زیادہ سچ بولنے والا ہوگا۔

خواب تین طرح کے ہوتے ہیں۔ عمدہ اور بہتر خواب اللہ کی طرف سے ایک خوشخبری ہوتی ہے۔ اور ایک خواب شیطان کی طرف سے ادر رنجدہ ہوتا ہے اور ایک خواب اپنے ہی دلی خیالات کا نتیجہ ہوتا ہے۔ لہذا جب کوئی خواب میں تکلیف یا رنج کی بات دیکھے تو اسے کھڑے ہوکر نماز پڑھ لینا چاہئے اور اس خواب کو کسی سے بیان نہ کرے۔ آپ نے فرمایا کہ اور خواب میں (گلے میں) طوق دیکھا جانا میں برا سمجھتا ہوں اور (پیر میں) بیڑیاں دیکھا جانا پسند کرتا ہوں۔ کیونکہ بیڑیاں پیر میں دیکھے جانے کی تعبیر یہ ہے کہ وہ آدمی اپنے دین میں مضبوط رہیگا۔ ابو داؤد۔

توضیح:۔ اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رنج وغم اور پریشانی دفع کرنے کے لئے نماز پڑھنا بڑی تاثیر رکھتا ہے اسی وجہ سے فرمایا کہ خواب میں تکلیف کی یا رنج کی بات دیکھنے والیکو نماز پڑھنا چاہئے۔

$\frac{2630}{1278}$:۔ علی بن شیبان نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ایسی چھت پر سوئے کہ اس پر کسی قسم کی روک (منڈیر وغیرہ) نہ ہو تو اس کی (حفاظت) کی ذمہ داری ساقط ہو جاتی ہے۔ ابو داؤد۔ **توضیح**:۔ مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ

احتیاطی تدابیر اختیار کرنا بھی ہر انسان کا ذاتی فرض ہے اور جو کوئی احتیاطی تدابیر کو قصداً نظر انداز کر دے۔ تو اس صورت میں ضرر کا ذمہ دار وہ خود ہوگا یعنی اگر اس کو کوئی ضرر پہنچے تو اس ضرر سے بچانے کی ذمہ داری کسی پر عائد نہ ہوگی۔

(آخرت میں جنت ملنے کی دعا)

۲۶۳۱/۱۲۸۷ :۔ ابو سلام نے بیان کیا کہ وہ مقام حمص کی مسجد میں تھے وہاں ایک آدمی کا گذر ہوا جس کے متعلق لوگوں نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم ہے۔ تو ابو سلام نے اس کے پاس جاکر کہا کہ مجھ سے کوئی ایسی حدیث بیان کرو جو خاص تم نے اپنے کانوں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا کسی واسطہ کے سنی ہو تو انھوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص صبح اور شام اس دعا کو پڑھ لیا کرے کہ رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا۔ تو اللہ تعالیٰ ضرور اسکو (جنت میں داخل کرکے) راضی کرے گا۔ ابو داؤد۔ توضیح :۔ دعا مندرجہ حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین حق ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی برحق ہونے پر راضی ہیں۔

(ہر مصیبت اور ہر آفت سے محفوظ رہنے کی دعا)

۲۶۳۲/۱۲۹۰ :۔ عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ

رات کے وقت بارش ہو رہی تھی اور سخت اندھیری چھائی ہوئی تھی ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے کے لئے نکلے تاکہ آپ ہم کو نماز پڑھا دیں۔ یہاں تک کہ ہم نے آپ کو تلاش کر لیا۔ آپ نے مجھ سے کہا کہ کہہ لیکن میں کچھ نہ کہہ سکا آپ نے پھر فرمایا کہ کہہ میں نے پھر بھی کچھ نہیں کہا آپ نے پھر فرمایا کہ کہہ میں نے پوچھا کہ کیا کہوں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ہر شام اور صبح کو پڑھ لینا ہر بلا کے دفع کرنے کو تجھ کو کافی ہے۔ ابو داؤد۔ توضیح:۔ عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھانے کے لئے تلاش کرنا غالباً اس لئے تھا کہ بارش اور سخت اندھیری کی وجہ سے لوگوں پر دہشت طاری تھی اور ہر پریشانی کے لئے نماز پڑھنے سے اللہ تعالیٰ اس پریشانی کو دفع کر دیتا ہے۔ لہٰذا اسی وجہ سے نماز پڑھوانے کی استدعا کی گئی تھی۔ آپ نے بلا اور مصیبت دفع ہونے کی ایک اور ترکیب تعلیم فرمائی کہ ہر صبح اور شام کو قل ہو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ لیا جایا کرے۔ حدیث شریف میں

ان سورتوں کو پڑھنے کی کوئی تعداد نہیں بیان کی گئی ہے اس لئے ایک یا جس قدر مرتبہ پڑھ لی جائیں بہتر ہے۔

(ناگہانی بلاؤں سے حفاظت کی دعا)

۲۶۳۳/۱۲۹۲ :۔ عثمان بن عفانؓ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو کوئی (شام کے وقت) تین بار یہ پڑھ لیا کرے ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ تو صبح تک اس کو کوئی ناگہانی بلا نہیں پہونچ سکتی اور جو کوئی صبح کے وقت اس دعا کو تین بار پڑھ لیگا تو شام تک اس کو کوئی بلائے۔ ناگہانی نہیں پہونچے گی ۔ پھر ابان بن عثمان کو جو کہ اس حدیث کے راوی ہیں مرض فالج کا حادثہ پیش آیا تو جس شخص نے ان سے یہ حدیث سُنی تھی اُنکی طرف دیکھنے لگا۔ (کہ اس دعا کو پڑھنے والا اس مرض ناگہانی میں کیوں مبتلا ہؤا) ابان راوی نے اُس شخص کے تعجب کو محسوس کر لیا اور کہا کہ تجھے کیا دیکھ رہا ہے ۔ میں نے جو حدیث عثمان سے روایت کی ہے اس میں نے عثمان پر کوئی جھوٹ بات نہیں لگائی ہے اور نہ عثمان نے رسول اللہ صلعم پر کوئی جھوٹ بولا ۔ حدیث بہر حال برحق ہے۔ اور یہ فالج کا عارضہ جس دن مجھ کو پیدا ہؤا اس روز میں (کسی)

غصہ میں تھا۔ اور اس دعا کو پڑھنا بھول گیا تھا۔

۲۶۳۴ / ۱۳۰۶ :- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے پڑوسی کی شکایت کی آپ نے فرمایا جاؤ صبر کرو۔ وہ دو تین مرتبہ پھر آیا آپ نے فرمایا اپنا سامان (گھر میں سے نکال کر) راستہ پر ڈال دے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ تو لوگوں نے اس سے وجہ پوچھی تو اس نے لوگوں سے اپنے پڑوسی کے ایذا رسانی کے حالات بیان کئے۔ لوگوں نے اس پڑوسی پر لعنت اور بددعا کرنا شروع کیا کہ اللہ اس کو ایسا ایسا کرے۔ (جب یہ نوبت پہونچی تو گھبرا کر) پڑوسی اس کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ چلو اپنے گھر میں چلو اب میں کوئی ایسی بات نہ کروں گا جو تم کو ناگوار ہو۔ ابو داؤد۔

۲۶۳۵ / ۱۳۰۶ :- عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ میرے دو پڑوسی ہیں (میں ان میں سے ایک پر کچھ احسان وسلوک کرنا چاہتی ہوں) تو پہلے کس پر احسان کروں آپ نے فرمایا کہ جس کا دروازہ قریب ہو۔

توضیح :- اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ پڑوسیوں میں کسی کا حق زیادہ کسی کا کم ہوتا ہے اور جس کا دروازہ سب سے زیادہ نزدیک

حق اس کا ہے پھر اس کے بعد دوسروں کا حق ہوتا ہے۔

(مسلم - ابوداؤد۔ ترمذی) ۲۶۳۶/۱۳۰۸ :- ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمھارے غلاموں لونڈیوں میں سے جو تمھارے مزاج کے موافق ہو (اس کو رکھو اور) اس کو ویسا ہی کھلاؤ پلاؤ جیسا کہ تم خود کھاتے پہنتے ہو اور جو تمھارے مزاج کے ناموافق ہو تو اس کو بیچ دو۔ اللہ کی مخلوق پر عذاب مت کرو۔ ابوداؤد

توضیح :- اس حدیث شریف میں نصیحت ہے کہ لونڈی غلام اور خادموں کے ساتھ مساویانہ اور برابری کا برتاؤ کرنا چاہیئے یہاں تک کہ اگر وہ خلاف مزاج ہو تو اس کی اجازت نہیں کہ اس کو مارپیٹ کی جائے بلکہ اس صورت میں حکم یہ ہے کہ اسے اپنے پاس سے علیٰحدہ کر دیا جائے۔

(بخاری، مسلم، ابوداؤد) ۲۶۳۷/۱۳۲۵ :- ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صبح کو آدمی کے ہر پور دے پر ایک صدقہ ہوتا ہے۔ اپنے ملاقاتی کو سلام کرنا بھی ایک صدقہ ہے۔ اچھی بات کا حکم دینا بھی ایک صدقہ ہے۔ بری بات سے روکنا بھی ایک صدقہ ہے۔ راستہ سے ایذا دالی اور تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا بھی ایک صدقہ ہے۔ (مثلاً کانٹا پتھر، سانپ بچھو وغیرہ سے راستہ صاف کر دینا) اور اپنی بی بی سے ہم بستری بھی ایک صدقہ ہے۔

لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ وہ شخص تو اپنی خواہش کو پورا کرے گا (اس میں نیکی اور صدقہ کی کیا وجہ ہوگی) حالانکہ آپ اُسے بھی صدقہ فرماتے ہیں۔ تو فرمایا کہ اگر وہ اسی کام کو بیجا محل کرتا تو کیا گنہگار نہ ہوتا (یعنی اگر بجائے حلال اور جائز طریقہ کے ناجائز طریقہ سے اپنی خواہش پوری کرتا تو گنہگار ہوتا تو گناہ سے گریز کر کے جائز طریقہ سے خواہش پوری کرنیکا ثواب کیوں نہ ہوگا) اور فرمایا کہ ان سب کی طرف سے دو رکعت چاشت کی نماز پڑھ لینا کافی ہو جاتا ہے (یعنی چاشت کی دو رکعت پڑھ لینا بھی ایک صدقہ اور نیکی ہے اور مندرجہ بالا نیکیوں سے اگر محرومی ہو جائے تو یہ بھی کافی ہے۔ ابو داؤد توضیح:۔ چاشت کا وقت سورج نکلنے کے تقریباً تین گھنٹے بعد سے سورج ڈھلنے سے پہلے پہلے تک ہے ۔ ابو داؤد ختم شد ۔

سوانح حیات امام بخاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ

از مولانا خالد میاں صاحب انصاری بھوپال

الحمد للہ آج ۹ سال کی کوشش اور محنت کے بعد مشکوٰۃ شریف مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ

صحیح بخاری۔ صحیح مسلم اور سنن ابو داؤد کا ترجمہ ۹ جلدوں میں مکمل ہو چکا اور اس رسالہ میں اور دسمبر ۱۹۵۱ء کے رسالہ میں امام بخاری صاحبؒ کی سوانح حیات تبرکاً درج کر کے یہ سلسلہ ختم کیا جاتا ہے۔ اب آئندہ انشاءاللہ جنوری ۱۹۵۲ء سے آسان فقہ حصہ دوم کا سلسلہ ماہوار شروع کیا جائے گا۔ ناظرین ہر مہینہ کا رسالہ احتیاط سے محفوظ رکھیں ایک سال کے بعد مکمل کتاب آپ کے پاس موجود ہوگی۔

٭ ولادت ٭

آپ ۱۳ ر شوال ۱۹۴ھ ہجری بعد نماز جمعہ پیدا ہوئے سے
سکہ کر در یثرب دلبطحا زدند نوبت آخر بہ بخارا زدند۔

محمد نام۔ ابو عبداللہ کنیت۔ امام المحدثین اور امیر المومنین فی الحدیث لقب۔ نسب یہ ہے۔ محمد بن اسمٰعیل بن ابراھیم بن مغیرہ بن بردزبہ بن بذذیہ آخر کے دونوں نام عجمی ہیں۔ علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ نے طبقات کبریٰ میں بذذیہ بردزبہ کے والد کا نام لکھا ہے۔ ورنہ اور لوگوں نے بردزبہ تک ہی نسب بیان کیا ہے ان دونوں کے حالات سے تاریخ بالکل خاموش ہے۔ مغیرہ امام صاحب کے پردادا نے یمان جعفی حاکم بخارا کے ہاتھ پر اسلام

قبول کیا۔ قدیم سے ایک رواج چلا آتا ہے کہ جو شخص جس کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوتا ہے اسی کے قبیلہ سے منسوب ہو جاتا ہے جس کو محدثین نسبتِ "وِلا" کہتے ہیں اس لئے اس نسبت سے آپکا خاندان۔ "جعفی" کے نام سے موسوم ہوا۔

آپ کے والد اسماعیل بڑے محدث تھے۔ امام مالک رحمہ اللہ کے شاگردوں میں ان کا شمار ہے امام صاحب کی والدہ بڑی عابدہ اور صاحب کرامات تھیں۔ رات کے پچھلے حصہ میں بڑی الحاح وزاری سے استغفار کرتی رہتی تھیں۔ امام بخاری کی آنکھیں بچپن میں خراب ہوئیں۔ اور بصارت جاتی رہی اطبا نے جواب دیدیا۔ آپ کی والدہ نے خلوص وزاری سے دعا کی۔ ایک رات محراب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں تمہاری الحاح وزاری کی دعا قبول ہوئی۔ جاؤ تمہارے بیٹے کی آنکھیں ٹھیک ہوگئیں۔ آنکھ کھلی تو فرمایا کیوں۔ بیٹا محمد اب آنکھوں کا کیا حال ہے۔ عرض کیا بالکل اچھی ہوگئیں۔

سن رشد تعلیم وتربیت شیوخ و اساتذہ

امام بخاری جب گود میں تھے تو آپ کے والد کا انتقال ہوگیا آپ کی

والدہ نے آپ کی تربیت فرمائی مکتب میں تعلیم پائی پھر حفظ
حدیث کا شوق پیدا ہوا۔ وراق کہتے ہیں میں نے امام صاحب
سے پوچھا جب آپ کے دل میں حدیث کا شوق پیدا ہوا اس وقت
آپ کی عمر کیا تھی فرمایا (عشرہ سنین اواقل) دس سال یا اس سے
بھی کچھ کم۔ صرف حدیث پڑھ لینا بہت آسان ہے لیکن علل
حدیث کی شناخت۔ رواۃ حدیث کے حالات پر عبور ان کی
عدالت۔ دیانت سچائی۔ طرز معاشرت۔ جائے سکونت۔
سنہ ولادت سنہ وفات باہم ملاقات۔ وغیرہ کی آگاہی
سے صحیح اور ضعیف حدیث کی پہچان ہوتی ہے اور یہی اصل علم ہے
اس لئے امام بخاری کو نوخیزی سے ہی اس کا شوق پیدا ہوا
ابتداءً ان علوم کو امام صاحب نے ان اساتذہ سے حاصل کیا۔
محمد بن سلام بیکندی۔ عبداللہ بن محمد مسندی۔ ابراہیم
بن اشعث یہ تینوں بخارا کے ممتاز حدیث کے فن کو جاننے
والے تھے لیکن پھر عنفوان شباب میں امام بخاری نے تحصیل علم
کے لئے سفر شروع کئے اور اس کی کوشش کی کہ حضور علیہ السلام سے
جس قدر کم واسطوں سے روایت ملے اس کو حاصل کیا جائے
اور یہی بڑا مشکل کام تھا چونکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ باوجود

امام دار الہجرۃ ہونے کے جہاں صدہا محدثین کرام تھے ان واسطوں سے روایت کرتے ہیں۔

مالک عن نافع عن عبداللہ بن عمر۔ مالک عن ابن شہاب عن عروۃ عن عائشہ امام بخاری پر بھی انعام خداوندی تھا کہ انکو متعدد اسناد ایسے مل گئے جو امام مالک رحمہ اللہ کے شیوخ کے ہم پلہ تھے اور صحیح بخاری میں تقریباً بیس روایتیں اسی سند عالی سے مروی ہیں جس میں صرف ۳ واسطے ہیں۔

مثلاً امام بخاری ۱ عبداللہ بن موسیٰ۔ ۲ معروف۔ ۳ ابو الطفیل رضی اللہ عنہ

" " ۱ محمد بن عبداللہ انصاری ۲ حمید ۳ حضرت انس رضی اللہ عنہ

" " ۱ مکی بن ابراہیم ۲ یزید بن ابی عبید ۳ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ

" " ۱ علی بن عیاش۔ ۲ حریز بن عثمان ۳ عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ

" " ۱ ابی نعیم۔ ۲ اعمش ۳ الصحابی المخضرم رضی اللہ عنہ

" " ۱ خلاد بن یحییٰ ۲ طہمان ۳ حضرت انس رضی اللہ عنہ

" " ۱ عصام بن خالد۔ حریز بن عثمان ۳ عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ

مکی بن ابراہیم نے ساٹھ حج کئے سترہ تابعیوں سے روایت کرتے ہیں ۲۱۵ھ میں وفات ہوئی۔

علی بن عیاش۔ یہ امام احمد امام یحییٰ بن معین کے استاد ہیں ۲۰۵ھ میں وفات ہوئی۔

رجسٹرڈ نمبر این ۹۱۲

Reg. No. N. 912

جنوری ۱۹۴۳ء سے یہ رسالہ ہر ماہ انگریزی کی ۱۲ تاریخ کو شائع ہوتا ہے!

بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً

میرا تھوڑا سا کلام بھی شائع کر دو

جلد ۹ — نمبر ۱۲

آسمان حدیث یا انمول موتی

قسط ۱۰۸

ماہ دسمبر سنہ ۱۹۵۱ء مطابق ربیع الاول سنہ ۱۳۷۱ھ

مترجمہ

جناب مولانا مولوی حافظ محمد شعیب صاحب (حنفی) رکن مجلس العلماء بھوپال

مدیر مسئول حاجی محمد خاں منشی فاضل

ترسیل زر و خط و کتابت کا پتہ

حاجی محمد خاں مہتمم رسالہ آسمان حدیث ابراہیم پورہ بھوپال

متفرق پچیس رسالے ایک روپیہ ؛ متفرق پچاس رسالے (عہ) علاوہ محصول ڈاک

دستی مقامی ([illegible]) ؛ سالانہ (۱۲/) مع محصول ڈاک

(معاونین کے لئے دس عدد روپے)

(وسط ہند کا سب سے زیادہ چھپنے والا مذہبی رسالہ)

کیا آپ خط کا جواب فوراً چاہتے ہیں؟ تو جوابی خط بھیجئے!

چندہ ختم ہوتے ہی فوراً روانہ کر دو، ورنہ وی پی وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہے۔

اختر حسین نے علوی برقی پریس بھوپال میں چھاپا

الحمد للہ!

کہ ہماری ۹ سال کی محنت ٹھکانے لگی اور مشکوٰۃ شریف - مسند امام احمد (۶ جلد) صحیح بخاری، صحیح مسلم اور ابو داؤد کا ترجمہ مکررات چھوڑکر ۹ جلدوں میں مکمل کر کے شائع کر چکے اس مجموعہ میں تقریباً پونے تین ہزار مستند حدیثوں کا ترجمہ معہ تشریحات درج ہے۔

قیمت ہر مجلد کی جو کہ خوبصورت جلد بندھا ہوا ہے ۱۲ر فی جلد ہے اور ۹ جلد کی قیمت ۱۲/- ہے اور ڈاک خرچہ عہ ر جملہ ۱۲/- کا وی۔پی ہوگا۔ حدیث شریف کے شائقین کے واسطے نایاب مجموعہ ہے۔

اگر اس جگہ [illegible]

ختم ہوگیا فوراً چندہ روانہ کر دیں

اس کی ہر جلد علیحدہ علیحدہ بھی ملیگی اور ہر جلد کے وزن کے ۲ر اور رجسٹری کے محصول ہونگے - جلد منگوائیں ممکن ہے کہ پھر نہ ملے - پاکستانی بہن بھائی ”محمد مظہر الدین خاں صاحب - اکونٹنٹ دفتر جنرل کنٹرول - کوئٹہ بلوچستان“ کو منی آرڈر روانہ کر کے مجھے نمبر منی آرڈر و تاریخ لکھدیں - فوراً تعمیل ارشاد ہوگی

جنوری ۵۲ء آسان فقہ جلد دوم شائع ہوگا - یہ بہت ہی مفید اور ضروری کتاب ہے - ہر ماہ کا رسالہ احتیاط سے رہنے دیں - ایک سال بعد مکمل کتاب آپکے پاس موجود ہوگی - خریدار صاحبان خریداری نمبر ضرور لکھدیں جو آپکی پتہ کی چٹ پر اول ہی لکھا ہوتا ہے - اور جوابی امور کے واسطے جوابی خط لکھیں؛

خادم حدیث :- حاجی محمد خاں - ابراہیم پوڑہ پال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو قسط (نمبر ۱۱)

ابو نعیم - فضل بن دکین نام ہے - حافظ الحدیث کے نام سے مشہور ہیں ۲۱۹ھ میں وفات ہوئی - عبداللہ بن موسیٰ - ہشام بن عروہ کے شاگرد خاص ہیں ۲۱۳ھ میں وفات ہوئی -

عصام بن خالد الحمصی ۲۱۵ھ میں وفات ہوئی - خلاد بن یحییٰ السلمی ۲۱۷ھ میں وفات ہوئی - امام صاحب نے مکہ مکرمہ میں ان شیوخ سے جو ممتاز محدثین میں تھے حدیثیں قبول کیں -

حمیدی - ابوبکر عبداللہ بن الزبیر - اسمٰعیل بن سالم الصائغ - عبداللہ بن یزید - ابو الولید احمد بن الازرقی مدینہ منورہ میں ابراہیم بن المنذر - مطرف بن عبداللہ - ابراہیم بن حمزہ ابوثابت - عبدالعزیز بن عبداللہ - مکہ اور مدینہ میں امام صاحب کا قیام محض طلب حدیث کے لئے چھ سال تک رہا - وہاں سے بصرہ پہونچے وہاں ان اکابرین سے روایتیں لیں -

امام ابو عاصم النبیل - صفوان بن عیسٰی - بدل بن المحبر - عفان بن مسلم - محمد بن عرعرہ - سلیمان بن حرب ابوالولید طیاسی - محمد بن سنان - بصرہ کے بعد کوفہ تشریف لے گئے وہاں عبداللہ بن موسیٰ ابو نعیم - احمد بن یعقوب اسمٰعیل بن ابان - حسن بن ربیع - خالد بن مخلد - سعید بن حفص - طلق بن غنام - عمر بن حفص - عروہ قبیصہ بن عقبہ

ابو غسان سے بعد تحقیق حالات روایتیں قبول کیں۔ وہاں سے
بغداد پہونچے۔ یہاں انھوں نے امام احمد بن حنبل۔ محمد بن
عیسیٰ الصباغ۔ محمد بن سائق۔ سریج بن نعمان سے روایتیں
لیں۔ وہاں سے شام تشریف لے گئے اور امام حیوۃ بن شریح
آدم بن ابی ایاس۔ یوسف فریابی۔ ابو نصر اسحٰق بن ابراہیم۔
حکم بن نافع سے روایتیں قبول کیں وہاں سے مصر پہونچے یہاں
عثمان بن حائع۔ سعید بن ابی مریم۔ عبداللہ بن صالح۔ احمد
بن صالح۔ احمد بن شبیب۔ اصبغ بن فرح۔ سعید بن کثیر۔ سعید
بن ابی عیسیٰ یحییٰ بن عبداللہ۔ عبداللہ بن بکیر اور ان کے
ہم عصروں سے روایتیں لیں۔ وہاں سے الجزائر پہونچے۔
اور وہاں احمد عبدالملک الحرانی۔ احمد بن یزید الحرانی۔ عمرو
بن خلف۔ اسمٰعیل بن عبداللہ رقی سے احادیث حاصل کیں
وہاں سے پھرتے ہوئے وطن آئے۔ پھر بخارا کے مضافات
میں سمرقند، تاشقند۔ مرو۔ ہراۃ۔ نیشاپور۔ رے۔ جبال خراسان
اور بلخ کا سفر کیا۔ بلخ میں مکی بن ابراہیم یحییٰ بن بشر۔ محمد بن
ابان یحییٰ بن موسیٰ قتیبہ سے بلخ میں زیادہ روایتیں لیں
ہراۃ میں جاکر احمد بن ابوالولید اور نیشاپور میں یحییٰ بن یحییٰ
بشر بن الحکم۔ اسحٰق بن راہویہ۔ محمد بن رافع سے اور رے میں
ابراہیم بن موسیٰ کے واسطے میں حسان بن حسان و حسان بن عبداللہ

استفادہ فرمایا۔ جعفر بن محمد بن خطاب کہتے ہیں میں نے امام بخاری سے سنا فرماتے تھے میں نے ایک ہزار سے زائد شیوخ سے اکناف عالم میں پھر چل کر حدیثیں حاصل کیں اور مجھے ہر ایک روایت کی سند محفوظ ہے۔ امام بخاری فرمایا کرتے تھے میں نے صرف انھیں شیوخ سے حدیثیں روایت کی ہیں جو ایمان کے گھٹنے بڑھنے کے قائل تھے اور اعمال کو جزو ایمان سمجھتے تھے جیسا کہ تمام صحابہ و علمائے تابعین کا مسلک تھا یعنی ایمان میں تین چیزیں داخل ہیں۔ زبان سے اقرار۔ دل سے تصدیق اور پھر احکام پر عمل ؞

عِلَلُ حدیث

محدثین کی اصطلاح میں ان پوشیدہ ڈھکی چھپی علتوں کا نام عِلَل حدیث ہے جس سے ضعیف، غریب۔ موضوع کو صحیح پہچانا جاسکے۔ حدیث کا پڑھنا پڑھانا اور ان کا ترجمہ پڑھ لینا بہت آسان ہے مگر فن حدیث کی واقفیت بے حد مشکل ہے امام حاکم فرماتے ہیں۔ حدیث کی تعلیل میں تین مجموعی قوتوں کا کمال ہے۔ حفظ۔ فہم۔ معرفت۔ امام بخاری کے استاد علی بن مدینی فرمایا کرتے تھے کہ کسی حدیث کی علت معلوم کرنے میں وقت صرف کرنا اس سے کہیں بہتر ہے کہ بے سمجھے بیس

حدیثیں پڑھ لی جائیں - اِس فن کے ابتدائی مراحل یہ ہیں - راویوں کا سنہ پیدائش سنہ وفات ان کے ڈھکے چھپے حالات سے باخبری - ان کے سلسلۂ شاگردی سے واقفیت ان کے طلبِ علم کے سلسلہ میں سفر اور ہر جگہ کے محدثین سے اِستفادہ کی حالات ہمعصروں سے باہمی ملاقات - پھر آخری مراحل یہ ہیں - انکی عملی و اعتقادی زندگی کیسی تھی وہ کسی ایسی سیاسی حکومت کے زیر اثر تو نہ تھے جس کی وجہ سے ان میں حکومت کی غلط جانب داری کا جذبہ ہو - ان کا حافظہ کیسا تھا - آخر عمر میں حافظہ کیسا رہا - انھوں نے جن سے روایتیں کی ہیں آیا ان سے واقعی انھوں نے اِستفادہ کیا بھی ہے یا نہیں - بہر نوع یہ تو مختصر اشارات ہیں اس فن میں ایک یہ بھی اہم بات ہے کہ محدّث کو نسبتوں کا صحیح علم ہو اور وہ کنیت اور ابنیت سے بھی اچھی طرح واقف ہو - بعض راوی خاندان کی نسبت سے بعض شہر کی نسبت سے بعض کسی قبیلہ کی نسبت سے مشہور ہوتے ہیں اور بعض کنیت سے اور بعض ابنیت سے مشہور ہوتے ہیں - مثلاً عمری - سلمی - ہروی - بخاری یا جیسے ابن عباس ابن عمر ابن مسعود یا جیسے ابن عمر ابن زبیر وغیرہ چنانچہ ایک بار امام بخاری کے استاد علامہ فریابی کی مجلس میں شیخ نے یہ سند پڑھی سفیان عن ابی عروۃ عن ابی الخطاب عن ابی حمزۃ - پھر

دریافت کیا بتاؤ سفیان کون سے ہیں اور یہ تینوں راوی کون کون ہیں۔ کسی شاگرد کے سمجھ میں نہ آیا۔ امام بخاری نے جواب دیا۔ سفیان تو سفیان ثوری ہیں۔ ابوعروہ۔ معمر بن راشد ہیں ابوالخطاب۔ قتادہ بن دعامہ بن ابو حمزہ۔ انس بن مالک ہیں یہ کہہ کر عرض کیا کہ صفیان ثوری رحمہ اللہ کی عادت ہے کہ وہ مشہور راویوں کو کنیت کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ میں نے علل اور اسانید میں امام بخاری سے بڑھ کر کسی محدث کو نہیں پایا اور میں نے خود جو کتاب العلل لکھی ہے وہ امام بخاری کے فیضان کا نتیجہ ہے۔

جرح

راویوں کی اچھائی یا برائی کو نمایاں کرنا جرح ہے اچھائی کو اس لئے کہ پہلے کوئی راوی قوی الحافظہ تھا۔ اس کا ذخیرہ محفوظ تھا پھر کسی وجہ سے وہ ذخیرہ تلف ہوگیا یا اس کا حافظہ خراب ہوگیا۔ اور برائی کو اس وجہ سے کہ اگر راوئے حدیث کے عیوب کو نمایاں نہ کیا جائے تو ضعیف روائتیں موجب فساد ہوجائیں۔ اس لئے ممتاز محدثین نے سختی سے جرح کی اور سخت الفاظ بھی استعمال کئے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے جرح کے الفاظ میں بھی متانت کو ملحوظ رکھا، چنانچہ آپ کے الفاظ

راویوں کے متعلق یہہ ہوتے ہیں - ترکوہ - محدثین نے اس شخص کو چھوڑ دیا ہے - انکرہ الناس - محدثین نے اس شخص سے انکار کیا ہے - المتروک - یہ نظر انداز کیا ہوا شخص ہے - الساقط - غیر معتبر ہے - فیہ نظر - اس کے حالات قابل غور ہیں -
امام صاحب کی سخت جرح کا لفظ یہ ہوتا ہے منکرالحدیث - آپ خود فرماتے ہیں جب میں یہ کہدوں کہ منکرالحدیث تو اس سے میری غرض یہ ہوتی ہے کہ ایسے شخص سے روایت کرنا ناجائز ہے
محدثین کا یہ طریقہ تھا کہ وہ اپنی لکھی ہوئی حدیثوں کی کتاب کسی غیر معتبر شخص کے پاس اس لئے نہیں چھوڑتے تھے کہ کہیں اس میں تحریف نہ ہوجائے - چنانچہ امام بخاری اپنے استاد مسدد کے متعلق کہتے ہیں کہ مجھے ان پر ایسا اعتبار ہے کہ خواہ میری کتاب ان کے پاس یا ان کی میرے پاس رہ جائے کبھی تردد نہیں ہوتا -

ذریعہ معاش

امام بخاری کے والد شیخ اسمٰعیل دولت مند شخص تھے محدث محتاط - مرتاض اور تاجر تھے انھوں نے بہت سی دولت چھوڑی امام بخاری نے اس رقم سے شرکت میں تجارت شروع کی اس طرح وہ بالکل مطمئن ہوکر فن حدیث کی خدمت میں مصروف ہوگئے

اور خدائے قدوس نے آپ کی ہر طرح امداد فرمائی۔
علامہ سیوطی رحمہ اللہ تدریب الراوی میں فرماتے ہیں کہ طالب حدیث پر لازمی ہے کہ عبادات فضائل اعمال میں جس ارشاد نبوی کو سنے اس پر عمل کرے یہ حدیثوں کے یاد کرنے دیاد ہونے کا بہترین طریقہ ہے جس پر محدثین سابقین ہمیشہ شدت سے عمل کرتے رہے

فن حدیث کے زرین اصول

قاضی ولید بن ابراہیم جورے کے قاضی تھے۔ فرماتے ہیں کہ مجھے بڑا شوق تھا کہ امام بخاری کی خدمت میں حاضر ہو کر فن حدیث حاصل کروں میں حاضر ہوا اور عرض کیا تو آپ نے جواب دیا" میرے عزیز کسی کام میں جب ہاتھ ڈالو جب اس کو پوری طرح سیکھنے کا مستحکم ارادہ کر لو۔ پھر فرمایا۔ سنو محدث کے لئے کیا لازمی ہے۔ محدث نہیں ہو سکتا جب تک یہ چالیس باتیں اس کو نہ آجائیں۔
پہلی چار باتیں یہ ہیں احادیث سیرۃ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ ۲۔ حالات صحابہ اور انکی تعداد ۳۔ حالات تابعین اور ان کے حالات ۴۔ بقیہ علمائے امت اور ان کے حالات
دوسری چار باتیں یہ ہیں۔ رجال حدیث کے نام۔ ان کی کنیت

ان کی نسبت۔ انکی عمر۔ تیسری چار باتیں یہ ہیں جس طرح خطیب کے لئے حمد اور حضور علیہ السلام پر درود ضروری ہے سورتوں سے پہلے بسم اللہ اور نماز کے لئے تکبیرات۔ ایسی ہی رجال حدیث کی سکونت سنہ ولادت سنہ وفات ان کے خاندان کا علم ہو۔ چوتھی چار باتیں یہ ہیں۔ مسند حدیثیں یعنی حضور علیہ السلام تک مرفوع متصل روایت کا علم۔ مرسل روایتیں یعنی جن میں تابعی صحابی کا نام نہ ہے۔ موقوف یعنی جو صحابی تابعی نے بیان کیا ہو۔ مقطوع جس میں درمیان کے راوی چھوٹے ہوئے ہوں ان کو خوب سمجھ لے۔

پانچویں چار باتیں۔ چار وقتوں کی روایت سے واقف ہو کم سنی میں۔ جوانی میں۔ ادھیڑپنے کی اور بڑھاپے کی۔ چھٹی چار باتیں۔ محدث عدیم الفرصتی میں۔ فرصت میں فراغ دستی اور تنگدستی میں ہمیشہ حدیث کی جانب مائل رہے ساتویں چار باتیں۔ پہاڑ۔ سمندر۔ آبادی۔ جنگل ہر ہر جگہ حدیث رسول اللہ پر نظر و فکر رہے۔ آٹھویں چار باتیں پتھر۔ چمڑہ۔ ہڈی۔ سیپ جو بھی ملے ان پر احادیث کو لکھ لے۔ نویں چار باتیں جو سن میں بڑے ہوں جو چھوٹے ہوں جو برابر ہوں اور اپنے باپ سے علم حاصل کرے۔ دسویں چار باتیں یہ ہیں کہ محدث فن حدیث کو چار حیثیتوں سے لکھے

خدا کی رضامندی کے لئے عمل صالح کے لئے۔ طالبین حدیث کے اشاعت کے لئے۔ تالیفات میں جمع و مرتب کرنے کے لئے۔ اب ان کے علاوہ آٹھ باتیں اور ہیں جن میں چار کسبی اور چار وہبی ہیں۔ کسبی یہ ہیں۔ فن کتابت۔ علم لغت۔ صرف۔ نحو۔ اور وہبی یہ ہیں۔ صحت۔ قدرت۔ ذوق علم۔ قوت حافظہ۔ جب یہ باتیں حاصل ہو جاتی ہیں تو پھر اس کے مقابلہ میں یہہ چار باتیں نمودار ہوتی ہیں۔ دشمنوں اور حریفوں کی خندہ زنی۔ دوستوں کی ملامت۔ کوتاہ بینوں کے طعن اور علمائے ہم عصر کا حسد لیکن ان کا معاوضہ آخرت میں یہہ ملیگا۔ مسلم بھائیوں کی شفاعت۔ عرش اعظم کا سایہ۔ حوض کوثر پر سیرابی۔ انبیاء و صالحین کی قربت۔ یہہ کہہ کر فرمایا تو صاحب زادے۔ ہم نے جو اپنے استادوں سے سیکھا تھا تم کو ایک ہی بار سب سنا دیا۔ قاضی ابو العاص فرماتے ہیں کہ میں سناٹے میں آگیا کہ واقعی فن حدیث انتہائی مشکل فن ہے میرے سکوت کو دیکھ کر پھر امام صاحب نے فرمایا اگر ان مشکلات کا بار تم سے نہیں اٹھ سکتا تو پھر آسان سی بات یہ ہے کہ تم فقہ کو سیکھ لو۔ سفر کی تکلیفوں سے و طلب علم حدیث کی زحمتوں سے بچ جاؤ گے فن حدیث کی اہمیت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے جو حضرت امام نے فرمائیں ہے یوں تو

کتابوں میں احادیث درج ہیں لوگ پڑھتے پڑھاتے ہیں لیکن جو معیار آپ نے مقرر کیا ہے اس کے لئے وقت درکار ہے اور پھر انعام خداوندی ہو۔ سمجھ ہو۔ قوت اخذ ہو۔ حافظہ ہو۔
ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

امام صاحب کی دیگر تصانیف و جامع صحیح بخاری

امام صاحب کی تصانیف یہ ہیں۔ تاریخ کبیر۔ جس کا ایک حصہ حیدرآباد میں طبع ہوا ہے۔ تاریخ صغیر یہ کتاب الہ آباد میں طبع ہو چکی ہے۔ جامع کبیر۔ اس کے نسخہ کا وجود ہی معدوم ہے۔ خلق افعال العباد۔ جہمیہ کا رد ہے اور دہلی میں چھپ چکی ہے کتاب الضعفاء الصغیر چھپ چکی ہے۔ کتاب الہبہ۔ اس کا نسخہ معدوم ہے۔ مسند کبیر و تفسیر کبیر ان کے نسخے معدوم ہیں اسامی الصحابہ۔ اس کا نسخہ مصر میں ہے۔ کتاب الوحدان اس میں ان صحابیوں کا تذکرہ ہے جن سے صرف ایک روایت مروی ہے۔ افسوس اس کا پتہ نہ چل سکا۔ کتاب العلل۔ یہ ابھی نہیں چھپی۔ ادب مفرد۔ یہ چھپ چکی ہے اس کا ترجمہ بھی نواب صدیق حسن مرحوم نے کیا ہے۔

جزء رفع یدین۔ ثبوت رفع یدین میں یہ مع ترجمہ کے دہلی میں چھپ چکی ہے۔ قضایا الصحابۃ والتابعین۔ افسوس اس نسخہ کا

پتہ نہ چل سکا۔ جزء قراۃ خلف الامام یہہ معہ ترجمہ کے شائع ہو چکی ہے۔ کتاب الرقاق اس کے نسخہ کا بھی پتہ نہ چل سکا،

جامع صحیح (بخاری)

آپ فرماتے ہیں میں نے جامع صحیح کو سولہ سال میں مرتب کیا۔ امام فربری فرماتے ہیں مجھ سے امام صاحب نے فرمایا میں نے صحیح بخاری کی ہر حدیث کو لکھنے سے پہلے غسل کیا پھر دو رکعت خانہ کعبہ میں نماز پڑھی اور چھہ لاکھ روایتوں میں سے چھانٹ کر اس کو وہیں مرتب کیا ہے اور پھر اس مسودہ کو روضہ مبارک اور منبر نبوی کے درمیان بیٹھ کر صاف کیا تمام اکابرین محدثین۔ مثل احمد بن حنبل یحیٰی بن معین علی بن مدینی وغیرہ ہم نے اس کی صحت پر کلی اتفاق کیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ کی وفات

آپ کا انتقال شب عید الفطر ۲۵۶ھ ہجری میں ہوا آپکا سن ۶۲ سال تھا اس میں تیرہ دن کم تھے۔ آپ نے مرنے سے پہلے وصیت فرمائی تھی کہ مجھے مطابق سنت صرف تین کپڑوں کا کفن دینا جمعہ کے دن بعد ظہر آپ دفن ہوئے قبر سے ایک تیز خوشبو پھیلی جس کو مورخین عنبر و مشک سے بھی بڑھکر بتاتے ہیں عرصہ تک

آپ کے قبر کے آس پاس کی مٹی لوگ لیجاتے بالآخر قبر کے آس پاس احاطہ قائم کیا گیا۔ خطیب بغدادی نے بسند عبدالواحد بن آدم بیان کیا ہے کہ انھوں نے خواب میں حضور علیہ السلام کو مع صحابہ کرام دیکھا کہ آپ منتظر کھڑے ہیں انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کس کا انتظار ہے فرمایا میں محمد بن اسمٰعیل کے انتظار میں ہوں۔ جب میں نے اپنے خواب کا وقت ملایا تو یہی وقت امام بخاری کی وفات کا تھا۔

آپ بے حد مرتاض و عابد تھے۔ علاوہ فرائض و سنن کے بہ کثرت نوافل پڑھتے رہتے تھے اور قرآن کریم کی تلاوت بھی بکثرت فرماتے دنیا و اہل دنیا سے بے نیاز تھے آج آپ کی وفات کو تقریباً سوا گیارہ سو برس ہو چکے ہیں۔ لیکن آپ کا نام زندہ ہے اور تا بہ قیامت زندہ رہے گا صحیح بخاری کو جو خدائے قدوس نے عظمت و منزلت عطا فرمائی ہے وہ ظاہر ہے کہ بعد قرآن مجید "صحیح بخاری" ہے۔

جنوری سنہ ۱۹۵۲ء سے

آسان فقہ حصہ دوم شائع ہوگا۔ بہت ہی مفید کتاب ہے ناظرین ہر ماہ کا رسالہ بہت احتیاط سے رکھیں۔ ایک سال بعد مکمل کتاب موجود ہوگی۔ :- مہتمم رسالہ :-

نوٹ

ہمیں افسوس ہے اس سال فہرست مضامین شائع نہ ہو سکی - ہر حدیث کا خلاصہ لکھدیا ہے - حسب ضرورت تلاش کریں - فہرست کی گنجائش نہ تھی

آسان فقہ حصہ اوّل دوسرا ایڈیشن

کاغذ دبیز - چھپائی اچھی ۱۹۲ صفحہ قیمت مجلد عہ غیر مجلد علاوہ محصول ڈاک ۱۵ ار -

اس دوسرے ایڈیشن میں ۲۸ عنوان میں تقریباً ۷۵۰ مسئلہ بہت ضروری روزانہ پیش آنے والے متعلقہ نماز - روزہ - حج - زکوٰۃ - وراثت اور ریل وغیرہ کے درج ہیں - اور اس کے مسائل فتاوی شامی سے لئے گئے ہیں -

مجھے اس کتاب کے مفید ہونے کا اس قدر یقین ہے کہ جو صاحب اسے دیکھ کر یہ لکھ دیں کہ "کتاب ہمیں ناپسند اور غیر مفید ہے" تو میں پوری قیمت واپس کردونگا اور کتاب واپس کر لوں گا ؛

خادم حسن بیـــــش

حاجی محمد خان - مہتمم آسان حدیث - بھوپال

ہماری نو سال کی محنت کا نچوڑ

ہم نے سنہ ۴۳ء میں جو حدیث شریف کے ترجمہ کا کام شروع کیا تھا وہ خدا کا شکر ہے۔ اب مکمل ہوگیا ان ۹ جلدوں میں مشکوٰۃ شریف مسند امام احمدؒ (۲ جلد) صحیح بخاری۔ صحیح مسلم اور ابو داؤد کی پونے تین ہزار حدیثوں کا ترجمہ ہے۔ حجم ۱۷۷۲ صفحہ۔ قیمت ۹ مجلد ۱۲/ چھہ روپیہ بارہ آنہ محصول ڈاک عہ/ - ہر جلد علیحدہ علیحدہ بھی ملے گی۔ اور ہر جلد کی خوبصورت جلد بندھی ہوئی ہے۔ مکمل نو

مجلد اوّل سنہ ۴۳ء ۱۲/	مجلد دوم سنہ ۴۴ء ۱۲/	مجلد سوم سنہ ۴۵ء ۱۴/
مجلد چہارم سنہ ۴۶ء ۱۴/	مجلد پنجم سنہ ۴۷ء ۱۴/	مجلد ششم سنہ ۴۸ء ۱۲/
مجلد ہفتم سنہ ۴۹ء ۱۲/	مجلد ہشتم سنہ ۵۰ء ۱۲/	مجلد نہم سنہ ۵۱ء ۱۲/

خادم حدیث

حاجی محمد خان :- ابراہیم پورہ - بھوپال۔